

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی
حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ
فی مشہور زمانہ تصنیف

الغنیۃ لطالب طریق الحق

مشہور ربہ

غنیۃ الطالبین

اردو
ترجمہ

جس میں اندازِ بیباں کا لطف اور سلاستِ زبان کا کیف ہر ہر سطح میں موجود ہے
بہ تبویب و ترتیب خاص

انرا

ادیب شہیر حضرت شمس صدیقی بریلوی جنس مشرقیات

(سابق صدر شعبہ فاضل دارالعلوم منظر اسلام بریلی)

ارشاد برادر

۱۵۶۱- سیکنڈ فلور، گلی کوتاہ۔ سوئیوالان۔ نئی دہلی ۲

مجلہ حقوق ترجمہ بحوزہ ناشر محفوظ ہے

کتاب _____ غنیۃ الطالبین

تصنیف _____ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

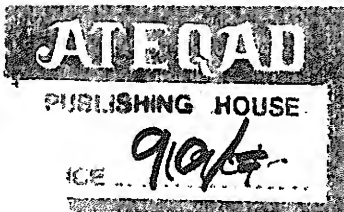
مترجم _____ ادیب شہیر شمس بریلوی

طابع _____

ناشر _____ ارشد فاخر دہلوی

تعداد طباعت _____ ایک ہزار

صفحات _____ سات سو



قیمت مجلد سنہری ڈائی آفسٹ کاغذ _____

۱۵۶۱- سیکنڈ فلور، گلی کوتانہ
سوئیوالان، نئی دہلی ۱۱

ارشد پبلشرز

صحیح بخاری شریف ترجمہ علی

(عربی اردو مکمل)

جمع و تہہ۔ امام المحدثین ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ یوں تو بخاری شریف کسی تعارف کی محتاج نہیں کیونکہ قرآن پاک کے بعد جس کتاب کو صحت کا درجہ حاصل ہے وہ نادر المثال کتاب بخاری شریف ہی ہے، اس میں سات ہزار سے زائد احادیث نبویؐ جو کہ مستند ترین احادیث ہیں جمع کی گئی ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ یہ کتاب ہندوستان میں پہلی بار عربی متن کے ساتھ اردو ترجمہ میں کسی طباعت مغربین ہو کر منظر عام پر آئی ہے جو کہ نہایت عمدہ کتابت، سفید گلیز کاغذ، نفیس طباعت اور سرے رنگے عمدہ خوبصورت ریگزین گور کے ساتھ تین جلدوں میں مکمل ہے۔

سائز :- (۲۰ x ۳۰) طول ۱۰ + عرض ۷

صفحات :- (۲۸۷۰) دو ہزار آٹھ سو ستر

بدیہ :- مکمل تینوں جلدیں - ۱/- روپے علاوہ موصولہ اک

ارشاد برادر اس کو چہ چیلان - نئی دہلی ۱

نام کتاب — علامہ ابن کثیر کی بلند پایہ تفسیر قرآن کا مکمل ترجمہ
تفسیر ابن کثیر اردو

مولانا عبدالرشید نعمانی

تاسرے مئی اشاعت — جنوری ۱۹۸۶ء
پہلی بار تعداد — صرف پانچ سو
باہتمام — ارشد فاخر صدیقی

کلاسیکل پرنٹرز دہلی

عرض نامہ

تفسیر ابن کثیر ایک نہایت اہم کتاب ہے اور اس کے بے شمار ایڈیشن لیتھو پرچھپ کر بڑی ہو چکے ہیں۔ لیتھو پرچھپتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا اور اس کی چھپائی خراب ہوتی گئی اور بعض صفحات پر چھپائی صاف نہ رہی اور لوگوں نے اس چھپائی کو ناپسند کرنا شروع کر دیا۔ اس لئے بہت سے حضرات نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس کتاب کو فوٹو آفسٹ پر چھپا جائے جو کتاب کی شایان شان ہو۔

ہم نے نور محمد کارخانہ تجارت کراچی کے نسخہ سے فوٹو لے کر اس کتاب کو آفسٹ پر چھپا پایا ہے۔ اس قدر سی تعداد کے ایڈیشن پر ہمارا نظریہ منافع کماتا نہیں ہے بلکہ عوام کی دلی خواہشات کو پورا کرنا ہے۔ اگر ٹھنے والے حضرات نے اس کی طباعت کو پسند فرمایا تو ہم ضرور اس کا دوسرا ایڈیشن بڑی تعداد میں چھپا کر زیادہ سے زیادہ عوام تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ کتاب کیسی چھپی ہے اس سلسلے میں ہمیں اپنے متنی مشورے سے ضرور مطلع فرمائیں۔ شکریہ !

احقر

اعتقاد حسین صدیقی

عرضے ناشر

الحمد للہ آپ کے اس ادارے نے آپ کے تعاون سے اب تک بہت سی دینی اور ادبی کتب شائع کی ہیں اور آپ نے ہمیشہ میری بہت افزائی فرمائی ہے اور مجھے پاکیزہ ادب اور اسلامی کتب کی اشاعت پر آمادہ فرمایا ہے۔ یہ آپ کے حسن قبول ہی کا نتیجہ ہے کہ ان ناسازگار حالات میں بھی ان خدمات کو انجام دیتا رہا ہوں اور آپ نے تعاون سے انشاء اللہ آئندہ بھی سرگرم عمل رہوں گا۔

عرصہ سے میری خواہش تھی کہ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت عونہ اعظم رضی اللہ عنہ کی مشہور زمانہ کتاب ”غنیۃ الطالبین“ کے نام سے عام طور پر متعارف ہے جس میں حضرت دالانے ایمان اور اسلامی اخلاق، شریعت و طریقت کے مباحث ایسے دلنشین انداز میں ہماری رہنمائی کے لئے پیش کئے ہیں کہ دنیا کے اسلام مددوں سے ان سے استفادہ کر رہی ہے اور بہت سی زبانوں میں اس کو انشائیہ تصنیف کا ترجمہ ہو چکا ہے، اپنے معاونین اور سرپرستوں کے ایمان و یقین کی تازگی اور بالیدگی کے لئے مذاقِ زمانہ کے تقاضوں سے ہم انہماک ترجمہ پیش کر رہے ہیں!

میں نے آپ کے جانے پہچانے ادیب شہیر حضرت شمس بریلوی کو اس کام پر آمادہ کیا اور الحمد للہ کہ انہوں نے بڑی زرف نگہی سے اصل کتاب سے اس کا اردو میں ایسا ترجمہ پیش کیا ہے جو دلنشین اور سگفتہ بیانی ہیں آپ اپنی نظیر ہے۔ فاضل مترجم نے حضرت عزت اعظم کی سوانح مبارکہ بھی ایک عجیب اور الوکھے انداز میں پیش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس انداز پر حضرت دالاک سوانح مبارکہ آپ کی نظر سے نہیں گزری ہوگی مزید یہ کہ حضرت کے ارفع و اعلیٰ مقام کو بھی آپ کی تصانیف کی روشنی میں پیش کیا ہے اور میرے خیال میں جناب شمس اس کوشش میں منفرد ہیں، آپ مطالعہ کے بعد میرے اس خیال کی یقیناً تائید فرمائیں گے۔

ترجمہ کی ترتیب و تہریب میں بھی عصر حاضر کے ادبی تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے ادارے کی اس کوشش کو بھی بے نظر استحضار دیکھیں گے اور غنیۃ الطالبین کے اردو ترجمے کو شرفِ قبولیت سے سربلند فرما کر مجھے مزید دینی و ادبی خدمات اور پاکیزہ ادب کی اشاعت پر سرگرم عمل فرمائیں گے۔ والسلام

آپ کا مخلص

ارشاد فاخر دہلوی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	عرض ناشر		۲۵	نماز کے ارکان	
۲۔	حرف آغاز		"	نماز کے واجبات	
۳۔	سوانح حیات حضرت سیدنا نوح علیہ السلام	۱	"	نماز کی چودہ سنتیں	
	حضرت کی تصانیف اور ان پر تبصرہ		"	بہیات نماز	
	باب ۱		۲۶	مذکوۃ	
۴۔	دین اسلام کے واجبات و فرائض	۲۱	"	نصاب زکوٰۃ	
۵۔	ایمان	"	"	ادبوں کا نصاب	
	دین اسلام	"	۲۷	گناہے عینیں کا نصاب	
	نوسلم کے حقوق	"	"	مکبریں کا نصاب	
	نوسلم کا عمل	۲۲	"	مصرف زکوٰۃ	
	نماز	"	"	زکوٰۃ کے مستحق	
	شرائط نماز	"	"	صدقہ ناکلہ	
	طہارت	"	۲۸	صدقہ فطر	
	تیمم	۳۴	"	صدقہ فطر کی مقدار	
	ستر عورت	"	"	روزہ	
	منہ زکۃ جگہ	۳۳	"	قضا و کفارہ	
	منہ زکۃ سمت	"	۲۹	سحر و افطار	
	نماز کی نیت	"	"	افطار	
	اوقات نماز	"	۵۰	حج و عمرہ	
	اذان	"	"	شرائط حج	
	اقامت	"			

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
		۵۱		اسرار کے مسائل	
۶۲	تعلیم کے لئے کھڑا ہونا	"		جنسی قیود	
۶۳	چھینک اور جہا ہی	"		حیوانات کا شکار اور کبے کوڑے مارنا	
"	جہا ہی	"		مسائل حج	
"	دس نظری خصائل	۵۲		طواف	
۶۴	موتخیں اور داڑھی	۵۳		طواف کے بعد	
"	داڑھی	۵۴		۸ روزی الحجہ	
"	بالوں کی میناد	"		شترالحلم کے پاس کی دعا	
۶۵	سفید بالوں کا اکھاڑنا	۵۵		منی میں	
"	ناخن تراشنا	۵۶		عمرہ	
۶۶	سر منڈانا	۵۷		عمرہ کی صورت	
"	تزرع کا حکم	"		مباشرت کے احکام	
۶۷	مانگ نکالنا	۵۸		حج کے ارکان واجبات اور سنتیں	۱۱
"	تخلیف یعنی زلفیں نکالنا	"		حج کے ارکان	
"	موچیں سے بال نوچنا	"		واجبات حج	
"	بالوں کو سیاہ کرنا	"		حج کی سنتیں	
"	خضاب یا دسمہ	"		عمرہ کے ارکان	
۶۸	سر مہ رنگانا	"		عمرہ کے واجبات	
"	بالوں میں تیل رنگانا	"		عمرہ کی سنتیں	
	باب ۳			مدنیہ منورہ کی زیارت اور مختلف دعائیں	۱۲
	آداب معاشرت	۱۴	۵۹	باب ۲	
۶۹	سفر و حضر میں سات امرو کی پابندی			آداب اسلامی	
"	مکروہ عادتیں کھانے پینے کے آداب		۶۱	اسلامی اخلاق اور آداب	۱۳
"	مکروہ باتیں		"		
۷۰	دوسروں کے گھر میں داخل ہونا		"	سلام	
"	داخلہ کے آداب	۱۵	۶۲	سلام کرنے کی ممانعت	
۷۱	دست دہانے راست میچ کا استعمال		"	مصانحہ	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۳	اعضار دھوتے وقت کی مستحب دعائیں	۱۸	۷۱	دایاں ہاتھ اور پاؤں	
	استنجا کے بعد کی دعا		"	آداب اکل و شرب	
۸۴	کھانے پینے کے آداب		"	کھانے پینے کے آداب	
"	کھانے کا طریقہ		"	کھانے کا طریقہ	
"	ظروف طعام		"	ظروف طعام	
"	ضیافت کے آداب	۷۳	"	ضیافت کے آداب	۱۶
"	دعوتِ حق	۷۴	"	دعوتِ حق	
"	دست راست و چپ دھوتے وقت	"	"	کھانے کے آداب	
۸۵	کئی کرتے وقت کی دعا		۷۵	ہاتھ کن چیزوں سے دھونا منع ہے	
"	سرا کھانے کرتے وقت کی دعا		"	پینے کے مسائل	
"	پائے راست و چپ دھوتے وقت		۷۶	بہائی میں روزہ افطار کرنا	
"	کی دعائیں			حمام، برہنگی، انگشتری، بیت الخلاء، رفع	
"	وضو سے فراغت کے بعد کی دعا			حاجت اور استنجا، طریقہ، غسل	
"	لباسِ خوب اور گھر سے باہر نکلنے کے آداب	۱۹	۷۶	حمام کا حکم	
۸۶	لباس کے اقسام		۷۷	عورتوں کا حمام میں جانا	
"	عمامہ کس طرح باندھے		"	حمام کے آداب	
۸۷	تہبہ (ازار)		۷۸	انگشتری پہننا اور ہونا	
"	پانچواں (سرا دہل)		۷۹	انگشتری کن انگلیوں میں پہننا چاہیے	
۸۸	آدابِ خواب		"	بیت الخلاء میں جانا	
۸۹	سومن کا خواب		۸۱	پانی سے استنجا	
"	گھر سے باہر نکلنے کے آداب		۸۲	کن چیزوں سے استنجا کرنا چاہیے	
"	گھر سے نکلنے وقت کی دعا		"	استنجا کی ضرورت	
۹۰	آدابِ مسجد	۲۰		طہارت کبریٰ (غسل)	۱۷
"	مسجد میں داخل ہونے کی دعا		۸۲	غسل کی کیفیت اور حکم	
	باب ۴		۸۳	غسلِ جنابت	
۹۱	گھر میں داخلہ، کب حلال اور خلوت نشینی	۲۱	"	پانی کا استعمال	
	اختیار کرنے کا بیان				

[illegible]

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸-	نکاح کے آداب	۱۱۱	۱۲۳	منع کرنے والوں کے گردہ	۱۲۳
	نکاح کے احکام	"	۱۲۴	ظن غالب	۱۲۴
	بیوی پسند یا ناپسند کرنے کا مسئلہ	۱۱۲	"	ابرار المعروف دربی عن المنہ کی شرائط	"
	بیوی کی خصوصیات	"	۱۲۶	امروہی تنہائی میں کرنا بہتر ہے	۱۲۶
۲۹-	زوجین کے حقوق	۱۱۵	۱۲۶	نیک و بد اعمال	۱۲۶
	نکاح کے بعد	"	۱۲۸	صانع عالم کی معرفت	۱۲۸
	جمل کے زمانے میں	۱۱۶	۱۲۹	حمد و ثناء	۱۲۹
	جماع کے بعد	"	۱۳۰	صفات الہی	۱۳۰
	عزل کرنا	"	۱۳۱	سات آسمان	۱۳۱
	جماع سے پرہیز	۱۱۷	"	عرش کو اٹھانے والے فرشتے	"
	عورت کی خواہش جماع	"	۱۳۲	علی العرش اسٹری	۱۳۲
	برائی سے بچاؤ	"	۱۳۳	پچھلی رات کی نماز اتنا ہی رات	۱۳۳
	راز کی باتوں کا بیان نہ کرنا	"		کی نماز سے کیوں افضل ہے	
	شوہر کی اطاعت گزاری	۱۱۸	۱۳۴	قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے	۱۳۴
	شوہر کا مرتبہ	"	"	قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے	"
	عورتوں کے حقوق	"	۱۳۶	قرآن کے حق و آواز	۱۳۶
	دعوتِ دلیہ	۱۱۹	۱۳۷	قرآن کے حروف پتھا	۱۳۷
	دعوتِ دلیہ کب کرنا چاہیے	"	۱۳۸	حروف تہجاء مخلوق ہیں یا غیر مخلوق	۱۳۸
	نکاح میں چھوہار لٹانا	"	"	حروف قرآن قدیم ہیں یا حادث	"
	نکاح کا طریقہ	"	۱۳۹	نود و نہ اسماء حسنی	۱۳۹
	خطبہ نکاح	۱۲۰	۱۴۰	اسمان کی تعریف	۱۴۰
	باب ۶		"	ایمان کے معنی	"
۳۰-	مہجراتی کا حکم اور برائی کی ممانعت		"	اسلام کی تعریف	"
	آدام و نواہی	۱۲۲	۱۴۲	مومن ہونے کا دعویٰ	۱۴۲
	پرہیز درمی	۱۲۳	"	فہمت و تقدیر	"
	منع کرنے پر قدرت	"	۱۴۳	قدریہ کا نظریہ	۱۴۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۵۸	بہشت کی صورت		۱۴۴	مسلمان گناہ سے کافر نہیں ہوتا	
۱۵۹	حوران بہشتی			باب ۷	
"	آخرت کی بری			معاذ سے متعلق عقائد	
	باب ۸		۱۴۵	عذاب و ثواب	۳۸-
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی فضیلت		۱۴۶	معراج اور دیدار الہی	۳۹-
۱۶۰	سید الانبیاء ربی آخر میں	۵۵-	"	شب معراج	
۱۶۱	حضور صلعم کے معجزے		۱۴۷	منکر نکیر	۴۰-
"	امت محمدیہ کی فضیلت		"	مردہ زائر کو پہچانتا ہے	۴۱-
	خلافت راشدہ		"	ضبطہ قبر یا فشار قبر	۴۲-
۱۶۲	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت	۵۶-	۱۴۸	مومن کا نیک انجام	۴۳-
"	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت	۵۷-	۱۴۹	کافروں کا انجام بد	۴۴-
"	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت	۵۸-	۱۵۰	کافر کی قبر میں حالت	۴۵-
"	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت	۵۹-	"	ارواح شہداء	۴۶-
۱۶۵	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت	۶۰-	۱۵۱	حشر	۴۷-
۱۶۶	آہات المؤمنین اور اہل بیت	۶۱-		سید بنین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت	
	رسول صلی اللہ علیہ وسلم		۱۵۲	آنحضرت صلعم کا شفاعت فرمانا	۴۸-
۱۶۸	آئمہ کرام اور حاکم کی پیروی			صراط	
۱۶۹	سنت و جماعت کی پیروی	۶۲-		صراط کی کیفیت	
"	اہل بدعت سے احتیاب	۶۳-	۱۵۳	حوض کوثر	۴۹-
۱۷۰	اہل بدعت کی نشانیاں	۶۴-	۱۵۵	حوض کوثر کی دست	
"	وہ صفات جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی	۶۵-	"	روز حشر حضور کا تربیہ اختصا	۵۰-
	ذات کے ساتھ ناجائز ہے		"	مسلمانوں کا حق اور اللہ تعالیٰ کی پرہیزگاری	۵۱-
۱۷۱	وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کو	۶۶-	۱۵۶	مسیران	۵۲-
	منتصف کرنا ناجائز ہے		۱۵۷	حساب کے اقسام	۵۳-
۱۷۵	ہدایت کے راستے سے ٹھیکے ہوئے فرقوں	۶۷-		جنت و دوزخ	
	کا ذکر		۱۵۸	جنت و دوزخ کا جہود	۵۴-

نمبر شمار	عنوان سے	صفحہ	نمبر شمار	عنوان سے	صفحہ
	باب ۹				
	تہتر فرقے				
۶۸	اسنت کا عرف ایک فرقہ ہے	۱۷۷			
۶۹	شیعہ فرقہ	۱۸۰			
۷۰	رافضیوں کے فرقے	"			
	نبنائیہ	۱۸۱			
	طیاریہ	۱۸۲			
	مغیریہ	"			
	منصوریہ	"			
۱۸۸	خطابیہ	۷۳			
	معمرہ	۷۴			
۱۸۹	بریلیہ	"			
"	مفضلہ	"			
۱۹۰	شمر لیتیہ	"			
"	سکبائیہ	"			
"	منوخیہ	"			
۱۹۱	زیدیہ	۷۵			
"	چارودیہ	۷۶			
"	سامانیہ	۷۷			
۱۹۲	تتیریہ	۷۸	۱۸۳		
"	نحیبیہ	۷۹	"		
"	ایقزیبیہ	۸۰	"		
	رافضیوں کے مختلف فرقے	۱۸۴			
	رافضیوں کے اقوال (باعلمہ)	۱۸۵			
	مرجبیہ کا فرقہ	۱۸۶			
	جہمیہ	"			
	باب ۱۰				
	مواظف قرآن وحدیث کے بیان میں چند مجالس				
۱۹۳	پہلی مجلس: شیطان	۸۱			
"	دو غزوہ کی تشریح	۸۲			

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۲۶	گناہ صغیرہ اور کبیرہ	۱۰۰	۱۹۴	شیطان کی لفظی تشریح	
۲۲۷	صغیرہ گناہ	۱۰۱	"	شیطان کی حقیقت	
۲۲۸	توبہ فرض عین ہے	۱۰۲	۱۹۷	تعوذ کے فائدے	
۲۲۹	حضرت آدم کی توبہ	۱۰۳	۱۹۸	شیطان کن چیزوں سے ڈرتا ہے	۸۳
۲۳۰	توبہ کی شرطیں	۱۰۴	"	شیطان سے بچنے کی تدابیر	
۲۳۱	صحت توبہ کی شرط	۱۰۵	۱۹۹	شیطان کے اقوال	۸۴
۲۳۲	روزے کی قضا	۱۰۶	۲۰۲	انسان کے موکل	۸۵
۲۳۳	قضا حج کی ادائیگی	۱۰۷	"	القابائے قلب	۸۶
"	کفاروں کی ادائیگی	۱۰۸	۲۰۴	نفس اور رزح	۸۷
۲۳۴	بنیگاہ خدا کے حقوق ادا کرنا	۱۰۹	"	شیطان سے جہاد کرنا	۸۸
۲۳۵	خفیہ تلفی اور فتیل خطا	۱۱۰		دوسری مجلس	
"	قتل عمد سے توبہ			اِنَّهُ مَرَّةً سَلْبًا نَدْنٰ وَ اِنَّهُ	۸۹
"	نامعلوم قاتل		۲۰۵	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تشریح	
"	نامعلوم افراد کا گناہ		۲۱۱	تحت بلقیس سلیمان کے حضور میں	۹۰
۲۳۶	مالی حقوق کا غصب کرنا	۱۱۱	۲۱۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد	۹۱
۲۳۷	اعمال کے تین دفتر	۱۱۲		بلقیس کے بطن سے	
"	توبہ میں عجلت کی جائے	۱۱۳	۲۱۳	بصایر	۹۲
۲۳۸	اللہ تعالیٰ کی ضمانتی کی ایک مثال		۲۱۵	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی فضیلتیں	۹۳
۲۳۹	مظالم کا تدارک	۱۱۴	۲۱۶	بِسْمِ اللّٰهِ کی فضیلت کے بارے میں مزید وضاحت	۹۴
۲۴۰	زہد و تقویٰ	۱۱۵	۲۱۸	بِسْمِ اللّٰهِ کی تفسیر	۹۵
۲۴۱	تقویٰ کے سلسلے میں اسلام کرام کے اقوال		۲۱۹	لفظ اللہ کے معنی میں مختلف اقوال	۹۶
۲۴۲	تقویٰ کی دو قسمیں		۲۲۲	بِسْمِ اللّٰهِ کی صفت	۹۷
۲۴۳	حلال عین انبیاء کا کھانا ہے		"	شیطان کی مخالفت	۹۸
۲۴۴	پہرہ کی شماری اور ذیہن کے بارے میں			تیسری مجلس	
۲۴۵	حرام چیزوں کی فروخت کا حکم			وَتُوبَةُ اِلٰهِ اللّٰهِ جَمِیْعًا کی تشریح	
"	دوری کمانے کے لحاظ سے تین قسم کے لوگ	۱۱۶	۲۲۵	توبہ کے معنی	۹۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۵۳	تقویٰ کی ایک اور مثال	۲۵۳	۲۵۳	تقویٰ کی ایک اور مثال	۲۵۳
"	تقویٰ کی دوسری مثال	"	"	تقویٰ کی دوسری مثال	"
"	تقویٰ کی تیسری مثال	"	"	تقویٰ کی تیسری مثال	"
۲۵۴	چند اور مثالیں	۲۵۴	۲۵۴	تقویٰ اور نیکی، شرائط	۲۵۴
۲۵۵	بعض گناہوں سے توبہ	۲۵۵	۲۵۵	بعض گناہوں سے توبہ	۲۵۵
۲۵۶	فاسق کی عبادات	۲۵۶	۲۵۶	فاسق کی عبادات	۲۵۶
۲۵۷	توبہ کے بارے میں احادیث و آثار	۲۵۷	۲۵۷	توبہ کے بارے میں احادیث و آثار	۲۵۷
۲۵۸	توبہ کے بغیر مغفرت نہیں	۲۵۸	۲۵۸	توبہ کے بغیر مغفرت نہیں	۲۵۸
"	توبہ کے سلسلے میں مزید احادیث	"	"	توبہ کے سلسلے میں مزید احادیث	"
۲۵۹	صدق و طاعت کا اثر	۲۵۹	۲۵۹	صدق و طاعت کا اثر	۲۵۹
"	توبہ کی شناخت	"	"	توبہ کی شناخت	"
"	توبہ کی شناخت ۲ بانوں سے ہوتی ہے	"	"	توبہ کی شناخت ۲ بانوں سے ہوتی ہے	"
"	توبہ کے بارے میں مشائخ و ائمہ کی اقوال	"	"	توبہ کے بارے میں مشائخ و ائمہ کی اقوال	"
"	توبہ کے مزید معنی	"	"	توبہ کے مزید معنی	"
"	حضرت ذوالنون مصریؒ	"	"	حضرت ذوالنون مصریؒ	"
۲۶۰	ابن عطا کا ارشاد	۲۶۰	۲۶۰	ابن عطا کا ارشاد	۲۶۰
۲۶۱	باب ۱۱	۲۶۱	۲۶۱	باب ۱۱	۲۶۱
۲۶۲	آیت اِنَّا اَنزَلْنَاهُ بِاللَّيْلِ الْقُرْآنَ کی تفسیر	۲۶۲	۲۶۲	آیت اِنَّا اَنزَلْنَاهُ بِاللَّيْلِ الْقُرْآنَ کی تفسیر	۲۶۲
۲۶۳	حضرت سمریؒ تقویٰ کا سلام	۲۶۳	۲۶۳	حضرت سمریؒ تقویٰ کا سلام	۲۶۳
۲۶۴	نفس سے حساب نہیں تقویٰ ہے	۲۶۴	۲۶۴	نفس سے حساب نہیں تقویٰ ہے	۲۶۴
۲۶۵	حصول تقویٰ کی ابتدائی صورت	۲۶۵	۲۶۵	حصول تقویٰ کی ابتدائی صورت	۲۶۵
"	تقویٰ کس طرح حاصل کیا جائے	"	"	تقویٰ کس طرح حاصل کیا جائے	"
"	تقویٰ کا حصول	"	"	تقویٰ کا حصول	"
۲۶۶	نجات	۲۶۶	۲۶۶	نجات	۲۶۶
۲۶۷	توحید و طاعت اور وعدہ و وعید	۲۶۷	۲۶۷	توحید و طاعت اور وعدہ و وعید	۲۶۷
۲۶۸	باب ۱۲	۲۶۸	۲۶۸	باب ۱۲	۲۶۸
۲۶۹	جنت اور دوزخ	۲۶۹	۲۶۹	جنت اور دوزخ	۲۶۹
۲۷۰	جنت کی مثال	۲۷۰	۲۷۰	جنت کی مثال	۲۷۰
"	اہل جنت کے انعامات	"	"	اہل جنت کے انعامات	"
۲۷۱	زفر کی تعریف	۲۷۱	۲۷۱	زفر کی تعریف	۲۷۱
۲۷۲	دوزخ اور دوزخیوں کے حالات	۲۷۲	۲۷۲	دوزخ اور دوزخیوں کے حالات	۲۷۲
۲۷۳	دوزخ اور دوزخ کے عذاب	۲۷۳	۲۷۳	دوزخ اور دوزخ کے عذاب	۲۷۳
۲۷۴	گناہوں کے ساتھ مختصر عذاب	۲۷۴	۲۷۴	گناہوں کے ساتھ مختصر عذاب	۲۷۴
"	چور کا عذاب	"	"	چور کا عذاب	"
"	چھوٹی گواہی کا عذاب	"	"	چھوٹی گواہی کا عذاب	"
"	شرک پر گناہ اور عذاب	"	"	شرک پر گناہ اور عذاب	"
"	ظالم، جابر اور منکرین کا عذاب	"	"	ظالم، جابر اور منکرین کا عذاب	"
"	خیانت کرنے والوں کا عذاب	"	"	خیانت کرنے والوں کا عذاب	"
۲۷۵	دوزخ کے پہلے عبور کرنے کے بعد	۲۷۵	۲۷۵	دوزخ کے پہلے عبور کرنے کے بعد	۲۷۵
۲۷۶	نہدے کے ہزار محل	۲۷۶	۲۷۶	نہدے کے ہزار محل	۲۷۶
۲۷۷	جنت کے محل کی کیفیت	۲۷۷	۲۷۷	جنت کے محل کی کیفیت	۲۷۷
۲۷۸	جنت کی زمین	۲۷۸	۲۷۸	جنت کی زمین	۲۷۸
۲۷۹	اہل جنت کی ہیئت	۲۷۹	۲۷۹	اہل جنت کی ہیئت	۲۷۹
"	ویدار الہی	"	"	ویدار الہی	"
۲۸۰	عرش الہی اور منبر	۲۸۰	۲۸۰	عرش الہی اور منبر	۲۸۰
۲۸۱	جنت کی قسمیں	۲۸۱	۲۸۱	جنت کی قسمیں	۲۸۱
۲۸۲	جنت کے پرندے	۲۸۲	۲۸۲	جنت کے پرندے	۲۸۲
۲۸۳	مزید انعامات	۲۸۳	۲۸۳	مزید انعامات	۲۸۳
۲۸۴	مَوْقِفُ الْمُشْرِكِ الْيَوْمَ وَلَقَاهُمْ نَصْرُهُ وَهُوَ رَبُّ	۲۸۴	۲۸۴	مَوْقِفُ الْمُشْرِكِ الْيَوْمَ وَلَقَاهُمْ نَصْرُهُ وَهُوَ رَبُّ	۲۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	کافرد کی بد انجامی	۳۱۰		افطار صوم	۳۳۵
	اہل جنت پر مزید اکرم	۳۱۲	۱۳۱	ماہ رجب کی برکتیں	"
	باب ۱۳			محبت	
	ایام متبرکہ اور فضائل شہود		۱۳۲	ماہ شعبان کی فضیلت	۳۳۹
۱۲۸	ماہ رجب کے فضائل	۳۱۶		ماہ شعبان اور شعبان کی ۵۵ راتیں شب	"
	لفظ رجب کی تحقیق	۳۱۷		اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور	۳۴۰
	ماہ رجب کے دوسرے نام	۳۱۸		اللہ تعالیٰ کی تخلیقات	"
	اشتقاق کی مثالیں	۳۱۹		شعبان رسول اللہ کا مہینہ ہے	۳۴۱
	اھم کی وجہ تسمیہ	۳۲۰		ماہ شعبان کے فضائل	"
	رجب کہنے کی وجہ	"		لفظ شعبان کی تحقیق	"
	رجب میں ثواب	"		فضائل و برکات شب برات	۳۴۲
	سابق کی وجہ تسمیہ	۳۲۲		شب برات کے انعامات	۳۴۶
	حرمت دینے میں ان کے خاص اوصاف	"		شب برات کی وجہ تسمیہ	۳۴۷
	رجب کی مزید خصوصیتیں	"		حضرت حسن بصریؒ کا واقعہ	۳۴۸
	ماہ رجب کے پہلے روزے اور پہلی	۳۲۶		شب برات میں نماز	"
	رات کے قیام کی فضیلت		۱۳۳	رمضان المبارک کے فضائل	۳۴۹
	سال کی ۵۵ راتیں جن میں قیام کرنا	"		لفظ رمضان کی تشریح و تحقیق	۳۵۱
	مستحب ہے۔			ماہ رمضان اور نزول قرآن	۳۵۲
۱۲۹	ماہ رجب کی اومیہ ماثورہ	۳۲۷		قرآن پاک کس طرح نازل ہوا	"
	رجب کی پہلی رات میں پڑھی جانے	"		ماہ رمضان کے فضائل و خصائص	۳۵۳
	والی دعائیں			ماہ رمضان کی برکتیں	۳۵۴
۱۳۰	ماہ رجب کی نمازیں	۳۲۹	۱۳۴	شب قدر	۳۵۵
	رجب کی پہلی جمعرات کے روزے	۳۳۰		رمضان کے حروف و اس کی برکتیں	۳۵۸
	رجب کی نو چھٹی جمعرات کا روزہ	"		رمضان کی حرمت ملت کی عزت ہے	"
	۲۷ رجب کے روزے کی فضیلت	۳۳۲		سرور ادر سردری	۳۶۰
	روزے کے آداب و احکام اور احتراز کی فضیلت	"		شب قدر کے فضائل	"

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۸۲	عشرہ ذی الحجہ کی نمازیں		۳۵۹	سورہ قدر کی تفسیر	۱۳۵
"	اس عشرہ کی نمازوں کے فضائل		۳۶۱	گوئی رات "لباۃ القدر" ہے	
"	پانچ پیغمبروں کی الگ الگ دس مخصوص چیزیں	-۱۴۰	۳۶۲	شب جمعہ افضل ہے یا شب قدر	
"	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دس چیزیں		۳۶۳	شب قدر پر شب جمعہ کی افضلیت	
۳۸۴	حضرت شعیب علیہ السلام کی دس چیزیں		"	شب قدر افضل ہے شب جمعہ سے	
"	حضرت یونس علیہ السلام کی دس چیزیں		۳۶۴	شب قدر کے غیر متعین ہونے کا سبب	
۳۸۵	سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دس چیزیں			پانچ مخصوص راتیں	
"	عشرہ ذی الحجہ کی عظمت	-۱۴۱	۳۶۵	اللہ تعالیٰ نے حضور کو پانچ راتیں مرحمت فرمائیں	
۳۸۶	اٹھ سو ایک لبالب سورہ قدر کی تفسیر	-۱۴۲	"	بدکاروں کیلئے مکیوں کا روز کی شناخت	
۳۸۷	یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ)	-۱۴۳	۳۶۶	شب قدر کی علامتیں	
۳۸۸	احرام باندھنا اور لبیک کہنا		"	مساز ترویح	
"	ایک اعرابی کا واقعہ		۳۶۹	شب قدر اور ماہ رمضان کے نزدیک مسائل	
۳۸۹	حجر اسود		۳۷۰	صدقہ فطر و عید الفطر	-۱۳۷
۳۹۰	حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے والا اور اس		۳۷۱	عید کی وجہ تسمیہ	
	کی دنات		۳۷۳	چار استوں کی چار عیدیں	-۱۳۷
"	یوم ترویہ کی وجہ تسمیہ		"	امت موسیٰ علیہ السلام کی عید	
۳۹۳	یوم عرفہ کے فضائل	-۱۴۴	۳۷۴	حضرت عیسیٰ کی امت کی عید	
"	تکمیل نعمت کا دن		۳۷۶	مومن بھی عید مناتا ہے اور کافر بھی	
۳۹۴	آیت الیم املتکم ذلکم ویکم کی تفسیر و ترجمہ	-۱۴۵	۳۷۷	عید منانے کا اسلامی طریقہ	
۳۹۵	عرفات و عرفہ کے معانی			باب ۱۴	
۳۹۷	عرفہ کے روز و شب	-۱۴۶		دس راتیں عشرہ ذی الحجہ، پیغمبروں کی دس	
"	روز عرفہ اور شب عرفہ کی فضیلت			چیزیں، حج، احرام، لبیک، ترویہ اور عرفہ	
۴۰۰	عرفہ کے دن روزہ اور دعا کی فضیلت	-۱۴۷	۳۷۹	دس دنوں کے فضائل	-۱۳۸
"	یوم عرفات کی دعائیں		۳۸۰	ماہ ذی الحجہ کے عشرہ اول میں معجزات	
۴۰۱	یوم عرفہ کی پہلی دعا	-۱۴۸		انبیاء علیہم السلام	
"	دوسری دعا		۳۸۱	عشرہ ذی الحجہ کی عبادت	-۱۳۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تیسری دعا	۲۰۱	۱۵۷	تربانی کے مسائل	۲۱۸
	چوتھی دعا	"		تربانی کے جانور کا رنگ اور اس کی بھینٹ	۲۱۹
	پانچویں دعا	"		تربانی کے دن	"
۱۴۱	عرفہ کی شام کی وہ دعائیں جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت کے ساتھ فرماتے	۲۰۳	۱۵۸	ایام تشریق	۲۲۰
۱۵۰	روز عرفہ ملائکہ، مقربین اور حضرت خضر علیہ السلام کی دعائیں	۲۰۴		حضرت زجاج کا قول	۲۲۱
	اس دعا کا اثر	"	۱۵۹	سیدی کی روایت	"
۱۵۱	عرفہ کے دن کی دعائیں اقوال و اخبار، ایک حدیث شریف	۲۰۵		مختلف توجہات	"
۱۵۲	یوم الاضحیٰ اور یوم نحر کے فضائل	۲۰۶		ذکر	۲۲۲
۱۵۳	ذکر الہی	۲۰۸	۱۶۰	ذکر کے معنی	"
	اس سلسلہ میں حضرت نبیل کی تشریح	"		تشریق کی وجہ تسمیہ	"
	ابن کبیر کی تشریح	۲۰۹		حضرت ذوالنون مصری نے تشریح فرمائی	۲۲۳
۱۵۴	حضرت سلمان فارسی کا ارشاد	۲۱۰	۱۶۱	تکبیریں	"
	دعا	۲۱۲		تکبیرات ایام تشریق کی تعداد	"
	دعا کا حکم	"		تکبیر کے الفاظ اور تعداد	۲۲۴
	مفسرین کا قول	"	۱۶۲	عید الفطر کے دن	"
	دعا کی عدم قبولیت	"		عید الفطر کی تکبیرات	"
	ایک علمی نکتہ	"			
	تربانی (دائخ)	۲۱۴			
۱۵۵	عید گاہ کی آمد و رفت	۲۱۶			
	عید گاہ کا راستہ	"			
۱۵۶	تربانی اور یوم الاضحیٰ کی فضیلت	"			
	تربانی کے وقت کی دعا	۲۱۷			
	تربانی کا جانور اچھا ہو	"	۱۶۳		
				باب ۱۵	
				یوم عاشورہ اور یوم جمعہ کے فضائل	۲۲۶
				یوم عاشورہ کے فضائل	"
				حضرت ابن عباس کی روایت	"
				عاشورہ کے دن چار رکعت نماز	۲۲۷
				حضرت ابوہریرہ کی روایت	"
				حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۲۸
				عاشورہ کی وجہ تسمیہ میں علما کا اختلاف	"
				محرم کی کس تا ریح کو عاشورہ سمجھا جائیے	"
				یوم عاشورہ کے بعض مزید مسائل	۲۳۰

نمبر شمار	عنوانے	صفحہ	نمبر شمار	عنوانے	صفحہ
۱۹۴	غاشورہ کے روزہ پر عین کزیرائے غلطی یہ ہیں	۴۳۱	۱۹۸	توبہ اور توبہ کرنے والے	۴۴۵
۱۹۵	یوم جمعہ کے فضائل	۴۳۲	"	حضرت سعید بن جبیر کا قول	"
	روزہ جمعہ کے فضائل احادیث نبوی میں	۴۳۳	۴۴۶	حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت	۴۴۶
	جمعہ کی ایک ساعت	۴۳۴	"	اخلاص	"
	ظانگہ فہرست مرتب کرتے ہیں	"	۱۹۹	خالص اطاعت	"
	جمعہ کے دن جماعت کیساتھ نماز پڑھیں	۴۳۵	"	اخلاص کے معنی	"
	تجارت اور لہو و لوب میں شمول ہے دالے	"	۴۴۷	حضرت سعید بن جبیر کے نزدیک اخلاص کے معنی	۴۴۷
	جمعہ کے دن کی ہیئت	"	۴۴۸	اخلاص کے درجے	۴۴۸
	جمعہ کے دن ۷ لاکھ روزہ کی آزاد ہو جی	۴۳۶	"	حقیقی اخلاص	"
	جمعہ کی نماز باجماعت کا ثواب	"	"	حضرت ہبیل بن عبد اللہ کا ارشاد	"
	جمعہ کے دن غسل کو کئے مسجد میں جانا	۴۳۷	۴۴۹	توکل و اخلاص	۴۴۹
	جمعہ کے دن غسل کی تاکید	"	۲۰۰	دل کی پاکیزگی	"
	غسل کا وقت	"	"	ناپاک نفس انسان کے ذریعہ آزار ہے	"
	جمعہ کا افضل ترین ذکر	۴۳۸	"	ریاکاری	"
	لوگوں کو پھلانگنا منع ہے	۴۳۹	۲۰۱	ریاکاروں کو تنہید	۴۵۰
	جمعہ کی مزید خصوصیات	"	۲۰۲	ریاکانہ مذمت میں احادیث شریفہ	۴۵۱
	جمعہ کے دن جبریل علیہ السلام کعبہ میں	۴۴۰	"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	"
	انچا حبشہ انصب کرتے ہیں	"	"	کس عالم کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے	"
	جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی ساعت	"	"	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی	"
۱۹۶	جمعہ کے دن درود سلام پڑھیں کرنا	۴۴۱	۴۵۲	سب سے بڑا اندیشہ	۴۵۲
	جمعہ کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے	"	"	دردناک غدا	"
	جمعہ کی جتنی نماز اور سنون سونیں	۴۴۳	"	دکھادے کا روزہ اور اس کی جبر	"
	جمعہ کے روزہ ہر روزہ درود شریف پڑھنا	"	۴۵۳	محض اللہ کے لئے خیرات کرنا	۴۵۳
۱۹۷	سیدالایام جمعہ کی درجہ تسمیہ	۴۴۴	"	ریاکار قاری، ریاکار مثنیٰ اور ریاکار مجاہد	"
	باب ۱۶		۴۵۴	جنت سے محروم رہنے والے	۴۵۴
	توبہ طہارت، قلب، اخلاص اور ریاکاری		"	مومنین کی فلاح و دریا کاری کا استیلا	"

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	ظن و یقین کے غلبہ پر عمل	۵۰۳		قبر سے اٹھنے پر تین عذاب	۵۱۳
	یقینی طور پر زوال کی شناخت	۵۰۴		نماز کی عظمت اور شان	۵۱۴
	کعبہ کی شناخت	"		نماز کی اولیت اور اہمیت	"
۱۹۸	عمر کا وقت	"		نماز کی فرضیت کے منکر کا حکم	۵۱۵
	عمر کے وقت کا آغاز	"		بے نمازی کا شرعی حکم	"
۱۹۹	مغرب اور غشاء کا وقت	۵۰۵		ترک صلوٰۃ کے سلسلہ میں مزید فرمایا	"
	مغرب کے اوقات	"		باب ۱۹	
	غشاء کا آغاز	"		نماز کے آداب مستحبات نماز کے مکروہات امامت	
۲۰۰	نماز پنج گانہ اور سنن موکدہ	"		امام کے اوصاف مقتدری اور موقد	
	مغرب کی سنن جلد پڑھنا	۵۰۶	۲۰۶	آداب نماز	۵۱۶
۲۰۱	نماز پنج گانہ کے فضائل	۵۰۷		۵ مکروہ باتیں	"
	نماز کے اوصاف	"		نماز میں دوسری چیزیں سے شغف منع ہے	۵۱۷
۲۰۲	نماز دین کا ستون ہے	۵۰۸		نماز کا ثواب	"
	مسجد کو جانا اور نماز باجماعت ادا کرنا	"		نماز کے اولین آداب	۵۱۸
	نماز میں خضوع و خشوع	"		نماز کی ترکیب	"
	مسجد میں جانے کی فضیلت اور جماعت	"		شنا پڑھنے وقت حضور قلاب	۵۱۹
	مسجد میں داخل ہونا	۵۰۹	۲۰۷	امام اور اس کی خصوصیات	۵۲۰
۲۰۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک واقعہ	۵۱۰		امام کے اوصاف	"
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب	"		امام کے لئے عزیز شریطیں	۵۲۱
	بعض بزرگان سلف کی نمازیں	۵۱۱		امامت کے لئے حجاب اگر مانع ہے	"
	خضوع و خشوع کرنے والوں کی تعریف	"		حاکم وقت کی اجازت ضروری ہے	۵۲۲
۲۰۴	نمازوں کی حفاظت اور مداومت	۵۱۲		امام کا دل اور زبان سے نیت کرنا	"
۲۰۵	وقت طال کر نماز پڑھنا	۵۱۳		امام محراب میں بالکل اندر نہ کھڑا ہو	۵۲۳
	چھ دنیاوی عذاب	"		قرأت کے اول و بعد سکوت	"
	مرتے وقت کا عذاب	"		رکوع کی تسبیح	"
	قبر کے تین عذاب	"		نماز سے پہلے مقتدیوں کو تنبیہ کرنا	۵۲۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۰۸	فتنہ الگناہ امام، الگناہ ہے	۵۲۶	۵۳۶	الوحازم کی وضاحت	۵۳۶
	اقتدا کے آداب	"		باب ۲۰	
	اقتدا کی نیت	"		نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز استسقاء	
	جماعت کا شگاف پُر کرنا	"		نماز کسوف، خوف، نماز خوف، نماز خباہ	
	امام سے سبقت نہ کرنا	۵۲۸		نماز میں قصور و دیگر مسائل	
	امام ثنابت کی غرض و غایت کے لئے مقرر کیا جاتا ہے	"	۵۳۸	نماز جمعہ	
	امام سے سابقہ کے باعث نماز قبول نہیں ہوگی	۵۳۰	"	جمعہ کی رکعتیں	
	ترک واجبات و آداب نماز پر تنبیہ کرنا ضروری	"	۵۳۹	جمعہ کی نماز کا وقت	
	خطا کار کی اصلاح	"	"	قرأت مسنونہ	
	مسلمانوں کو نصیحت کرنا ہر ایک پر واجب ہے	۵۳۱	"	چار رکعت مستحب	
	علماء کی خاموشی کا نتیجہ	"	"	دو رکعت نماز	
	سب سے بڑا چور	"	۵۴۰	عیدین کی نماز	
	اعادہ نماز کا حکم	۵۳۲	"	عیدین کی نماز میں کفایہ ہے	
	موذن کے آداب	۵۳۳	"	عید کی نماز کے شرائط	
	نماز میں حضور و خشوع	"	"	عید کی نماز کس طرح پڑھی جائے	
	انسان ایک بڑی بھول اور عظیم غفلت میں	۵۳۴	۵۴۱	عید کی نماز کے لوازمات	
	جنت کا طلبکار اور دوزخ سے فراری	"	"	عید کی نماز مسجد میں	
	دنیا دھوکہ دیتی ہے اور صبر پہنچاتی ہے	"	"	نماز عید کی قضا	
	خواص کی نماز	۵۳۵	"	نماز استسقاء	
	معرفت نماز	"	"	نماز استسقاء پڑھی جاتی ہے	
			"	نماز استسقاء کا امام گن ہو	
			۵۴۲	سورج اور چاند گرہن	
			"	اکسوف و خوف اور نماز	
			"	نماز کسوف سنت مکرہ ہے	
			"	ہر بار کی قرات کی مقدار	
			۵۴۵	نماز خوف	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۵۶	تقی اور شکر کل حضرات	۵۴۵	۲۱۶	نماز خوف کی شرطیں	۵۴۵
۵۵۷	ملیقین	۵۴۶	۲۱۷	امام احمد حنبل کا ارشاد	۵۴۶
"	مردے کے حق میں اچھا کلمہ کہو	"	"	گھسان کی جنگ میں صلوٰۃ خوف	"
۵۵۸	میت کا غسل	۵۴۷	"	نمازوں کا قصر	۵۴۷
۵۵۹	ودہ کی تکفین	۵۴۸	"	قصر کا حکم	۵۴۸
۵۶۰	عورت کا کفن	۵۴۹	"	قصر کے مسائل	۵۴۹
"	مُحرم کا کفن	"	۲۱۷	حالات سفر میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا۔	"
"	مردہ جنین کا غسل	"	"	ظہر و عصر اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھنا۔	"
"	مرد کر مرد اور عورت کو عورت غسل دے۔	"	"	نیت کرنا ضروری ہے	"
۵۶۱	قبر کا صول و عرض اور گہرائی	"	"	بارش کی بنا پر نمازوں کا جمع کرنا	"
"	میت کو قبر میں اتارنا	۵۵۰	۲۱۸	نماز جنازہ	۵۵۰
"	"ملیقین میت"	"	"	نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کا طریقہ۔	"
باب ۲۱					
۵۶۲	ہفتہ بھر کی نمازیں اور ان کے فضائل	۵۵۱	۲۱۹	نماز جنازہ کی دعائیں	۵۵۱
"	ہفتہ بھر میں پڑھی جانے والی نمازیں۔	۵۵۲	"	صحابہ کرام کی وصیت	۵۵۲
"	فجر کی نماز کے بارے میں ارشاد نبوی	۵۵۳	"	جینین کی نماز جنازہ	۵۵۳
"	حضرت عثمان کا ارشاد	"	"	موت، تلقین، غسل میت، تکفین و تدفین	"
"	منافقوں پر نماز فجر اور نماز عشاء بھاری ہے۔	"	۲۲۰	موت پر تلقین	"
۵۶۳	یکشنبہ کی نماز	۵۵۴	"	سب سے زیادہ دانشمند	۵۵۴
"	جمع و عمرہ کا ثواب	"	"	حضرت لقمان کی وصیت	"
"	درشنہ کی نماز	۵۵۵	"	مفروض پر غلاب	"
۵۶۴	سہ شنبہ، چار شنبہ اور پچیس شنبہ کی نمازیں۔	۵۵۶	۲۲۱	عبادت	۵۵۶
"		"	"	عبادت مستحب ہے	"

نمبر شمار	عنوان سے	صفحہ	نمبر شمار	عنوان سے	صفحہ
۲۲۹	جموہ کی دن کی نماز	۵۶۵	۵۷۵	نماز کفایت سے طہانیت قلب	۵۷۵
	ظہر و عصر کے مابین دو رکعت پڑھنا	"		حاصل ہوتی ہے	
۲۳۰	شنبہ کی نماز	۵۶۶	۲۳۱	ازالہ دشمنی کی نماز	۵۷۶
	حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت	"	"	نماز خصوصیت کے اوقات	"
۲۳۱	ہفتہ سہر کی راتوں کی نمازیں	"	۲۳۲	صلوۃ عتقا	"
۲۳۲	شب یکشنبہ کی نماز	"		صلوۃ عتقا شوال میں پڑھی جاتی ہے	
۲۳۳	شب دو شنبہ سہ شنبہ اور	۵۶۷	۲۳۳	غدا قبر در کرنے والی نماز	۵۷۷
	شب چہار شنبہ کی نمازیں		"	اس دعا کے فضائل و اوصاف	"
۲۳۴	شب پنجشنبہ شب جمعہ اور شب	۵۶۸	"	نماز حاجت	"
	شنبہ کی نمازیں			مہیبت اور ظلم سے نجات	
	نفلوں کی ادائیگی	"	۱۲۵	پانے کی دعا	۵۷۸
۲۳۵	صلوۃ التبیح اور اس کی فضیلت	۵۶۹	۲۳۶	طعام سے محفوظ رہنے کی دوسری دعا	۵۷۹
	صلوۃ التبیح صغیرہ اور کبیرہ لکھا ہوں		۲۳۷	ازالہ رنج دائم اور اداسے قرض	۵۸۰
	کو معاف کر دیتی ہے	"		کی دعا	
۲۳۶	نماز استخارہ اور اس کی دعائیں	۵۷۰	۵۸۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے	۵۸۱
	استخارہ کی تعلیم	"		حضرت صدیق اکبرؓ کا ارشاد	
	سفر تجارت حج و زیارت کے	"	"	حضرت حسن بصریؒ کے درست	
	لئے استخارہ			کا واقعہ	
	دعائے استخارہ	"	۲۳۸	حضرت جبریل علیہ السلام	۵۸۲
۲۳۷	گھر سے نکلنے وقت کی دعا	۵۷۲		کے سکھائی ہوئی دعا	
۲۳۸	سوار ہونے وقت کی دعا	۵۷۳			
	چور ڈاکو اور دزدوں سے محفوظ	۵۷۴	۲۳۹	نمازوں اور ختم قرآن کے	۵۸۳
	رہنے کی دعا			بعد پڑھی جانے والی دعائیں	
۲۳۹	ابو سعید کا واقعہ	"	"	نجراد عصر کے بعد پڑھی جانے والی دعا	"
۲۴۰	نماز کفایت	۵۷۵	۲۵۰	ایک اور دعا	"
	وہ نماز طہانیت قلب کے لئے پڑھی جائے	"	۲۵۱	تیسری دعا	۵۸۵

باب ۲۲

نمبر شمار	عنوانے	صفحہ	نمبر شمار	عنوانے	صفحہ
۲۵۲	دھائے ختم قرآن	۵۸۶	۲۶۳	شیخ طریقت کے ساتھ مرید	۶۱۲
	ایک وصیت			کے آداب	
۲۵۲	صاحب خیر و برکت ماہ رمضان	۵۹۶		شیخ کی مخالفت نہ کرنا	
	کی آخری شب		۲۶۴	حضرت آدم علیہ السلام کا جنت	۶۱۴
	یہ پہینہ گناہوں کا کفارہ ہے	۵۹۷		کے خسرو	
	باب ۲۳		۲۶۵	اولیاء اللہ اور ابدال	۶۱۵
۲۵۲	آداب المریدین	۶۰۲	۲۶۶	شیخ سے منقطع ہونا	
	الادت مرید و مراد		۲۶۷	مزید آداب	۶۱۶
	مرید کے کہتے ہیں	۶۰۳	۲۶۸	سنا کے وقت کے آداب	
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد		۲۶۹	سنا کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر	
	محبت الہی کا خواستگار		۲۷۰	سنا میں مرید کے آداب	۶۱۷
۲۵۵	معرفت			شیخ کی اہمیت	
	مرید و مراد کے سلسلہ میں حضرت	۶۰۵	۲۷۱	مرید کا "تادیب و تربیت کس	۶۱۸
۲۵۶	حبیب کی تشریح			طرح کے جانے	
۲۵۷	متصوف اور صوفی کا فرق			"تادیب مرید میں شیخ کا طرز عمل	
۲۵۸	تصوف کے معنی	۶۰۶	۲۷۲	مرید کس کو بنایا جائے	
۲۵۹	متصوف اور صوفی کا فرق			باب ۲۵	
۲۶۰	سالک کا مخلوق میں موجود ہونا	۶۰۷	۲۷۳	عوام الناس، اغنیاء اور فقراء کے	۶۲۰
	باب ۲۴			ساتھ طرز معاشرت	
۲۶۱	راہ سلوک میں مبتدی کے واجبات	۶۱۰		دوستوں کے ساتھ صوفی کی روش	
	مبتدی کے واجبات			غیروں کے ساتھ برتاؤ	
	"قرآن مجید اور حدیث پاک کی پابندی			امراء کے ساتھ محبت	
۲۶۲	معجزہ اور کرامت	۶۱۱		فقراء کی مصاحبت امر کے لئے	
	مرید کا سبیل ملاپ کن لوگوں سے منع ہے			فقیر سے حسین سلوک	۶۲۲
	عجز و انکسار			فقر پر مہر کی خوبی	
	مرید اور رضا الہی			سپر دلی کا حوصلہ	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۳۴	سفر کی ایک شرط		۶۳۴	فقر کے آداب	۲۶۴
"	اوراد و وظائف سفر		"	فقر سے محبت	
"	آغاز سفر سے دل کی نگہ رانی کرنا		"	فقر کی شرط	
۶۳۵	ایک جگہ پر قیام		"	نترک خفہ نفس	
"	مقبولیت وجہ حجاب ہے		۶۳۵	مال کی کمی حسرت دل کا موجب ہے	
"	سفر میں رفیقوں کے ساتھ		"	فقر کے مستقبل کی فکر نہ کرنا چاہیے	
"	رہنے کے آداب		۶۳۶	موت کا انتظار	
"	سفر میں امرد مل کے ساتھ نہ رہے		"	فقر کا سوال	۲۶۵
"	خدمت شیخ		"	فقر کبہ سوال کرے	
۶۳۶	سماع کے آداب	۲۸۲	۶۳۶	فقر کے آداب معاشرت	۲۶۶
"	وجہ میں مدد لینا		"	دستوں کے ساتھ سلوک	
۶۳۷	درویش کا عطا خرقة		۶۳۸	درمردوں کی چیزوں کا استعمال	
	باب ۲۶		"	حب حیثیت برتناؤ	
	ارکان طریقت		۶۳۹	آداب طعام	۲۶۷
۶۳۹	مجاہدہ	۲۸۳	"	اغنیاء اور فقرائے ساتھ کھانا کھانا	
۶۴۰	آفت آنے کے سبب		۶۴۰	فقر کے مابین آداب معاشرت	۲۶۸
"	خواص و عوام کا مجاہدہ		"	اپنے ساتھیوں کے ساتھ سلوک	
۶۴۱	آفات نفس	۲۸۴	"	اجازت ضروری ہے	
"	اخلاق حمیدہ کی حقیقت		۶۴۱	اہل دعیال کے ساتھ طرز معاشرت	۲۶۹
"	نفس کی حقیقت		"	نفس کی ادائیگی ادب درویش ہے	
۶۴۲	مجاہدہ کی اصل	۲۸۵	۶۴۲	مہمان کے کھانے میں بچوں کو بھی	
"	مراتبہ	۲۸۶	"	شریک کرے	
"	مراقبہ کی اہمیت		۶۴۳	علوم شریعت کی تعلیم اہل دعیال	۲۸۰
"	مجاہدہ کا تکبیل		"	کو دینا ضروری ہے	
"	معرفت خداوندی		۶۴۳	آداب سفر	۲۸۱
۶۴۳	ایلیس کی شناخت اور معرفت		"	سفر کے سفر کی غرض و نغایت	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۵۵	حسن اخلاق	۲۹۷	۶۴۳	شیطان سے جہاد	
"	حسن اخلاق کی انفعیلت		۶۴۴	شیطان اللہ کا دشمن	۲۸۷
۶۵۶	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد	۲۹۸	۶۴۵	نفس امارہ کی شناخت	۲۸۸
"	شکر		"	نفس کی شناخت اللہ تعالیٰ سے	
۶۵۷	شکر کی اصل	۲۹۹		نئے بتا دی ہے	
۶۵۸	شکر کی قسمیں	۳۰۰	۶۴۶	طاعت و معصیت	۲۸۹
۶۵۹	شکر کی تعریف میں مختلف اقوال	۳۰۱		اللہ کے لئے عمل کرنے کی شناخت	
"	صبر		۶۴۷	عبادت میں خلوص ہونا چاہیے	۲۹۰
۶۶۰	حضرت جنیدؒ کا ارشاد	۳۰۲	"	اہل مجاہدہ اور محاسبہ کے	
۶۶۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۳۰۳		دس خصائل	
"	رضا	۳۰۴	۶۴۸	"	۲۹۱
"	رضا حال ہے یا مقام	۳۰۵	۶۵۰	تراویح کی تعریف اور اس کی صراحت	۲۹۲
۶۶۲	حضرت نفیس بن عیاضؒ کا ارشاد	۳۰۶		توکل	
۶۶۳	رضا کا ادنیٰ درجہ	۳۰۷	۶۵۱	توکل کی اصل	۲۹۳
۶۶۴	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد	۳۰۸	"	حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا قول	
۶۶۵	صدق	۳۰۹	"	توکل کے درجے	
۶۶۶	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد	۳۱۰	"	متوکل کی تعریف	۲۹۴
"	حضرت جنیدؒ کا ارشاد		۶۵۲	توکل کی تین اہم باتیں	
"	حضرت ذوالنون مصریؒ کی صراحت	۳۱۱	"	حضرت جنیدؒ کا ارشاد توکل کے سلسلہ میں	۲۹۵
۶۶۷	حادثہ سحابیؒ کا ارشاد	۳۱۲	۶۵۳	حضرت عمرؓ کا ارشاد	۲۹۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

حرف آغاز

انغنیہ لطالب طریق الحق | بارگاہِ اہدیت میں ثنا و نیایش، دربار رسالت میں درود و سلام... اور حضرت رسالت پناہی
معروض ہوں کہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ کی سوانح مبارکہ میں آپ کی تصانیف کے تعارف و تبصرہ کے سلسلہ میں عرض کیا گیا تھا
کہ آپ کی شہور نامہ تصنیف غنیۃ الطالبین (انغنیہ لطالب طریق الحق) پر مترجم و بیاض کتاب میں کچھ عرض کرے گا کہ سوانح پاک کے
چند صفحات میں اس کی گنجائش نہیں تھی۔

تمام مورخین اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سوانح نگار حضرات کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ کی تصانیف میں غنیۃ الطالبین
افتح الربانی اور فتوح الغیب بہت مشہور ہیں اور ان ہر سہ کتب میں اخراں ذکر دو کتابیں آپ کی تفاریر کے ایمان افروز مجموعے میں صرف
غنیۃ الطالبین ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے۔

مشہور مستشرق ڈی ایس مارگر لیتھ نے اپنے مقالہ مندرجہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام اشاعت ۱۹۱۳ء میں آپ کی تصانیف کی
تعداد اس ترتیب سے ۹ بتائی ہے (۱) انغنیۃ لطالب طریق الحق (۲) افتح الربانی (۳) فتوح الغیب (۴) حزب بشار الخیرات (۵) جلال الخیر
(۶) الواہب الرحمانیہ والفتوح الربانیہ فی مراتب الاخلاق السنیہ والمقالات العرفانیہ (۷) یواقیت الحکم (۸) الفیوضات الربانیہ (۹) وہ خطبے
جو بیعتہ الامراء اور دوسری کتب سوانح میں مذکور ہیں۔

ایک دوسرا مستشرق پروفیسر ڈبلور براؤ نے (برن یونیورسٹی برلن) انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی طبع جدید ۱۹۶۰ء میں اپنے
مضمون میں حضرت کی تصانیف کے سلسلہ میں رقمطراز ہے کہ

یہ دور تھا جس میں (حضرت) عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مشن کا آغاز کیا وہ
اپنی تصنیف انغنیۃ لطالب طریق الحق مطبوعہ قاہرہ ۱۳۰۴ھ میں ایک عالم نظر
آتے ہیں۔ کتاب کی ابتدا میں وہ ایک سنی مسلمان کے اخلاقی اور سماجی فرائض بیان کرتے ہیں
وہ جنسی لفظ نظر سے ایک ایسا دستور العمل مرتب کرتے ہیں جس کا جتنا ہر مسلمان کے
لئے ضروری ہے اس میں ۳۷ فرقوں کا تذکرہ بھی کیا ہے اور کتاب کو طریق تصوف کے بیان پر ختم کیا ہے۔

یہ مضمون میرے دوست محمد غفران صاحب ایم اے نے ترجمہ کر کے رسالہ خاتون پاکستان کے غوث اعظم بریں شائع کرایا ہے۔

اس مشرق نے آپ کی مزید دو کتابوں کا اور ذکر کیا ہے یعنی الفسح الربانی اور فتوح الغیب۔ ان کے علاوہ دوسری کتابوں کے ذکر سے گریز کیا ہے۔ مشرقین کے علاوہ دیگر عربی اور فارسی زبان کے سوانح نگار حضرات اور مریخین نیز تذکرہ نگاروں نے آپ کی ان اول الذکر تین کتابوں پر اتفاق کیا ہے جس کے باعث یہ ہر سہ کتب بار بار چھپی ہیں اور عقیدت کے ہاتھوں نے احترام کی آنکھوں سے ان کو نگاہ کی ہے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اس مبسوط کتاب کے سلسلہ میں تمام تذکرہ نویسوں کا اتفاق ہے جیسا کہ میں اس **اصل نام کیا ہے** سے قبل تحریر کر چکا ہوں لیکن کتاب کے نام میں قدرے اختلاف ہے۔ عربی زبان میں جس قدر نسخے دستیاب اور

موجود ہیں تمام نسخے میں یہ کتاب "الغنیۃ لطالب الحق" کے نام سے موسوم ہے جس طرح حضرت مصنف نے خود دیباچہ کے اختتام میں فرمایا ہے۔ "وَقَدْ سَمَّيْتُهُ الْغَنِیَّةَ لِطَالِبِ الْحَقِّ (عَنْ وَحِیَّتِ) اس صراحت کے بعد مزید کسی بحث کی ضرورت اس سلسلہ میں باقی نہیں رہی کہ کتاب کا اصل نام کیا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غنیۃ الطالبین نام کیوں مشہور ہوا اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ چونکہ یہ نام بہت طویل تھا اور پورا نام بار بار لپیٹا دینا مشہور ہوتا تھا اس لئے "الغنیۃ لطالب" وغنیۃ الطالبین سے بدل دیا گیا۔ گویا اصل نام کو مختصر کر دیا گیا ایک دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں حبس کا پہلا ترجمہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے فارسی زبان میں کیا تو انہوں نے ترجمہ کو اصل نام سے مطابقت رکھنے کے طور پر "غنیۃ الطالبین" سے موسوم کر دیا۔

شاہزادہ داراشکوہ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی مرحوم کے معاصرین میں سے ہیں انہوں نے بھی اپنی کتاب سفینۃ الادبیات میں اس کتاب کو "غنیۃ الطالبین" ہی سے موسوم کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کے پیش نظر اصل کتاب کا کوئی مخطوطہ نہیں تھا بلکہ اگلب ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا فارسی ترجمہ ہی دیکھا ہو اور حسب صراحت اس کا نام "غنیۃ الطالبین" ہی تحریر کر دیا۔

اردو تراجم میں سب سے پہلا ترجمہ مطبع نوکشتور لکھنؤ و کانپور سے متن کے ساتھ شائع ہوا جس کے مترجم مولوی محبوب الدین ابن منشی جمال احمد ہیں۔ یہ ترجمہ انیسویں صدی کے ربع آخر میں شائع ہوا اور اس کا نام بھی "غنیۃ الطالبین" ہی ہے۔ بہر حال "الغنیۃ لطالب" طریق الحق" اور "غنیۃ الطالبین" ایک ہی چیز ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب اپنے تراجم کی کثرت کے باعث اپنے اصل نام کے بجائے تراجم کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اب اس شہرت عام کی وجہ سے مترجم مجبور ہے کہ رفع اشتباہ کے لئے وہ بھی اسی نام کی پیرزی کرے چنانچہ میں نے ترجمہ کی سر لوح پر دونوں ناموں کو اختیار کیا ہے۔ وادیں ہیں اصل نام تحریر کیا ہے اور پیشانی پر مشہور نام۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، "الغنیۃ لطالب طریق الحق" کا موضوع شریعت ہے جیسا **الغنیۃ لطالب طریق الحق کا موضوع** کہ حضرت والا نے دیباچہ میں صراحت فرمائی ہے کہ

قُلَامَاتٌ صَدَقَ رَغْبَتُهُ فِي مَعْرِفَةِ الْآدَابِ الشَّرْعِيَّةِ
مِنَ الْفَوَائِدِ وَالسَّنَنِ وَالرَّهِيَّاتِ وَمَعْرِفَةِ الْقَصَالِحِ عَزَّ وَجَلَّ
بِآيَاتِ وَالْعَلَامَاتِ شَمَّ الْأَعَاظِ بِالْقُرْآنِ وَالْأَلْفَاظِ بِالنَّبِيِّ
فِي مَجَالِ تَذَكُّرِهَا

یو یا الرضی اسلام و سنن نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) معرفت الہی، ادب اسلامی، ادا و نواہی کی تعمیل و اطاعت اس کتاب کا موضوع ہے اور ان مباحث اور موضوعات کو تفصیل قرآنیہ اور احادیث نبوی سے استدلال کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔

غلاوہ ازہی مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے عقائد کی مکمل نشرویح اور غلط عقائد کا رد فرمایا ہے۔ بعض آیات کی تفسیر بھی فرمائی ہے۔ اعمال وادکار اور اشتغال کا بھی بیان فرمایا ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک مبسوط باب آداب المریدین پر مشتمل ہے جس میں طریقت کی تعلیم بڑے دل پذیر انداز میں دی گئی ہے اس طرح الغنیۃ لطالب طریق الحق شریعت اور طریقت کی تعلیمات کا لباب اور جوہر ہے اور ایک دل نشین اور دل پذیر امتزاج۔ لیکن اس پر بھی آپ نے اپنی مجالس اور خطبات کی طرح شریعت کو مقدم رکھا ہے اور احکام الہی اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے ہی عجیب سلوب و ردول کو خشیت الہی سے ہیبت زدہ کر دینے والے انداز میں پیش فرمایا ہے۔

الغنیۃ لطالب طریق الحق کی فہرست مضامین آپ کے پیش نظر ہے اس سے آپ کا اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت سیدنا غوث اعظم نے احبار دین مبین کے لئے کس قدر ساعی جمیلہ فرمائی ہیں۔

شاید بعض کو اہ ہیں یہ خیال کریں کہ حضرت غوث الثقلینؒ نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے وہ ایسے موضوعات ہیں جن پر حضرت کے اسلاف کرام اور معاصرین عظام نے بھی قلم اٹھایا ہے اور ان موضوعات پر کتب عربیہ کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے لیکن یہ شرف صرف حضرت والا کے ساتھ مخصوص ہے کہ آپ کے کلام کا سوز اور ارشادات کا گہرا اثر اور الفاظ کا جوش دلوں کو تڑپا دیتا ہے۔ آپ کی سوانح مبارکہ میں ہیں نے اس امر کی تائید کی ہے کہ آپ کے زور بیان اور سوز کلام کا ہی یہ اثر تھا کہ نسق و نحو سے بھرپور اور ایک جگہ سے ہوئے معاشرے میں آپ کی دعوت جتنے لاکھوں بندگان خدا کی کایا پلٹ دی اور ہزاروں لاکھوں گم کردہ منزل، منزل اشنا ہو گئے۔

الغنیۃ لطالب طریق الحق کا انداز بیان | الغنیۃ لطالب طریق الحق کا اسلوب بیان کیا ہے اور اپنے ہم عصر مصنفین سے حضرت والا کا انداز بیان کس قدر جداگانہ ہے، اس موضوع پر قلم اٹھانا اگرچہ حدادب سے تجاوز کرنا ہے، میں کیا اور میری بساط علمی کی حقیقت کیا کہ میں حضرت کے اسلوب بیان پر قلم اٹھاؤں لیکن میں نے چونکہ الغنیۃ لطالب طریق الحق کے علمی و ادبی پہلو کو بھی اپنا موضوع قرار دیا ہے اس لئے مجبوراً یہ جبارت کر رہا ہوں اور حضور غوثیت سے امداد کا خواہاں ہوں میرے قلم کے بیان کو یہ سلیقہ عطا ہو کہ اس سلسلہ میں کچھ عرض کر سکوں لیکن اس سلسلہ میں سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ حضرت والا کے اسلوب بیان کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ میں آپ کی فصیح و بلیغ انشائے اقتباسات بطور استدلال پیش کر دوں۔ لیکن سوچتا ہوں کہ اگر ترجمہ کے ساتھ حضرت والا کی انشائے پر دازی کی فصاحت و بلاغت، سلاست و روانی، شکوہ خاطر اور حسن بیان کے پہلو اگر اجاگر کرتا ہوں تو قارئین ترجمہ کو اس سے دلچسپی پیدا نہیں ہو سکے گی۔

بحیثیت مجموعی بقول حضرت عامر بن دہب یہ کہنا بھی کہ

ان کی ذات گرامی ایک ایسی زندہ کتاب تھی جس میں تفسیر و حدیث و فقہ و ادب وغیرہ، کوئی ایسا علم نہ تھا جس میں بیرونی حاصل نہ ہو، بالخصوص تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو مہارت حاصل تھی وہ اپنی نظیر ہے بانیہمہ کہاں ادب کے ایک گوشہ کو بھی بے نقاب نہیں کرتا۔

الغنیۃ لطالب طریق الحق کا ترجمہ آپ کے سامنے ہے اور ترجمہ میں اصل انشاء و زبان کے محاسن و خصوصیات کو کسی طرح بھی

منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ یہ آپ ضرور دیکھیں گے کہ حضرت، والا جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں وہ ایک سمندر ہے جو ٹکھا ٹھیں مار رہا ہے اور ایک مرستی اور جوش ہے جو ایک ایک لفظ سے پیدا ہو رہا ہے۔ حضرت، والا جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کی تمام جزئیات کو پیش فرماتے ہیں لیکن انداز بیان میں وہ سربازی کیف اور دل نشینی ہے کہ کرشمہ داسن دل می کث رکھا انجاست روح میں ایک انتہائی کیفیت پیدا ہوتی ہے، الفاظ کا جوش دلوں کو گرا رہا ہے اور طبیعت میں گریز کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ دل چاہتا ہے کہ اسی طرح پر کیف، انداز بیان میں کھویر ہے اور حسن بیان نے جو محبت بخشی ہے اس کا اختتام نہ ہو۔

حضرت، والا جہاں عذاب الیم سے ڈراتے ہیں وہاں الفاظ کی ہمیت اور شکوہ سے دل لرز جاتے ہیں اور بداعا یوں پر زلمت کا پسینہ بننے لگتا ہے۔ اور جہاں انعامات خداوندی کا ذکر کرتے ہیں وہاں روح میں بالیدگی اور تاب میں ایک کیف دسور پیدا ہوتا ہے۔ انعام الہی پر دل کے درپے کھل جاتے ہیں اور الطاف الہی پر جبین سحرہ زیر ہو جاتی ہے اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے حضرت کے اس خلوص کا جو اصلاح معاشرے کے سلسلہ میں آپ کے پر نور تاب میں موجود تھا اور مال تھا اس سوز باطنی کا جو عشق الہی کی تپش نے آپ کو بخشا تھا۔

عام انداز بیان حضرت غوث اعظم کا یہ مخصوص انداز بیان ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں اس کے لئے استعارے، تشبیہ یا مجاز کا سہارا نہیں ڈھونڈتے کہ اس صورت میں عبارت بے اثر ہو جاتی ہے اور سوز و گداز کی کیفیت ان پر دلوں کے پیچ و خم میں گم ہو جاتی ہے۔ سوز و گداز اور بیان کی صداقت اور خلوص کا تقاضا ہوتا ہے کہ جو کچھ کہاجائے وہ سیدھے سادھے طریقے سے کہا جائے چنانچہ حضرت والا جو کچھ فرماتے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں مضبوط اور سبج بندارشن کے ساتھ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں اور پھر یہ کہ حضرت جہاں تک ممکن ہو رہا ہے اپنے قول پر نص قرآنی یا حدیث نبوی سے استدلال فرماتے ہیں جس سے جملے کمال بلندی پر پہنچ جاتے ہیں۔ آپ کی انشا لطیف میں اس کی بے حد بیشمار مثالیں بھی موجود ہیں جہاں نص قرآنی اور حدیث نبوی سے استدلال نہیں فرماتے وہاں اکابرین صوفیاء کے اقوال سے تائید لاتے ہیں۔ ان مقامات پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ کندن پر کوئی نگینے چڑ رہا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی انشا عالی، سبج و مقفی ہونے کے ساتھ ساتھ مضع بھی ہے۔ الغرض انشا فصیح و بلیغ کی تمام خوبیاں آپ کی انشا عالی میں موجود ہیں۔

مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات نثر برکری پڑ رہی ہے کہ الغنیہ لطالب طریق الحق کے کسی مترجم نے حضرت والا کی خصوصیات انشا پر دلازی پر دو حرف بھی لکھنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ راقم الحروف نے اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ حبارت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نعرش قلم کے لئے توبہ کا خواہاں اور حضور غوثیت میں اپنی اس گستاخی پر عنود و درگزر کا طالب ہوں۔

الغنیہ لطالب طریق الحق کے خلاف ایک تشبیہ کا ازالہ میں نے جب سے الغنیہ لطالب طریق الحق کا ترجمہ شروع کیا تھا، بعض اصحاب کی زبانی یہ بات بار بار سنی کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جہاں گمراہ فرقوں کو بیان فرمایا ہے ان میں فرقہ حنفیہ کا بھی ذکر کیا ہے اس بہتان تراشی نے حضور غوثیت سے جو عفتیت حنفیوں کے دلوں میں بقی اس میں تو کچھ کمی پیدا نہیں ہوئی لیکن ایک شبہ عظیم دلوں میں ضرور پیدا ہو گیا اور بہت سے لوگ تازہ بربکانت کا رہ گئے۔ اب اس بہتان طرازی کی اصل سنئیے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم نے جن فرقہ ضالہ کی صراحت فرمائی ہے اس میں ایک عمران "حنفیہ مرحیہ" کا قائم فرمایا ہے اور ارشاد

کیا کہ حضرت نعمان بن ثابت کے بعض پیرو حنفیہ جہت سے کہتے ہیں کہ وہ ائمہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہی کافی سمجھتے ہیں اور اسی کے اصل ایمان قرار دیتے ہیں جیسا کہ برہوتے نے اپنی کتاب الشجرہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ میں نے جہاں اس عبارت کا ترجمہ کیا ہے وہاں حاشیہ میں اس کی مباحثہ کر دی ہے۔ خود حضرت مصنف نے اپنی کتاب میں دو تین مقامات پر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے آپ کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ آپ نے فرقہ ضالہ میں صرف ان چند اصحاب کا ذکر کیا ہے جو خود کو حنفیہ جہت سے کہتے ہیں اور ایمان کے لئے عمل کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اس ہتھکنڈے کی اصل یہ ہے کہ اس نکتہ کو ہوا دیتے والے اور بڑھا چڑھا کر پیش کرنے والے وہی گمراہ فرقے ہیں جن کی تعداد اب بھی خاصی موجود ہے اور جن کے عقائد پر حضرت مصنف نے تنقیص فرمائی ہے۔

اس سلسلہ میں مزید کچھ کہنا سنا بیش خود زبان خود کا مصداق ہو گا اس لئے اس باب میں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ترجمہ آپ کے سامنے موجود ہے ملاحظہ فرمائیں اور یہ دیکھیں کہ زبان کی سلاست و بیان کی روانی کہیں بھی قاری کے ذہن پر بار نہیں ہوگی۔ میں نے یہ سمجھ کر پورے کوشش کی ہے کہ زبان کا لطف قائم رکھتے ہوئے حضرت مصنف کے الفاظ کے معنی سے گریز نہ کروں۔ مقصود کے بدلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ایک اہم خصوصیت یہ کہ میں نے اس کو اصل عربی نسخہ (مطبوعہ مصر) سے ترجمہ کیا ہے کسی فارسی یا اردو کے ترجمے سے استفادہ نہیں کیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ استخراج مسائل و مباحث کے لئے ”فصل“ کے لفظ کو ترک کر کے اہم موضوعات کی تنویہ کی ہے اور ذیلی مباحث کے لئے تجلی سرخیال قائم کر دی ہیں تاکہ حسن معنوی کے ساتھ ساتھ حسن صوری بھی پیدا ہو جائے۔ متن میں جہاں جہاں نصوص قرآنی اور احادیث نبوی یا اذکار و ادعبار اور کوشش کیا گیا ہے میں نے ان کو ایک کالم میں پیش کر کے مقابل میں ان کا ترجمہ دے دیا ہے تاکہ قاری کی نگاہیں اصل متن سے محروم نہ رہیں۔ امید ہے کہ یہ ترجمہ قبولیت کا ثمر حاصل کرے گا اور اباب علم و ادب اس کو بہ نظر استحسان ملاحظہ فرمائیں گے۔

ترجمہ کے نکتہ کے سلسلہ میں اپنے محب و مکرم حضرت مولانا مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل (نیچاب) خطیب جامع مسجد پی آئی اے ایبہ پورٹ کراچی کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ترجمہ کی مشکلات کے حل میں میری رہنمائی فرمائی اور دشواریوں کو دور فرمایا۔ اسی طرح اپنے مخلص مولانا مولوی غلام محی الدین صاحب نعیمی مراد آبادی کا بھی ممنون ہوں کہ جناب موصوف نے بڑی ژرف نگاہی سے تفصیح پر توجہ فرمائی اور نصوص قرآنی اور احادیث نبوی و ادعبار اور کوشش کے اصل متن کو کتابت کی اغلاط سے پاک فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں اپنے عزیز دوست جن سے میرے برادرانہ روابط قائم ہیں اور جو مجھ پر بے غایت شفقت فرماتے ہیں یعنی محی محمد مجین الدین احمد چشتی قادری ایڈمنسٹریوٹو آفیسر ڈسٹریکٹ کالج کراچی کا بھی سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے اس ترجمہ کی تکمیل میں میری ہمت افزائی فرمائی۔ اور حضرت عوث الثقلین کی سوانح مبارکہ کا ایک ابتدائی خاکہ مجھے مرتب کر کے مرحمت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میرے ان تمام دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کی مساعی کو مشکور بنائے وَ مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔

ناچینر
شمس صدیقی بریلوئی

سوارح مبارکہ
حضرت سیدنا غوث اعظم

شیخ عبدالقادر جیلانی

جو

آپ کے عہد موعود کے سیاسی، تمدنی اور معاشرتی تازہ نگ کے
ساتھ ساتھ پہلے صدی ہجری سے چھٹی صدی ہجری
تک کے فکری اور سیاسی انقلاباتے درجہ اعلیٰ کا ایک مرقع
بھی ہے۔

اور جس میں

اردو زبان سے پہلے مرتبہ حضرت والا کے تمام تصانیف کا ایک
مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

آخر

خصوصیات زبان و اسلوب بیان کے پیشے کیا گیا ہے۔

مشہور قصیدہ غوثیہ اور منظوم اردو ترجمہ

ان

شمس بریلوی سے مترجم الغینہ لطالب، طریت الحق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَافِعِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖٓ وَسَلَّمَ وَاصْحَابِہٖٓ اَجْمَعِیْنَ

نبی آخر الزماں سید دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، کفر و فساد کو جہاں جہاں آئی روشنی سے منور و مستنیر فرما کر فضائے عالم کو نور ایمان سے روشن فرمایا۔ حضور کی ذات گرامی کو نبوت کے ساتھ ساتھ بارگاہ ربوبیت سے ختم المرسلین و خاتم النبیین کے طور پر بے مثال عطا ہوئے اور کلام حق نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُم دِیْنَکُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَیْکُم نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا فرما کر دین اسلام کے نیکار پر مہر تصدیق ثبت فرمادی اور ظاہر فرمادیا کہ اب کسی شارع کی ضرورت باقی نہیں رہی چونکہ سعادت و شقاوت اور ظلمت و طاعت و عصیان انسانی نظرت میں بطور جبلت و دہشت کی گئی ہیں پس جب دنیاوی راخیں اور فانی آسائشیں، نفوس انسانی کی عنان پر ہو کر اس کو راستی سے موڑ کر غلط راستوں پر ڈال دیتی ہیں اور یہ جبلتیں نفس لشری میں ہرجاں برپا کر کے ایمان کی نورانی اور پاکیزہ فضاؤں میں سرکشی اور فتنوں کی تیرگی سے ان کے نگہ اور ظلمت کا باعث بن کر جب ہر طرف محیط ہو گئیں تو اجیار دین متین کے لئے صلیح و عرفاء و اقطاب و ابدال کو پیدا کیا گیا تاکہ وہ اپنے پاکیزہ انفس و اعمال مجاہدات اور مرکز اشغال سے ان خرابیوں اور فتنہ سامانیوں کا اٹھالہ کریں اور جب شخصی جبروت اور افرادی سطوت عوام کیا بلکہ خواص سے جمعی اعلیٰ کلمۃ الحق کی قوتوں کو سلب کر کے تو یہ نفوس قدسیہ تہاشہ می کنند غفلت و من برداری رقص کا بمصداق بن کر اس شخصی جبروت و انایت کا ظلم توڑ دیں اور انایت و استبداد کے مناروں کو ذکر کے گرز سے پارہ پارہ کر دیں۔

مسلمانوں کی تاریخ جس کو عام طور پر تاریخ اسلام سے تعبیر کیا جاتا ہے ایک ایسا صداقت نامہ ہے جس کو کوئی دوسری قوم پیش نہیں کر سکی۔ مسلمانوں کی یہ تاریخ حقائق نگاری کا ایک ایسا مرتع ہے کہ اقوام عام میں کوئی دوسری قوم ایسی درایت اور حقیقت کا اظہار نہیں کر سکی۔ یہ تاریخ ایک ایسا مرتع ہے جس میں رنگا ہوں کو خیرہ کر دینے والے نقوش بھی ہیں اور سنسٹو خطوط بھی؛ مسلمانوں کے عدل و انصاف کے احسان و رازت اور بذل و کرم کے حیرت انگیز واقعات بھی ہیں ایک طرف تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدل گستری رعیت پر درمی کے بے مثال کارنامے ہیں، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سخاوت و شجاعت کی عظیم النظیر شہادتیں ہیں تو دوسری طرف خارجیوں کی فتنہ سامانیوں، مسلمانوں کی بے راہروی اور دنیا پرستی، ان کی چیرہ دستی اور ظلم و غارتگری کے المناک واقعات بھی ہیں۔ وہ کعبہ جس کے سامنے مسلمانوں کی جبین ہائے نیاز جمبلی ہیں اور جس کا طواف ہر ذل مسلم کی آرزو، اسی کعبہ کی دیواروں کو مسلمانوں نے اپنی منجیقیت کے پتھر وں سے کھڑے کھڑے کر ڈالا، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے لئے حرم کعبہ پر اس طرح پورش کی گئی کہ غلاف کعبہ بھی جل اٹھا۔ مدنیۃ الرسول جس کی سر بلندی اور عظمت کا یہ عالم کہ عاشقان رسول اس زمین مقدس کو سر کے بل طے کرتے ہیں اس کو تین شبانہ روز لوٹنے والے شقی القلب شاہی مسلمان تھے، اسلامی تاریخ نے اپنی ان ہر لٹا کیوں اور تباہ کاریوں کو چھپایا نہیں بلکہ ان جہاں فرسا و افحات کے ایک ایک گوشے سے نقاب اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ مسلمان پستی اور کج روی میں کن حدود کو چھو لیتا ہے۔

یہ منو امیہ اور بنو عباس نے اپنی سلطنت کے استحقاق و استحقک کے لئے عرب و عجم میں جس طرح خون کی ندیاں بہائیں وہ ایک تاریخی

حقیقت ہے۔ جنگ قادسیہ اور جنگ یرموک نے غیر مسلموں کے حوصلوں کو بالکل شکست دے دی تھی اور پھر وہ کبھی ایران و روم میں جہتنامی طور پر نہ اُبھر سکے البتہ مسوری جھڑپیں مسلمانوں، مجوسیوں اور رومیوں کے مابین عرصہ دراز تک جاری رہیں۔ یہ تمام جنگیں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہوئیں لیکن بنو امیہ اور خصوصاً بنو عباس کا دور سلطنت جو چار سو سال سے زیادہ کی مدت پر پھیلا ہوا ہے مسلمانوں کے مابین سخت جنگ و جدل، سیاسی کشمکش اور حصول اقتدار کے لئے خونریزی اور دشمن کشی کا ایک دور ہے کہ عراق و عجم میں دعوت عباسیہ کے سلسلہ میں لاکھوں مسلمانوں کی گردنیں مسلمانوں نے کاٹ کر پھینک دیں۔ عباسی سلطنت کے قیام کے بعد اس خونریزی کے سیلاب میں کچھ ٹھہراؤ پیدا ہوا لیکن مہدی کے بعد یسعیل پھر مندرجہ ہو گیا۔ امین و مامون کی جنگ نے پچھلی تمام کسر پوری کر دی اس عرصہ میں کئی لاکھ مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں بیدریغ، تیغ کئے گئے۔ مامون فتح و کامرانی کے بعد بڑے کرد و خر سے تخت سلطنت پر نشین ہوا لیکن انوس کہ اس کا علمی ادبی دور بھی، خول اشامی سے محفوظ نہ رہ سکا۔ آل بربک پر جو کچھ تنباہی نازل ہوئی وہ مامون کے ہاتھوں نازل ہوئی، عراق کی شورش، فتنہ مکہ، فتنہ یمن، بغاوت زط، بابک خرمی، اور فتنہ خلق قرآن مامون کے دور کی یادگار ہیں۔ علم و ادب کے اس عظیم مہر پرست ہی کی پشت گرمی اور پشت پناہی نے مشاہیر اسلام کی گردنیں دبوچ لیں، حضرت امام احمد حنبل، اور امام محمد حبیہ سرخیل علما اور فقہان عظام کو طوق و سلاسل پہنائے گئے اور ان پر جبر و تلوار مارا گیا۔

اعتزال کی بڑھتی ہوئی سیل ایک طوفان بن کر آگے بڑھی اور بڑے بڑے ثابت قدموں سے یا تو اپنی بات منوالی یا ان کے دشمن بائبر سے سبکدوش کر دیئے گئے۔ فتنہ اعتزال نے عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دور میں کچھ دم لیا تھا کہ فتنہ باطنیہ نے سراٹھایا اور یہ بہت جلد ایک ایسی تخریب بن گیا کہ شیخ ابیال قلعہ الموت میں ایک ایسے اقتدار کا مالک بن گیا جس کے سامنے بڑے بڑے سرکشوں نے سر جھکا دیا۔ اس کی جنت ارضی نے ایک بار دیکھا ہے دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے، اے پردے میں وہ قیامت ڈھائی کہ اسلامی شیعہ ایران و عراق میں ٹھٹھانے لگی، وہ تو یہ کہیے کہ ہلا کو خاں کے ہاتھوں اس کا استیصال ہو گیا درنہ باطنی اور فدائی کسی غیر باطنی کو رد کے زمین پر زندہ نہ چھوڑتے ان باطنیوں اور فدائیوں کے ہاتھوں اسلام کے رجال عظیم مشاہیر علماء اور فقہار مارے گئے۔ نظام الملک طوسی جیسا رجل عظیم اور وزیر باتدبیر بھی ان کی تخریب کا نشانہ بن گیا۔

اگر میں اس چار صد سالہ دور کی فتنہ سامانوں کو تفصیل سے بیان کروں تو اس کے لئے سیکڑوں صفحات کی ضرورت ہوگی مختصر یہ ہے کہ اس کشمکش جاہ و سطوت کے دور میں لاکھوں مسلمان مارے گئے۔ ہزاروں گھروں پر آتش ہوئی، ہر طرف تنباہی و بربادی ہی بربادی تھی، علماء درباروں کی ریشہ دوانیوں میں اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ ان سے نوز و فلاح کی توقعات ٹوٹ چکی تھیں چنانچہ دیکھئے کہ فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں دور مامون میں جب آزمائش کا وقت آیا تو حکومت کے خوف سے ایمان و انصاف کا مرستہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا اور خلیفہ وقت کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنی جان بچالی۔

اس سیاسی ابتوری اور انتشار نے لوگوں کے دلوں سے سکون و قرار چھین لیا تھا۔ ایک طوائف الملوکی کا سامعالم تھا۔ ایک خوف و ہراس ہر طرف طاری تھا علماء و فتنہ ہر رب بخت تھے۔ اسلام کے رجال عظیم خانہ نشینی ہی میں اپنی عافیت سمجھتے تھے اسی وقت اسلامی علم اٹھانے والا سوائے صوفیائے کرام کے اور کوئی نہیں تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ دوسری صدی ہجری سے چھٹی صدی ہجری تک اس ملک تصوف نے عرب و عجم میں جس قدر ترقی کی اور اس کا دائرہ نفوذ جس قدر وسیع ہوا اور جس تعداد میں نفوس قدسیہ اس چار صد سالہ دور میں عامۃ المسلمین کی رہبری اور تزکیہ نفوس و قلب کے لئے منصف شہر و پر آئے وہ کسی اور دور کو میسر نہیں ہو سکے۔ مشہوروں کے ہنگاموں اور سیاسی ریشہ دہانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے

یہ حضرات آبادیوں سے منہ موڑ کر دیروں کو آباد کرتے اور شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمیزی میں بہت متن مصروف رہتے، ان حضرات کے قول و فعل کی صداقت، اور ان کا اخلاص بہت جلد ان دیروں کو انسانوں سے مسود کر دیتا یہی دیوائے آبادیوں میں بدل جاتے، یہاں دین کی اشاعت کے لئے دینی مدارس اور ذکر حق کے لئے خانقاہیں خود بخود قائم ہو جاتیں۔

انہی دیروں سے ان پاک نفوس کے صدقہ میں خالقہائی نظام کا آغاز ہوا اور نصیر کے مشہور عالم خانوادے، سلاسل قادریہ سہروردیہ، نقشبندیہ اور چشتیہ پیدا ہوئے، ان سلاسل کے مرخیل اور عالم صوفیائے کبار اسی دور پانصد سالہ میں ظہور پائے اور تمام عالم پر اپنے زہد و التقاد، صدق و صفا، صبر و تقاوت اور احیاء شریعت و طریقت کے ایسے نفوس ثبت کر گئے جو رہتی دنیا تک مٹ نہیں سکتے۔ اس خالقہائی نظام کے جو دررس نتائج برآمد ہوئے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان خانقاہوں سے تربیت پانے والے اپنے مرثد اعلیٰ کے حکم سے ہر اس جگہ پہنچ جاتے جہاں مسلمان اجتماعی طور پر اتیری کی زندگی گزار رہے ہوتے تھے جہاں عیش و تن آسانی نے ان سے اسلامی خصائل چھین لئے ہوتے، گویا یہ خالقہائی نظام مسلمانوں کی اصلاح کا ایک جماعتی مشن تھا۔ مرشد جہاں ضرورت محسوس فرماتا وہاں اپنے لائق و فائق اور معتمد مرید کو بھیج دیتا کہ جادو و اس خطہ کے مسلمانوں کی اصلاح کا کام کر دے۔ یہ حضرات سیکڑوں ہزاروں میل کا سفر کرتے، مصیبات سفر اٹھاتے، اور احیاء ملت و دین کی خاطر بے زاد و آذوقہ توکل علی اللہ اس مقصد اور مرشد کے حکم کی تعمیل کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔ یہ وہاں پہنچتے، امر و نہی و سلطنت ان کا مذاق اڑاتے اور ان کی راہ میں حائل ہوتے، اسبابی ریشہ و زائیں سے ان کے گرد دام کسا جاتا، لیکن یہ حضرات ان تمام خطرات سے بے پروا ہو کر اپنے مشن کی تکمیل میں سراپا محسوس جاتے۔

ایران کا دور طوائف ملوک ہر یا عراق و عرب کی خوں آشام جنگیں، صلیبیں جنگیں ہوں یا دیووں سے جدال و قتال، اس سارے پر آشوب و درادر پے چینی اور بے اطمینانی کے ماحول میں اس وقت کی دینی رہنمائی کا ہیں جو حقیقت میں صلحائے زمانہ کی خالقہائی تعمیل صرف مسلمانان کا گہوارہ نہیں، یہاں صدق و التیقان کا درس بھی ملتا تھا اور تزکیہ نفس کا سامان بھی تھا، احیاء دین مبین کے لئے احکام یہیں سے صادر ہوتے تھے۔

نصف یا خالقہائی نظام کو حجاز سے زیادہ پھیلنے پھولنے کا موقع عجم میں نصیب ہوا۔ عجم کے مقابلہ میں عرب ان فتنہ سامانوں سے نسبتاً محفوظ رہا جو شفعی اقتدار کے حصول کے لئے پانچ سو سالہ دور میں دنیا کے اسلام میں پیدا ہوئیں۔ اگرچہ اموی دور کی لائی ہوئی تنہائی کا ماتم مدینہ منورہ اور مکہ منظرہ کے در و دیوار مدت تک کرتے رہے لیکن حجاز میں مکہ و مدینہ منورہ کے علاوہ مدنی زندگی اور عمرانی تہذیب کے آثار دوسرے مقامات پر بہت کم موجود تھے۔ عرب کی زندگی پر بددیت چھائی ہوئی تھی حضرت کے نشان خال خال تھے ہی وجہ ہے کہ شہری زندگی کی وہ گہا گہی یہاں مفقود تھی جو عراق و عجم کا طرہ امتیاز مدوزن تک نبی رہی وجہ ہے کہ ملک گیر کی تحریکوں کو ان بلاد مقدسہ اور جزیرہ نمائے عرب میں زمین کے سوا، پر دان چڑھنے کے مواقع بہت کم ملے اور ان کا رخ ہمیشہ عراق و عجم کی جانب رہا۔ ملک گیری کے لئے جو خوں آشام جنگیں ہوئیں اور جن شرشریوں نے سر اٹھایا ان کا مرکز ہمیشہ اصفہان و بغداد رہے ہی سبب ہے کہ خالقہائی نظام آپ عرب کے مقابل میں عراق و عجم میں زیادہ پائیں گے اگرچہ حضرت سلمان فارسی نے بہت سی شرشریوں اور اختلافات سے بچنے کے لئے الگ تھلگ ایک دیوائے میں قیام کر کے اس خالقہائی نظام کا سنگ بنیاد رکھ دیا تھا لیکن وہ کسی ایسی تحریک کو شروع نہیں کر سکے تھے جس سے خالقہائی نظام کے ارتقار کی کڑیاں ملانی جا سکیں۔ اسی طرح حضرت حسن بصریؒ اور رابعہ عذوبہ حضرت سلمان فارسیؒ کے متبعین ضرور کہہ جاسکتے ہیں لیکن وہ کسی ایسی تحریک کے محرک نہیں کہہ جاسکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ حضرت سلمان فارسیؒ کی طرح بہت سے

بھی درباری تعلقات اور سیاسی سرگرمیوں سے الگ تھلگ رہیں۔
 عظیم الشان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اپنے عدل و انصاف اور سیاست و تدبیر سے صرف عرب
 ہی میں حدود مملکت کو درست نہیں بخشی بلکہ انہوں نے جزیرہ نمائے عرب سے باہر بھی ایک اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی جس کو حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بڑھا کر اس وقت کی سب سے عظیم الشان اور نویں ترین سلطنت البیت
 بنادیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ صفین و جنگ جمل اور قتلہ خوارزم کے سبب داخلی شورشوں ہی سے فرصت نہیں ملی جو
 وہ ان حدود کو اور وسعت بخشنے البتہ جب یہ دولت اسلامیہ بنی امیہ کے پاس آئی اور اس کا عزت اناموی سلطنت قرار پایا تو انہوں
 نے اس کے حدود مشرق و مغرب میں اور وسیع کر دیئے، اگرچہ ان کے دور میں کبھی خونِ مسلم کی ازانی رہی مگر حدود مملکت وسیع سے وسیع تر
 ہوتے چلے گئے۔ تقریباً سو برس بعد بنو امیہ کے زوال نے دولت عباسیہ کی طرح ڈالی تو انہوں نے اس کو ایک ایسی عظیم سلطنت بنادیا جو صرف
 ایک دو ممالک پر پھیلی ہوئی نہیں تھی بلکہ عباسی دولت پندرہ ملکوں پر پھیلی ہوئی تھی اور ہر ایک قلمرو و خید و لائیں یا صوبوں پر مبنی۔ ذرا ان ممالک
 اور ان کے تحت و لائیں یا صوبوں پر نظر ڈالئے تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ اسلام کے ستر سالہ دور میں مسلمانوں کے قدم کہاں سے
 کہاں تک پہنچ گئے تھے۔

مملکت یا اقلیم	تعدادِ ولایات	ولایات تحت مملکت
۱۔ جزیرۃ العرب	۴	حجاز۔ یمن۔ عمان۔ ہجر
۲۔ عراق یا بابل	۵	کوفہ۔ بصرہ۔ واسطہ۔ مدائن۔ حلوان۔ سامرا
۳۔ جزیرہ	۳	دیار ربیعہ۔ دیار بکر۔ دیار مصر
۴۔ شام	۶	قنسرين۔ حمص۔ دمشق۔ اردن۔ فلسطین۔ شہرۃ
۵۔ مصر	۶	جفار۔ حوف۔ ریف۔ اسکندریہ۔ مقدونیہ۔ صعیہ
۶۔ مغرب	۶	۔ افریقہ۔ تابرٹ۔ سبلماسہ۔ ناس۔ سوس اقصیٰ
۷۔ ماورئ النہر	۶	فرغانہ۔ سیجیاب۔ شاش۔ اثمدوسہ۔ صغد۔ بخارا
۸۔ خراسان	۹	بلخ۔ غرنین۔ لبٹ۔ سجستان (سیستان)۔ ہرات۔ جوزجان۔ مروشا۔ ہجہاں
۹۔ اقلیم ولیم	۵	نیشاپور۔ تہستان (مالک عباسیہ میں سب سے زیادہ زرخیز و شاداب ہی ملک تھا)۔ فوس۔ جرجان۔ طبرستان۔ دیلمان۔ خیرز
۱۰۔ ماب	۳	آرمینیہ۔ آذربائیجان۔
۱۱۔ الجبال	۳	رے۔ ہمدان۔ اصفہان
۱۲۔ خوزستان	۷	سوس۔ شتر (شتر)۔ جندیپور۔ عکرم۔ امواز۔ وردق۔ رام ہرمز
۱۳۔ فارس	۶	ارجات۔ خردار۔ شیر۔ دارا۔ جرد۔ شیراز۔ ساہور۔ اصطخر۔
۱۴۔ کرمان	۵	بردسیر۔ سیرجان۔ مزاسیر۔ بم۔ جیرفت
۱۵۔ سندھ	۴	مکران (صدر مقام پنجور جہاں کل پنجگور کے نام سے مشہور ہے)۔ توران (خاص سندھ)۔ منصور دارالسلطنت)۔ ہند

کل ۹۷ صوبے

اس محل فرست سے آپ کو یہ اندازہ تو کم از کم ہو جائے گا کہ ان عظیم دلائیوں یا صوبوں پر مشتمل یہ عریض و بسط پندرہ ممالک پر پھیلی ہوئی سلطنت عباسیہ اپنی شان و شوکت اور سطوت و جبروت کے اعتبار سے کیا ہوگی۔ اسی شان و شوکت کے ساتھ ساتھ حصول اقتدار اور جہاد و ثروت کی کشمکش جب پر دان چڑھی اور عبد عباسیہ کے پانچ دوروں میں خون مسلم کی جوار زانی ہوئی اس کی تفصیل آج بھی جب بیان کی جاتی ہے تو ہمارے سرشرم سے جھپک جاتے ہیں۔

حکومت عباسیہ (جس کو اسلامی تاریخ میں خلافت عباسیہ کہا جاتا ہے) کا آغاز ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲ھ سے ہوا۔ اس دن عباسی خلیفہ سفاح کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور اس حکومت کا اختتام ۴ صفر ۳۶۵ھ کو آخری خلیفہ منعم باللہ کے قتل پر ہوا۔ اس طرح عباسی سلطنت ۵۲۴ سال قائم رہی اور اس میں ۳۷ خلیفہ ہوئے۔

دولت عباسیہ کے اقتدار اور بے مثال شان و شوکت کا دور اس کا پہلا دور ہے جو سفاح، منصور، مہدی، ہادی، ہارون امین، مامون، معتصم باللہ اور والی اللہ کی پر سطوت و جبروت سلطنتوں پر مشتمل ہے۔ یہ دور ۱۳۲ھ سے ہو کر ۲۳۲ھ پر ختم ہوا۔ ایک طرف تو یہ دور عباسی حکومت کی شان و شکوہ اور ان کی بے مثال عظمت و جلال کا تابناک مرقع ہے تو دوسری طرف جنگ و جدل، قتل و غارت گری، خونریزی اور سفاکی میں بھی آپ اپنا جواب ہے۔ منذر جہ بالا اقالیم اور مملکتوں کا قیام ظاہر ہے کہ امن و امان کے پسکون ماحول میں تو ہوا نہیں ہوگا۔ بہت سی تحریکیں اس صد سالہ دور میں اٹھیں۔ بہت سے داعیان حکومت پیدا ہوئے۔ بہت سے طامع آزمائشوں کے مقابل میں آئے، خیر سرداروں اور امیروں نے بغاوت پر کمر باندھی، انہی حکومتوں کے قیام کے لئے سر توڑ کوششیں کیں، مسلمانوں کی تلواروں نے مسلمانوں کا بیدار بخ لہو بہایا۔ عباسیوں نے اپنی دعوت کی تکمیل اور سلطنت کے استحکام کے لئے لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا تب کہیں وہ اس قدر وسیع مملکت کو قائم کر سکے۔

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ دوسری صدی ہجری سے لے کر چھٹی صدی ہجری تک پانچ صد سالہ دور جس طرح خون آشامیوں اور خانہ جنگیوں کا دور ہے اسی طرح یہ دور نصوف کی عظمت اور سر بلندی کا زمانہ بھی ہے۔ دولت عباسیہ کا وہ دلائل جن کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جا چکا ہے ہزاروں صوفیائے کرام کا مولد و منشائی رہی۔ دربار باب نصوف کے مشہور خانوادے اور سلاسل اس پانچ صد سالہ دور میں پر دان چڑھے۔ وہ دل جن میں خوفِ خوار، خلقِ خدا سے محبت اور احکامِ الہی کی سجاوڑی کا جذبہ زندہ ہوتا اور جو — اکتشفنہ علی خلق اللہ والطلع علی الاموات سے کو اسلام، دین، عدل، انصاف، دیانت، صداقت اور معرفت حق کا ذریعہ سمجھتے تھے وہ شہروں کی اس پراشرب زندگی سے کنارہ کش ہو کر دیروں کو آباد کرتے، ذکر حق کی محفلوں کو آراستہ کرتے اور دلوں کو نور معرفت سے چمکاتے۔

اسی سلطنت عباسیہ کا چوتھا دور ہے۔ اور اس خطاط کے بعد حکومت نے کچھ سنبھالا لیا ہے۔ نبی بویہ کے بعد آل سلجوق کی حکومت قائم ہو چکی ہے لیکن انہوں نے بغداد کی مرکزیت کو ختم کر کے رے کو اپنا مرکز اور مستقل خلافت بنایا ہے۔ آل سلجوق نے آل بویہ کے برخلاف عباسی خلیفہ کا احترام بجا ل کر دیا ہے۔ خلیفہ مستظهر باللہ، مقتدی باللہ یعنی ابوالقاسم عبداللہ بن زبیر بن البرکات بن قائم بامر اللہ عباسی تخت پر متمکن ہے (خلافت ۵ محرم ۳۸۴ھ سے ۱۶ ربیع الاول ۵۱۲ھ)۔ یہ وہ وقت ہے کہ سلطان سنجر ملکشاہ اس عہد کا سلطان ہے۔ حضرت حجتہ الاسلام امام غزالی ملک کے انتشار اور اہالیان ملک کی بے راہروی اور بد اعمالیوں سے بد دل ہو کر دس د تدریس کا سلسلہ بند کر کے بغداد سے ملک شام کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ حسن بن سباج کی تلوار خون کا چپ کاڑھ چکا ہے۔ اکابرین اُمت بغداد چھوڑ رہے ہیں۔ صباچی اور باطنی عقائد کے خلاف زبان کھولنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ آندس میں خانہ جنگیاں ہو رہی

ہیں۔ انفریقی میں موجود ہیں اور البطین برسر بیچار ہیں۔ مصر پر قرامطی قابض ہو چکے ہیں۔ صلیبی جنگیں شروع ہو چکی ہیں۔ ایران بہت ہی ریاستوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ مشرق میں ماد و رالہنہ، خراسان اور پنجاب پر غزنوی خاندان کا بادشاہ سلطان ابراہیم حکمرانی کر رہا ہے۔ داتا گنج بخش (حضرت عثمان علی، جویری) لاہور میں ارشاد کی مسند سے رہ گئے اور عالم باقی ہو چکے ہیں۔ ہر طرف ایک انفریقی کا عالم ہے۔ گہوارہ علم و مذہب یعنی بغداد موصیت میں مبتلا ہے کہ ایک ۸۰ سالہ نوجوان صاحب ۸۰ سالہ میں گیلان کے قصہ نیف سے علم کی تشنگی بھانے کے لئے عازم بغداد ہوئے ہیں۔

گیلان کے محل وقوع کے سلسلہ میں اگرچہ مورخین میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض حضرات نے عجیب عجیب موشگافیاں اس سلسلہ میں کی ہیں لیکن سہارے مشہور مورخین مسعودی اور جریر طبری کا بیان اس سلسلہ میں بہت زیادہ دقیق ہے۔ ان کا بیان ہے کہ گیلان جسے عرب حیلان کہتے ہیں ایران قدیم کا ایک صوبہ تھا جو اقلیم ولیم کے توابع میں تھا اس کے شمال میں بحیرہ کیسین، جنوب میں سلسلہ کوہ البرز اور مشرق میں ماژندران تھا۔ اس عہد کی جدید اصلاحات کے بعد گیلان ایک آزاد مملکت بن گیا تھا اور اس کا دارالسلطنت رشت تھا۔ آج بھی رشت شمالی ایران کا ایک مشہور شہر ہے لیکن گیلان کو صوبہ کہنا صحیح نہیں۔ گیلان دلایت طبرستان کا ایک مشہور شہر تھا اور طبرستان اقلیم ولیم کا ایک صوبہ تھا۔

مشہور گیلان کے مشہور توابع، توالیمیش، گرگان، رود، لاسجان، رودسر اور راحت آباد ہیں۔ گیلان کی یہ آزادی اور خود مختاری دور صفویہ میں ختم ہو گئی اور عباس اول (صفوی) نے اس کو ایران میں شامل کر لیا۔ ۱۵۸۳ء کے ایران روس معاہدے کے مطابق اس کا بہت سا علاقہ روسی حدود میں شامل کر لیا گیا اور آج ایران جدید میں اس نام کا کوئی صوبہ یا کوئی دلایت نہیں البتہ لاسجان اور رشت موجود ہیں۔ اسی گیلان کے قصہ نیف میں ایک خدا پرست دلی کامل حضرت ابوصالح موسیٰ (جنگی دوست) آباد تھے۔ حضرت ابوصالح موسیٰ کی دیانت اور تقویٰ ان کا زہد اور انقار اس منزل پر تھا کہ عالم شباب ہی میں یہ خستہ الہی اور عصمت و عفت کی ان منزلوں پر پہنچ گئے تھے جہاں انسان اگر توفیق الہی شامل حال ہو تو مدظنوں کی رہائشوں کے بعد پہنچا کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ جنگی دوست کا عالم شباب تھا۔ ایک روز سخت گرمی کے عالم میں ایک سیب جو ایک ندی میں بہتا ہوا آ رہا تھا رکال کر کھا لیا۔ لیکن کھانے کے بعد مٹا خیال آیا کہ باغ کے مالک سے اجازت لئے بغیر مجھے سیب کھانے کا حق نہیں تھا اور تیرے لئے حلال تھا۔ سخت پشیمان ہوئے اور آخر کار باغ کے مالک کی تلاش میں ندی کے کنارے کنارے اس جانب چل پڑے ہوئے جہرے سے سبب بہتا ہوا آیا تھا۔ دور دراز کی مسافت قطع کرنے کے بعد آخر کار ایک ایسے باغ کے قریب پہنچے جس کے سیب کے درختوں کی شاخیں پانی میں لٹک رہی تھیں۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ وہ باغ ہے جس کا بہتا ہوا سیب میں نے کھا یا ہے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ اس باغ کا مالک کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عبداللہ صومعی اس باغ کے مالک ہیں اور ان کا صومعہ اس باغ کے اندر ہے۔ آپ باغ کے اندر پہنچ کر حضرت عبداللہ صومعی کی خدمت میں پہنچے اور

آپ کے والد ماجد کے اسم گرامی کے سلسلہ میں بھی مورخین میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔ مشہور مورخ اور سیرت نگار الذہبی ابوصالح عبداللہ جنگی دوست بتاتے ہیں۔ مغربی مورخین جیسے بروکلمان علی بن موسیٰ بن جنگی دوست بتاتا ہے۔ مارگولیک کی تحقیق کے مطابق اس زندگی دوست کا زیادہ صحیح ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کے سلسلہ کے نامور فرزند جراب کی اٹھارویں پشت میں ہیں یعنی سید طاہر علاؤ الدین صاحب سجادہ قادریہ و نقیب زادہ نے جو خانہ حیات حضرت کی مرتب کی ہے اس میں حضرت پیران پیر کے والد ماجد کا اسم گرامی ابی صالح موسیٰ جنگی دوست لکھا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

اپنے آنے کی غرض و غایت بیان کی۔ حضرت عبداللہ صومی اسی نوجوان کے زہد و اتقا کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اللہ تعالیٰ ایک سبب اور اس کی اجازت کے لئے اس قدر دور دراز کھٹے منزلوں کا سفر، حضرت موسیٰ جنگی دوست جب طالب معافی ہوئے تو حضرت عبداللہ صومی نے آپ کا حسب نسب دریافت کیا اور کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ زبردستی کہا اس کے بعد فرمایا کہ اے نوجوان میں تم کو اس دُست تک سعادت نہیں کہوں گا جب تک تم میری ایک خواہش پوری نہ کرو۔ موسیٰ جنگی دوست نے عرض کیا کہ میں حصول معافی کے لئے آپ کی ہر خواہش بسر و چشم سجالانے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت عبداللہ صومی نے فرمایا کہ تم میری بیٹی ام النجیر فاطمہ کو اپنی زوجیت میں قبول کر لو، لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ کوئی بہری، بولی، لنگڑی اور اندھی ہے، بلکہ کیا نہیں منظور ہے۔ حضرت موسیٰ جنگی دوست کچھ دیر زحمت کش رہے لیکن سبب خیال آیا کہ معافی اس شرط کو قبول کرنے میں نہیں سکتی اور جو کچھ صحبت اب تک اٹھائیں میں وہ اس معافی کے لئے دل کا تقویٰ فوراً کہہ اٹھا کہ حضرت عبداللہ صومی کی شرط قبول کر لو۔ حضرت موسیٰ جنگی دوست نے عرض کیا کہ حضرت والا اگر خطا کی معافی اس شرط کی تفصیل پر مبنی و منحصر ہے تو مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔ حضرت شیخ نے فوراً خاتقاہ عالیہ میں اعلان کر دیا اور جب شادی کا سامان تھیک ہو گیا تو حضرت شیخ نے خود خط لکھا چڑھایا اور ام النجیر فاطمہ کو اس نوجوان کی زوجیت میں دے دیا۔ جب موسیٰ جنگی دوست محلہ عروسی میں پہنچے تو وہاں ایک پیکر حسن و جمال کو دیکھ کر تو یہ استغفار کرتے ہوئے فوراً پلٹ پڑے اور حضرت عبداللہ صومی کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ حضرت آپ نے میرا عقد ایک اندھی، بولی، لنگڑی، پاہج و دشیرہ سے کیا تھا لیکن محلہ عروسی میں تو کوئی نامحرم موجود ہے جو ان تمام عیوب سے مبرا ہے جن کو آپ نے ام النجیر سے منصف فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ صومی نے فرمایا کہ عزیمت محلہ عروسی میں جو دو دشیرہ موجود ہے وہی ام النجیر فاطمہ منہاسی زوجہ ہے میں نے اس کو اندھی اس اعتبار سے کہا تھا کہ آج تک اس کی نافرمانی نامحرم پر نہیں پڑی۔ بہری اس لحاظ سے کہ آج تک کوئی بہری بات اس نے نہیں سنی، لنگڑی اس اعتبار سے کہ کبھی اس نے جھوٹ نہیں بولا نہ کسی کی عنیت کی، سنی اس وجہ سے کہ کبھی اس نے اپنے ہاتھوں سے ایسا کام نہیں کیا جو شریعت کے خلاف ہو، لنگڑی یوں کہا کہ اس نے اللہ کی راہ کے واسطی اور راستہ پر آج تک قدم نہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ جنگی دوست کی خوشنختی کہ ایسی صالحہ اور دلیر خاتون ان کے عقد میں آئیں حضرت موسیٰ جنگی دوست شادی کے بعد کچھ عرصہ تو حضرت عبداللہ صومی کی خاتقاہ میں مقیم رہے پھر اپنی صاحبہ اور عابدہ بہری کر کے کریمیت واپس چلے آئے۔

ابنی فرشتہ خصال صاحب تقویٰ و طہارت زوجین کے یہاں سنگم ہے ایک فرزند تولد ہوئے، جن کا نام نامی عبدالقادر رکھا گیا اور احمیاء ملت و دین کے باعث محی الدین کے لقب سے منسوب ہوئے۔ جب ایسی پاکیزہ خصال، تقویٰ و پرہیزگاری کی ولادہ مآں ہوا اور ایسا زہد و اتقا رکھنے والا باپ تو ظاہر ہے کہ فرزند کن صفات بلند کرے کہ دنیا میں آیا ہوگا۔ حضرت ام النجیر فاطمہ کے یہاں یہ ولادت عمر ایس بیٹی ساجہ برس کی عمر میں ہوئی تھی، رمضان المبارک کا مہینہ تھا، اور شہر پاک و دہوں میں ایک پاک باطن اور پاک طبیعت بچہ نے یہاں چڑھنا شروع کیا اور ان روحانی کمالات سے غیر شعوری طور پر بہرہ ور ہونا چلا گیا جو والدین میں قدرت نے دلالت فرمائے تھے، لیکن اس عظیم فرزند نے ابھی زندگی کی چند منزلیں ہی طے کی تھیں کہ زہد و اتقا کے جبل عظیم یعنی حضرت موسیٰ جنگی دوست کا انتقال ہو گیا اور اس صاحب یتیم فرزند کی تعلیم و تربیت کا تمام بار عابدہ صاحبہ عنینہ خاتون ام النجیر فاطمہ کے کندھوں پر آ پڑا۔ لہذا اس دور میں دینی تعلیم کامرکز تھا مدرسہ نظامیہ بغداد کا چارزانگ عالم بنی شہرستان۔ مدرسہ احناف بھی اسی طرح سے مشہور تھا۔

۱۸۸۸ء میں جب کہ اس فرزند سید نے عمر کی اٹھارویں منزل میں قدم رکھا تو ایک روز یہ والدہ محترمہ سے سفر کی اجازت کے طالب

ہوئے صابر اور عابدہ مال نے ہونہار بیٹے کے استقباق کو دیکھتے ہوئے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ ہر خند کہ اس زمانہ میں جب کہ ہر طرف انفرقہ پھیلی ہوئی تھی مکنی نظم و نسق درہم دبر ہم تھا۔ طبرستان سے بغداد تک سینکڑوں کوس کی مسافت تھی۔ راستے میں خطر تھے کسی کارواں کا سلامتی کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جانا ایک بڑی بات سمجھی جاتی تھی حضرت ام الخیر نے تحصیل علوم کے لئے بادیدہ اشکبار بیٹے کو گئے رگاکر رخصت کیا۔ بغداد میں مستنصر باللہ میرا رائے سلطنت ہے، ایران میں سلجوقی سلطنت کی وہ آن بان باقی نہیں جو ملک شاہ اور نظام الملک کے دم سے تھی۔ ۵۸۵ھ میں نظام الملک ایک باطنی (فدائی) کے ہاتھ سے شہید ہو گئے اور ان کی شہادت کے بیس بائیس دن کے بعد ہی سلطنت سلجوقیہ کا نمائندہ سوزج (ملک شاہ) بھی غروب ہو گیا۔ تخت سلجوقی کے لئے ملک شاہ کے فرزند آپس میں الجھ رہے تھے، ولی عہد سلطنت چونکہ نامزد نہیں ہوا تھا لہذا ترکان خانوں کی خواہش ہے کہ اس کا بیٹا محمود باپ کا جانشین ہو جو سلطان کا سب سے چھوٹا بیٹا ہے، اور حق ہے بر کیا راق کا۔ شاہزادہ محمد اور شاہزادہ سنجر بھی تخت کے دعویدار ہیں لیکن نظام الملک نے بر کیا رونق کی ولی عہدی سلطان سے منظور کر لی تھی لہذا نظام الملک کے امر کی مدد سے سلطان بر کیا رونق تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا لیکن ملک میں امن و امان قائم نہ ہو سکا۔ اس وقت ان ممالک میں کیفیت یہ تھی کہ رے، جیل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر اور حرین شریفین میں بر کیا رونق کے نام کا خطبہ پڑھا جا رہا تھا اور آذربائیجان، آران، آرمینیہ، اصفہان اور عراق میں سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی کا، سنجر بن ملک شاہ نے ممالک شریفین میں یعنی جرجان سے ماوراء النہر تک اپنے نام کا خطبہ شروع کر دیا تھا۔ عمرنگی ملک شاہ پر اور بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ اور ہر جگہ تھے۔

اس مختصر سے ملکی حالات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ممالک اسلامیہ میں کیسی کجانی چھڑی ہوئی تھی۔ دلوں سے سکون و رخصت تھا نہ شہر و دیہات میں امن و امان تھا نہ قریبوں میں۔ کارواں کی گزرگاہیں میں خطر تھیں اہل قافلہ محفوظ و مامون نہ تھے منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی رٹ جاتے تھے چنانچہ یہ قافلہ بھی جس میں علم و کمال کے جوہر فرزند سید ولی مادر زاد حضرت عبدالقادر القادری القادری تھے، بیت سے بغداد کر روانہ ہوا لیکن خید منزل طے کر پایا تھا کہ ڈاکوؤں نے گھیر لیا لیکن حضرت عبدالقادر کے صدق و صفائے اہل قافلہ کو تباہی سے محفوظ رکھا، اور حملہ آوروں نے دزدی اور نہرتی سے اس نوعمر صالح جوان کے ہاتھ پر توبہ کی۔

آخر کار قطع منازل کرتے ہوئے کئی ماہ کی مدت کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر بغداد پہنچے جہاں کہ اس سے قبل عرض کیا جا چکا ہے اس وقت خلیفہ مستنصر باللہ بن البرلقاقم باللہ بن زبیرہ البرلقاقم ابن قائم باللہ تخت خلافت پر رونق افروز تھا۔ لیکن آل بویہ کے اقتدار نے بغداد کی علمی عظمت کو گہن رگاد دیا تھا۔ فسق و فجور اور معصیت کا دور درہ تھا۔ چند پاکیزہ نفوس اس شہر میں ضرور موجود تھیں لیکن ان کا حلقہ اثر محدود تھا کچھ اللہ دے سبھی تھے اور وہ وعظ و نصیحت سے گردلوں کو گرمانا چاہتے تھے لیکن ان کی مجلسیں سنی پیری تھیں کئی ان کے وعظ و نصیحت کی طرف کان دھرنے والا نہ تھا۔ ہر خند کہ خلیفہ المستنصر باللہ خود ایک مرد صالح کریم اور خلیق، نیک مزاج، سخی اور پابند شریعت خلیفہ تھا اور علماء و فضلاء اور فقراء و صلحا سے محبت کرتے والا۔ لیکن رعیت کا مزاج تنعم و عیش پرستی نے اتنا بگاڑ دیا تھا کہ معصیت و سبہا کاری بغداد کا مقربین چکی تھی باطنی شورش عروج پر تھی اور صلیبی جنگ کی بنا پڑ چکی تھی۔

حضرت محی الدین عبدالقادر حبیلائی کمال علمی کے حصول کے لئے جب مرکز علوم و فنون اور گہوارہ تہذیب اسلامیہ یعنی تحصیل علم و فن بغداد میں وارد ہوئے تو آپ سے پہلے حضرت شیخ قادم بن سلم دیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت تمام بغداد ہی میں نہیں بلکہ اطراف و اکناف میں بھی حضرت قادم بن سلم کی عرفان و شناسی کا شہرہ تھا۔ حضرت قادم بن سلم کی مجلس جو زیادہ تر ان کی دوکان پر قائم ہوتی تھی طالبان کا مرجع تھی۔ اس وقت کے صوفیاء و کرام اور امراء حقیقت کے جوہر اس دوکان پر جمع ہوتے تھے جہاں بظاہر تو "راب"

فروخت ہوتی تھی لیکن بباطن دلوں کو معرفت کی شیرینی اور حلاوت سے آسودہ کیا جاتا تھا۔ شیخ دیاس نے اس شہ باز طریقت کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور پیرائی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں فرمایا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے شیخ طریقت کی تحریک اور خود تکمیل علوم شریعی کے جذبہ کی سرشاری سے منازل سلوک طے کرنے سے پہلے یہ مناسب خیال فرمایا کہ علوم دینیہ اور علوم منداولہ کی تکمیل کرنی جائے چنانچہ آپ قاضی ابوسعید مبارک المخزومی کی خدمت میں پہنچے۔ قاضی ابوسعید کا شمار اکابر فقہاء عصر میں ہوتا تھا انہوں نے مدرسہ باب الازج کے نام سے ایک درس گاہ قائم کر رکھی تھی جہاں علماء متبحرین درس کی مزدور پر متمکن تھے چنانچہ آپ نے اس مدرسہ میں حضرت ابو ذکریا تبریزی سے "ادب" کی تکمیل فرمائی حضرت ابو ذکریا دیاسیات میں منفرد مقام رکھتے تھے متعدد کتابوں کے مصنف اور اس وقت کے شہرہ آفاق ادیب تھے۔ ادبیات کی تحصیل کے ساتھ ساتھ آپ نے علم حدیث کی طرف توجہ فرمائی اور اس وقت کے مشاہیر محدثین جیسے ابوالنعمان محمد بن علی میمون انحرسی، ابوالبرکات طلحہ العاقولی، ابو عثمان اسماعیل بن محمد الاحمسی، ابوطاہر محمد عبدالرحمان ابن احمد، ابوالمنصور عبدالرحمان، ابوالنضر محمد بن الحمار ہاشمی۔ سے فقہ اور اصول فقہ میں آپ نے شیخ ابوالخطاب محفوط الکوفی، ابوالوفاء علی بن غفیل حبلی، ابوالحسن محمد بن قاضی ابویعلیٰ محمد بن احسن بن محمد السراج، قاضی ابوسعید مبارک المخزومی بانی مدرسہ باب الازج سے استفادہ فرمایا۔ آپ اپنی لطیف الغنیۃ لطایف لطریق الحق میں اکثر و بیشتر روایت میں قال شیخنا مبارک اور قال ہذا الحدیث مبارک کا ذکر فرماتے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ حدیث و فقہ میں ان دونوں حضرات سے کافی متاثر تھے اور ان کو سزا تسلیم کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے اساتذہ کرام میں اکثریت ایسے علما کی تھی جن کا فقہی مسلک حنبلی تھا۔ شاید یہی سبب ہے کہ آپ بھی اس مذہب سے متاثر ہوئے اور آپ نے بھی اس کو اختیار کیا۔ حدیث شریف پر آپ کی ژرف نگاہی اور وقت نظر کا یہ عالم تھا کہ آپ کے اساتذہ کرام سند دینے وقت فرمایا کرتے تھے۔

اے عبدالقادر ہم تو تم کو الفاظ حدیث کی سند دے رہے ہیں ورنہ حدیث کے معانی میں تو تمہارے استفادہ کرتے ہیں کیونکہ بعض احادیث کے مطالب جو تم نے بیان کئے ہیں ان تک مہاری فہم کی رسائی نہیں تھی۔

درس دینا درس سے فراغت کے بعد آپ اپنے دلی جوش کے باعث مدینہ منورہ عراق کے دیوانوں اور خرابات کی طرف نکل جاتے اور کئی کئی روز تک بستی کا منہ نہ دیکھتے لیکن قدرت کو آپ سے ایک عظیم الشان دینی خدمت یعنی تفسیر اس لئے آپ نے اپنے استاد گرامی قاضی ابوسعید مبارک المخزومی کے ارشاد کے بموجب مدرسہ باب الازج میں خدمت مدرسین اپنے ذمہ لے لی، آپ نے جب مدرسہ میں درس شروع فرمایا تو طلباء کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی لیکن آپ کے بیحد علمی کا شہرہ اس قدر جلد لباد اور مضامین لباد میں پہنچا کہ در دراز مقامات کے طلباء جو حق درجہ آپ کے درس میں شریک ہونے لگے اور مدرسہ باب الازج کی دستگیر ان طالبان شوق کی گنجائش کے لئے کم ہو گئیں اور یہ حالت ہو گئی کہ جن طلباء کو مدرسہ میں جگہ نہ ملتی تھی وہ مدرسہ کے متصل بازار ادبچوک میں بلیکھ کر آپ کی ان تقاریب سے استفادہ کرتے جو دوران درس آپ فرمایا کرتے۔

اس حالت سے متاثر ہو کر لباد کے ارباب خیر نے مدرسہ کی دست میں زر کثیر صرف کیا یہاں تک کہ بعض نیک بندے محبت رات دن تعمیر میں لگے رہتے اور تقریبی ہی مدت میں مدرسہ کو وسعت دے دی گئی۔ ۵۲۸ھ میں مدرسہ کی دست کا کام انجام پا گیا۔ پھر گیارہ ایک مہتمم ہاں شان عمارت تیار ہو گئی اس وقت یہ مدرسہ باب الازج کے بجائے مدرسہ قادریہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔

اکتاف عالم میں مشہور ہوا۔

دریں و تدریس مدرس میں آپ ایک سبق تفسیر کا، ایک حدیث (شریف) کا، ایک فقہ کا اور ایک اختلاف ائمہ اربعہ اور ان کے دلائل کا آپ خود دیتے تھے۔ یوں صبح و شام تفسیر و حدیث، فقہ اصول فقہ اور نحو کے مسباق ہوتے تھے۔ نحو کے بعد ظہر اور عصر کے درمیان علم نجوم و دیگر کی تعلیم ہوتی تھی۔ فتویٰ نویسی کا شعبہ اس کے علاوہ تھا اور مواظبت حسنہ کی مجالس اس کے سوا۔

موعظت و تلقین ۵۲۱ ھ میں حضرت نے پہلی تقریر فرمائی۔ ابتدا میں سماعین کی تعداد بہت کم تھی لیکن آپ کی پہلی تقریر نے بغداد میں ہلکے بڑے تلامذہ کی تعداد میں اضافہ کیا۔ ہر وعظ میں اس قدر ہجوم ہونے لگا کہ باب الشاہ کی جامع مسجد حاضرین کے لئے تنگ ہو گئی۔ یہ دیکھ کر آپ نے عبدگاہ بغداد کے وسیع و عریض میدان کو اپنے مواظبت کے لئے پسند فرمایا، اور پھر آپ عرضہ تک اسی مقام پر وعظ فرماتے رہے۔ بغدادیوں نے آپ کی خطابت اور موعظت سے متاثر ہو کر بغداد کے باہر ایک طویل و عریض رباط تعمیر کرائی اور یہ سلسلہ اس قدر وسیع ہوتا چلا گیا کہ مدرسہ باب الازح کی تعمیرات اس رباط کی تعمیرات سے متصل و ملحق ہو کر ایک عالی شان وسیع و عریض زاویہ یا خانقاہ کی شکل میں نظر آنے لگیں۔ حضرت یہاں دستور کے مطابق جمعہ، یکشنبہ اور دو شنبہ کو دعوتِ رشد و ہدایت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت کی مادری زبان فارسی تھی اور بغداد عربی ادب کا گہوارہ اور فصحاء عرب کا مہجدار مادی۔ پس ضرورت عربی زبان پر عبور پانا سنی کہ آپ عربی زبان میں وعظ فرمائی اس لئے باوجودیکہ آپ علوم دینیہ و ادبیہ پر عبور کامل حاصل کر چکے تھے اور حدیث شریف کے معانی میں ایسے ایسے نکات بیان فرماتے تھے کہ آپ کے اساتذہ بھی اس کے متفرق تھے لیکن بائیںہ کمال تقریر کی ہمت آپ اپنے آپ میں نہیں پاتے تھے چنانچہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ

”۵۲۱ ھ میں ۱۶ شوال سہشنبہ کے روز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار

میں عالمِ ادب میں مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور مجھے وعظ کرنے کی ہدایت فرما

رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں عجمی ہوں۔ بغداد کے فصحاء کے سامنے زبان

کھولنے پر تیار نہ ہوں۔ میں ان حضرات کے سامنے کیونکر کلام کروں۔ اب نہ ہوا کہ

بغداد کے فصیح و بلیغ حضرات مجھ پر یوں طعنہ زن ہوئے کہ اولاد ہی ہونے کے باوجود

عربی سے نابلدہ ہے، اور پھر بھی وعظ و پند میں سرگرم ہے۔“

میری اس گزارش پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ کچھ پڑھ کر

میرے منہ پر دم فرمایا اور وعظ کا حکم دیا۔ دوسرے روز میں بعد نماز ظہر وعظ

کرنے کے ارادے سے منبر پر بیٹھا اور سوختا رہا کہ کیا کہوں۔ میرے ارد گرد خلقت کا

ہجوم تھا اور ہر ایک میرا وعظ سننے کا مشتاق تھا۔ ہر خند کہ میرے سنیہ میں

دریائے علم موجزن تھا مگر زبان نہیں کھلتی تھی کہ اسی وقت میرے جد امجد حضرت

علی اکرم اللہ وجہہ شریف لائے اور چھ مرتبہ کچھ پڑھ کر میرے منہ پر دم کیا میری زبان

حضرت سیدنا عزت اعظم رضی اللہ عنہ کے بعض سرائح نگاروں نے آپ کی پہلی تقریر کی تاریخ، وسیع الادب لکھی ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے ۵۲۱ ھ سے مواظبت کا سلسلہ شروع فرمایا۔

فرز اکھل گئی اور میں نے دغظ شروع کر دیا۔ اب میری طلافنت لسانی کی سارے
لہذا د میں دھوم مچ گئی۔ خود میرے دل میں جوش سخن کا یہ عالم تھا کہ اگر کچھ عرصہ
خاموش رہنا اور دغظ نہ کہنا تو میرا دم گھٹنے لگتا تھا۔ اول اول میری محفل تذکیر
میں تھوڑے لوگ ہوا کرتے تھے مگر احسن میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہجوم کی مسجد
میں گنجائش ناممکن ہو گئی بالآخر عید گاہ میں منبر رکھا گیا اور میں نے وہاں دغظ
کہنا شروع کر دیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ:-

شہر ہزار افراد میری مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ سوارا تھے اتنے اتنے تھے کہ ان
کی گرد سے عبا کا کھلے گردا بک حلقہ بن جاتا تھا اور در سے تودہ نظر آتا تھا۔
حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں تذکرہ حضرت غوث الاعظم تحریر فرماتے ہیں کہ:-
حضرت کے کلام معجز بیان میں وہ تاثیر تھی کہ جب آپ آیات و عید کے معانی
ارٹا د فرماتے تھے تو تمام لوگ لرز جاتے تھے۔ چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا تھا اگر یہ
زاری کا یہ عالم ہوتا تھا کہ اہل محفل پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی۔
جب آپ رحمت الہی کے تشریح و توضیح اور اس کے مطالب بیان فرماتے لگتے
تو لوگوں کے دل غنچوں کی طرح کھل جاتے تھے اکثر حاضرین نو بارہ ذوق و شوق سے
اس طرح مست و بے خود ہو جاتے تھے کہ بعد ختم محفل ان کو ہوش آتا تھا اور بعض
تو محفل میں ہی جاں بحق تسلیم ہو جاتے؟

حضرت محدث دہلوی اسی سلسلہ میں رقمطراز ہیں:-

در مجلس دغظ حضرت غوث الثقلین
چہار صد نفر دوات و قلم گرفتہ سے
نشندہ و آنچہ از دے می شنیدند
اسلامی کردند را (اخبار الاخیار)

حضرت کی محفل دغظ میں چار سو
انرا د قلم دوات لے کر بیٹھے تھے
جو کچھ آپ سے سنتے اس کو بکھتے
جاتے۔

حضرت کے مواعظ و کلام پر سچلی کا اثر کرتے تھے۔ شیخ عمر کیانی کہتے ہیں کہ کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول
نہ کرتے ہوں۔ اور عامۃ الناس ہرنی، خوزنجیری، بدکاری اور جرائم سے توبہ نہ کرتے ہوں۔ ناسد لا اعتقاد اپنے غلط عقائد سے آپ کی محفل میں توبہ کرتے
تھے۔ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ لہذا کی آبادی کے ایک بڑے حصے نے آپ کے دست خن پریت پر اسلام قبول کیا۔
محقق دقت شیخ موق الدین ابن قدامہ صاحب کتاب مفتی کما س قول سے حضرت محقق محدث دہلوی کے ارشاد کی تائید ہوتی ہے
حضرت موق الدین فرماتے ہیں۔

میں نے کسی شخص کو آپ سے بڑھ کر دین کے باعث تنظیم پانے نہیں دیکھا۔ بادشاہ
وزیر اور اہل آپ کی مجالس میں نیاز و متانہ طریقے پر حاضر ہوتے تھے اور آپ سے بیٹھے

جلنے سقے، علماء و فقہاء کا تو کچھ شمار ہی نہیں تھا ایک ایک دفعہ میں چار چار سو دو تیس

شمار کی گئی ہیں جو آپ کے ارشادات قلم بند کرنے کے لئے موجود ہوتی تھیں۔

آپ پر بغداد کی مشرقی سماجی اور دینی زندگی کی نگرانی ہوتی حالت پر شبہ نہیں تھی، ظلم و ستم، جبر و استبداد، فحش و تن آسانی عیش و طرب میں ڈوبی ہوئی زندگی کو باکنت کے محصور سے باہر نکال کر۔ لانا ہی آپ کا مقصد اصلی تھا اور اسی لئے آپ نے بغداد کو اپنی دعوت کا مرکز بنایا تھا۔ آپ کے مواعظ کا اصلی موجب یہ تھا کہ بندگان خدا کی اصلاح کی جائے چنانچہ آپ ہر وقت ان پرستہ حال نفوس کی اصلاح میں مشغول و مصروف رہتے۔ بڑے بڑے لوگوں کو ان کی برائیاں پر بے دھڑک ٹوکتے اور اصلاح کی طرف متوجہ فرماتے یعنی آپ سلاطین و قوت (خلفائے بغداد، وزراء، امراء، سلطنت، اکابرین ملت، عامل و قاضی، واعظ و صوفی ہر ایک کو بے دھڑک ٹوکتے اور اس کی برائیاں سے آگاہ فرماتے اور کبھی کسی کی انفرادیت و جہالت اور سطوت و شوکت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ یہیں اس سلسلہ میں آپ کے خطبات و مواعظ سے چند اقتباسات پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ کو حضرت کی خطابت اور اصلاح کی شان کا اندازہ ہو سکے۔

ظالموں، عالموں، صوفیوں اور فقیہوں سے خطاب

تم رمضان میں اپنے نفروں کو پانی پینے سے روکتے ہو اور جب افطار کا وقت آتا ہے تم مسلمانوں کے خزن سے افطار کرتے ہو اور ان پر ظلم کر کے جو مال حاصل کیا ہے اسے نکلتے ہو۔

اے لوگو! انوس کہ تم سب ہو کہ کھاتے ہو اور تمہارے پیڑوسی بھوکے رہتے ہیں اور پھر دعویٰ یہ کرتے ہو کہ ہم مومن ہیں، تمہارا ایمان فیج نہیں۔ دیکھو! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے سائل کو دیا کرتے تھے اپنی ادنیٰ کو چارہ ڈالتے، اس کا دودھ دیتے اور اپنا کمرہ سبھا کرتے۔ تم ان کی متابعت کا دعویٰ کیسے کرتے ہو، جب کہ انوال و انوال میں ان کی مخالفت کر رہے ہو۔

اے مولویو! اے فقیہو! اے زاہرو! اے عابدو! اے صوفیو! تم میں کوئی ایسا نہیں جو توبہ کا حاجت مند نہ ہو، سہارے پاس تمہاری موت اور جہالت کی ساری خبریں ہیں سچی محبت جس میں تغیر نہیں آسکتا وہ محبت الہی ہے، وہی ہے جس کو تم اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور وہی محبت روحانی۔ صدیقیوں کی محبت ہے۔

اے نفس! خواہش، طبیعت اور شیطان کے بند و اس میں نہیں کیا بناؤں میرے پاس تو حق در حق، مغز در مغز اور صفا در صفا توڑنے اور جوڑنے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے یعنی توڑنا ملو اللہ سے اور جوڑنا اللہ سے۔

اے منافقو! اے دعویٰ کرنے والو! اے جھوٹو! میں تمہاری ہوس کا قائل نہیں

اہل دل کی صحبت اختیار کرو، تاکہ تم کو بھی دل نصیب ہو، لیکن تمہارے پاس تو دل ہے ہی نہیں، تم تو ہر پاپا نفس و طبیعت اور ہوا و ہوس ہو!

باشندگان بغداد سے خطاب

اے بغداد کے رہنے والو! تمہارے اندر نفاق زیادہ اور اخلاص کم ہو گیا ہے اور اقوال بلا اعمال بڑھ گئے ہیں اور عمل کے بغیر قول کسی کام کا نہیں۔ تمہارے اعمال کا بڑا حصہ جسم بے روح ہے کیونکہ روح اخلاص و توحید اور سنت رسول اللہ پر قائم ہے، غفلت مت کرو، اپنی حالت کو سلیو، تاکہ تم گمراہ ملے۔ جاگ اٹھو اے گرنے والو! اے غفلت شعار و بیزار ہو جاؤ! اے سونے والو جاگ اٹھو جس پر بھی تم نے اعتماد کیا وہ تمہارا معبود ہے اور جس پر نفع یا نقصان میں تمہاری نظر پڑے اور تم ایسا سمجھو کہ اس کے ہاتھوں حق تعالیٰ (نفع و نقصان) کو جاری کرتے والا ہے وہ تمہارا معبود ہے عنقریب نہیں اپنا انجام نظر آجائے گا!

رباری علماء زہاد اور سلاطین سے خطاب

اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! تم کو ان سے کیا نبت، اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! اے اللہ کے بندوں پر ڈاکہ ڈالنے والو! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو، یہ نفاق کب تک۔

اے عالمو اور زہادو! بادشاہوں اور سلاطینوں کے لئے تم کب تک منافق بنے رہو گے کہ تم ان سے اپنا زرو مال، شہوات و لذات حاصل کر لے رہے ہو تم اور اکثر بادشاہان و قوت اللہ کے مال اور اس کے بندوں کے بارے میں ظالم اور خیانت کرتے رہے ہو۔

اے الہی، منافقوں کی شرکت توڑو اے اور ان کو ذلیل فرما، یا ان کو توبہ کی توفیق عطا فرما اور ظالموں کا قلع تمع فرما دے زمین کو ان سے پاک فرما دے یا ان کی اصلاح فرما (آمین) (اقتباسات از الفتوح الربانی)

اس عمومی خطاب میں اکثر شخصیں بھی فرمایا کرتے تھے، اکثر اُمراء و سلاطین و قوت آپ کی خدمت میں دعائے خیر کے حصول کے لئے حاضر ہوتے اس موقع پر آپ ان کو نصیحت فرماتے اور وعید الہی سے ڈراتے، ایک بار المستنجد باللہ آپ کی خدمت بابرکت میں باریاب ہوا اور حضرت کی خدمت میں دس توڑے اشرفیوں کے پیش کئے اور قبول فرماتے پر اصرار کیا۔ آپ نے دونوں ہاتھوں میں حید شریف کو لے کر رگڑا تو ان سے خون ٹپکنے لگا اس وقت حضرت نے المستنجد سے فرمایا۔
”تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی کہ انسانوں کا خون کھاتے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو۔“

المستخیرہ باحرار دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔

آپ عمار کا لکھنا سخت میں کبھی پاک نہیں فرماتے تھے غلط کاریوں پر آپ بادشاہ کو بھی اسی طرح ڈانٹ دیا کرتے تھے جیسے کسی عامی کو۔ ایک بار بادشاہ دقت خلیفہ مقتضی الامر اللہ نے قاضی ابوالوفاء یحییٰ بن سعید بن یحییٰ بن مظفر کو قاضی بغداد مقرر کر دیا۔ یہ شخص انہی درازدستی ظلم بستم رانی کی بادرست "ابن المزمع الظالم" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت سے خلیفہ کی اس عوام دشمنی کی شکایت کی تو آپ نے برسر منبر خلیفہ الامر اللہ جو آپ کی مجلس شریف میں موجود تھا اس طرح ٹھیکارا۔ "تم نے مسلمانوں پر ایسا کیسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ظلم انطا مین ہے کل قیامت کے دن اس رب الامین

کو حارم الرحمن ہے کیا جواب دو گے۔"

یہ سن کر خلیفہ لرزہ برآمد ہو گیا اور اس پر خشیت الہی سے لرزہ طاری ہو گیا اس نے اسی دقت قاضی مذکور کو قضاۃ کے عہدے سے معزول کر دیا لیکن غریبا اور فقرا کے ساتھ آپ کا سلوک بالکل سادہ پائے تھا آپ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے اور بڑی بے تکلفی سے ان سے گفتگو فرماتے اور ان کو آزادانہ گفتگو کا موقع دیتے۔ آپ کے انہی اخلاق اور فضائل نے عوام کو آپ کا گردیدہ اور خواص کو آپ کا دالہ و متبدا بنادیا تھا۔

آپ کے ان مواظظ حسنہ اور خطابت حکیمانہ کا یہ اثر ہر اکہ بغداد جو عیش و طرب کا گہوارہ رندی و مستی کا آگے مواظظ کا اثر ٹھکانہ تھا جہاں کے نوجوان ریش زادے اور شرفا آداب و شرافت و سیادت سے لایا جاتے تھے بہت جلد راہ راست پر آگئے ان کی سر مستیاں ماند پڑ گئیں ہزاروں افراد نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی صرف مسلمان ہی تائب نہیں ہوئے بلکہ صندھیا یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام قبول کیا خیانت پر مرعین کا اس پر اتفاق ہے کہ بغداد کی آبادی کے بڑے حصے نے حضرت والکے ہاتھ پر توبہ کی اور کثرت پر دو نصاریٰ اور اہل ذمہ مسلمان ہوئے۔

آپ کے ان مواظظ حسنہ کے مین مجموعے میں یعنی الفتح الربانی، فتوح الغیب، غنیۃ لطالب طرئی، الحق غنیۃ الطالبین، ان کتب میں آپ کے ارشادات حکیمانہ کو بقید موضوع ضبط سخن میں لایا گیا ہے ان تینوں کتابوں میں اول الذکر دو کتابیں مختصر ہیں اور تیسری یعنی غنیۃ الطالبین بہت مفصل ہے۔ میں انشاء اللہ آپ کی تصانیف پر تفصیلی بحث آپ کی تصانیف کے سلسلہ میں

کروں گا۔

حضرت عوث اعظم اور تعلیمات باطنی اگر امی ہی اس بلند مرتبہ در حکمت کے اس اعلیٰ درجہ پر ہیں کہ ان کی کما حقہ تعریف ان کا اثر اور ان کے فیضان کا احاطہ کرنا اور ان سے جو نتائج مرتب ہوئے ان کا بیان کرنا بہت ہی دشوار ہے۔ یہ مواظظ و درس اس بلند اور اثر آفرینی کی اس منزل پر ہیں کہ آپ کی فضیلت اور آپ کے کمالات علمی پر دلیل قاطعہ ہیں لیکن کیا عجب اور کیا عجم کیا شام و عراق تمام دنیا میں آپ کے نام دلا کی عظمت اور فیضان معرفت کی جو دھوم اور شان ہے وہ آپ کے کمالات باطنی اور آپ کے رشد و ہدایت کے سلسلہ لغی سلسلہ قادریہ کا فردغ اور اس کی عالمگیر اشاعت ہے۔ ذیل کی سطور میں اس پاک سلسلہ کے بارے میں مختصر انجریہ کر رہا ہوں۔

حضرت عوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی دعوت حق کے سلسلہ میں الفتح الربانی میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ اے لوگو! دعوت حق قبول کرو، بیشک میں داعی الی اللہ ہوں کہ تم کو اللہ کے دروازے اور اس کی طاعت کی طرف بلاتا ہوں۔ اپنے نفس کی طرف نہیں بلانا کہ منافق ہی اللہ کی طرف مخلوق کو نہیں بلانا بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے۔

سیدنا محمد بن عبد اللہ

اس عظیم دعوت کے لئے آپ نے ان چند ہستیوں کو انتخاب فرمایا جن میں یہ جوہر قابل موجود تھا جنہاں میں کل سید
حضرت شیخ شہاب الدین عمر بن محمد اسہروردی صاحب عوارف المعارف ہیں۔ آپ عقوان شباب میں علوم عقلیہ کے بڑے دلدادہ تھے
اور آپ کی طبیعت کا رجحان منقولات کی طرف بہت کم تھا۔ یہ حال دیکھ کر آپ کے عم نامہ حضرت شیخ ابو نجیب اسہروردی جن کے ارشاد
کا شہرہ دور دراز تک پھیلا ہوا تھا اور ایک عظیم صاحب طریقت بزرگ شمار ہوتے تھے اپنے نوجوان برادر زادہ کو حضرت کی خدمت میں
میں لے کر حاضر ہوئے اور حضور غوثیت میں عرض کیا کہ میرا یہ برادر زادہ ہر وقت منقولات میں مشغول رہتا ہے ہر چند کہ میں روکتا ہوں لیکن
میں کامیاب نہیں ہوتا۔ حضور نے شیخ اسہروردی سے پوچھا کہ تم نے علم الکلام میں کون کونسی کتابیں پڑھی ہیں شیخ اسہروردی نے
کتب امر خیر کی نام بنام نشان دی کی۔ حضور غوث اعظم نے کتابوں کے نام سن کر انہیں درست مبارک اسہروردی کے ساتھ پھیرا
تھا کہ کاسمیر مانٹھا کہ سبب منقولات سے بالکل صاف ہو گیا۔ جو کچھ پڑھا تھا سب کاسبب محبوب ہو گیا اور وہ دل اللہ تعالیٰ سے
کو نور ہدایت الیقان اور علم لدنی کی صلاحیت سے نوازا تھا معارف الہیہ سے مسرور ہو گیا اور قال حال سے بدل گیا دل دواع
کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو گیا اور آپ نے فوراً اس غوثیت کو ختم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ اسہروردی کے ذریعہ نادریت
کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا جس کا ذکر بہت اجمال کے ساتھ میں یہاں کر رہا ہوں۔

حضرت شیخ اسہروردی قدس سرہ الغریب کا سلسلہ طریقت مشرق سے مغرب تک بہت بڑھ چکا تھا۔ شام، مصر، عرب
عجم، ترکستان اور ماوراء النہر تک اور اس پر صغیر پاک و سب میں سندھ، دہلی اور مشرق میں مدنا پور، بنگال اور آسام سب سلسلہ
کے روشن ستاروں کی تابانیوں سے جگمگا اٹھے۔

حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ الغریب کے مرید خاص شیخ مصلح الدین المعروف سودی شیرازی نے تیراہیں اس سلسلہ کو
پھیلا یا اور اپنی زندہ جاوید کتب کلمات دوستان کے ذریعہ ان تمام ملکوں میں حکمت و معرفت کے چراغ روشن کئے جہاں ان کی
زبان پڑھی اور سمجھی جاسکتی تھی۔

جب قلعہ تارائے بعد کو تباہ کرنے کے بعد شام کی طرف انپارچ کیا تو سلسلہ قادریہ اسہروردیہ کے شیخ اعظم حضرت
عزاد بن بنی ہمدان خدمت پر مجاہد اعظم ترک عظیم رکن الدین سہس نے اس قلعہ کا مقابلہ ایک اپنی دیوار بن کر کیا اور پھیل بنا
کو روکا اور شام و عرب کی سرزمین سے اس کا منہ پھیر دیا اس بطل حریت اور مجاہد اعظم نے شام میں تارائوں کو جو بچے در سپہ
شائیں دیں وہ تاریخ کے صفحات پر ت ہیں مصر میں..... سلطنت عباسیہ کا قیام انہی کی بدولت ہو رہا تھا۔
سلسلہ قادریہ اور اسہروردیہ کے ایک درخشاں آفتاب حضرت شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین ذکر بالمناہی ہیں جن کے ذریعہ
سندھ و ہند کے ظلمت گردے میں ایمان و عزائم کے چراغ روشن ہوئے اور اسلام کی روشنی سے یہ سیاہ خانے جگمگا اٹھے۔
ابھی ادچ اور مانٹان اس آفتاب کی روشنی سے منور ہیں۔

بنگال کی وہ سرزمین جو کفر و شرک سے سیاہ خانہ بنی ہوئی تھی وہاں اسلام کے پہلے مبلغ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی
اسہروردی ہیں۔ حضرت شیخ جلال الدین شیخ اشیر خ حضرت اسہروردی کے خلیفہ اعظم تھے۔
ادچ میں اسی سلسلہ کا وہ آفتاب غروب ہوا جس کا نام نامی حضرت سید جلال مرخ اسہروردی ہے جن کے صاحبزادے حضرت شیخ
سید احمد کبیر بخاری تھے۔ انہوں نے اسلام کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا شاہ جلال مجرموں نے سلبت میں اسلام کی شمع فروزاں
کی آپ ہی کے نواسے ہیں۔

حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری بھی اسی خاندان سہروردیہ کی ایک شیعہ فرزاں ہیں جنہوں نے ہند کے مغربی حصہ میں اشاعتِ اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ الغرض ہندوستان اور دوسرے ممالک میں سہروردی سلسلہ کو جو قبولِ عام اور عظیم تبلیغی کامیابیاں حاصل ہوئیں وہ تمام نثر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعائی برکات میں اس خاندان میں آپ کے لطفِ کرم سے صد ہا نفاذِ کامل اور درویشانِ مخلص اور متبعینِ اسلام پیدا ہوئے کہ آج بھی یہ کتاب سب برصغیر پاک و ہند میں اپنی تمام نثر تابانہوں کے سامنے فروزاں ہے۔

اس سلسلہ سہروردیہ کے علاوہ بھی قادریت کے آفتاب نے کفر کی تاریک راتوں میں اُجالا فرمایا اور آپ سے اس قدر سلاسلِ طریقت جاری و ساری ہوئے کہ آج بھی دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں یہ سلسلہ ضرور موجود ہے۔ بہر حال کہ آپ حنبلی فقہ کے پیرواروں کے شارح تھے آپ کی عظیم تصنیف "غنیۃ لطائف طریقی" اکتھے فقہ حنبلی پر ایک مستند کتاب ہے لیکن چونکہ آپ محض اسلام کے داعی تھے اور کتاب الہی اور سنت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دین و مذہب، فکر و نظر اور عطاوارثِ ادکارِ کز و محو نقصاں لئے آپ کی عظمت کا سکہ حنفیوں کے دلوں پر بھی اسی طرح بیٹھا ہوا ہے جس طرح حنبلیوں کے دلوں پر بلکہ میں تو یہ کہنے میں ہلکا نہیں کہ اس برصغیر پاک و ہند میں حنفی جس کثیر تعداد میں آپ کے غلاموں میں شامل ہیں اور آپ کے سلاسل حنفی بزرگوں میں جس قدر پائے جاتے ہیں وہ حنبلیوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

حضرت کا طریقہ احسان و تعلیم و تلقین بھی تمام نثر کتاب و سنت پر مبنی و منحصر ہے اس میں نہ فلسفہ و کلام کے غوامض درموز ہیں اور نہ دھرتِ الوجہ اور دھرتِ الشہرہ کے مباحث ہیں حضرت کا قلب نورانی سوزِ تلقین، حضور و شہداء اور عرفانِ الہی ہے اور سنتِ نبوی اس کا محور و مرکز ہے یہی باعث ہے کہ چار دانگ عالم میں آپ کا ذکر کتاب بھی بچ رہا ہے۔

قادریت کے بہت سے سلاسل آپ کی اولادِ امجاد سے جاری و ساری ہوئے جو فقہا قادریت کہلاتے ہیں عرف عام میں ان میں سے ہر ایک نقیبِ الانتماء کہلاتا ہے۔

حضرت غوث اعظم کی ازدواجی زندگی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں چار شادیاں کیں اور ان چاروں ازدواج سے آپ کے اولاد پیدا ہوئی۔ اولاد ذکر کے سلسلہ میں آپ کے سوانح رقمطراز ہیں کہ آپ کے بیس اولاد نرینہ (فرزند) اور انیس لڑکیاں پیدا ہوئیں لیکن انہوں نے جب تفصیل بیان کی تو لڑکوں کی تعداد صرف ۱۶ لکھی ہے اور کسی لڑکی کا نام تحریر نہیں کیا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مستند بیان حضرت پیر طاهر علاؤ الدین القادری الجیلانی ابن نقیب الانتماء محمد حامد الدین قادری جو خاندانِ غوثیہ کے ایک خدا پرست، دیندار فرزند ہیں اور پاکستان میں جن کے مریدان بادِ صفاک ایک خاصی تعداد میں موجود ہے۔ حضرت شیخ طاهر علاؤ الدین، حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی چودھویں پشت میں ہیں اور حضرت شیخ سید عبدالغفر بنی قدس سرہ کی اولاد سے ہیں جو حضرت غوث پاک کے دوسرے فرزند ہیں اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مستند قول آپ کا ہو سکتا ہے۔

حضرت شیخ سید طاهر علاؤ الدین صاحب اپنی تصنیف تذکرہ قادریہ (مطبوعہ استقلال پریس لاہور شائع کردہ حال دربار غوثیہ) میں بنوان "آپ کی اولاد اہل بیتِ مطہرہ کے اسرار گرامی" کے تحت فرزند ان گرامی کے اسرار اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

۴۔ حضرت شیخ ابوالحسن ابراہیم قدس سرہ، آپ کی ولادت ۵۲۸ھ اور وفات ۶۲۲ھ میں ہوئی آپ کا مزار حضور غوث پاک کے مزار کے قریب ہے۔

۵۔ حضرت شیخ ابوالفضل محمد تیس سرہ، آپ کی وفات ۲۷ صفر ۵۸۷ھ میں ہوئی آپ کا مزار بھی بغداد میں ہے۔

۶۔ حضرت شیخ ابوذر کربا یحییٰ، آپ کی ولادت ۶ ربیع الاول ۵۵۰ھ میں اور وفات ۱۲ شعبان ۶۰۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھی بغداد شریف میں حضرت شیخ عبدالوہاب کے مزار کے قریب واقع ہے۔

۸۔ حضرت شیخ ابوالنصر موسیٰ قدس سرہ، آپ کی ولادت ۵۲۹ھ میں اور وفات جمادی الاخر ۶۰۰ھ میں دمشق میں ہوئی اور دریں مدفون ہیں۔

ساتھ ہزارہ دار شکوہ نے صرف انہی آٹھ فرزندان کا ذکر کیا ہے باقی دو صاحبزادوں کا ذکر نہیں کیا۔

آفتاب الدین احمد فخر النیب کے انگریزی ترجمہ کے دیا چھ ہیں تحریر کرتے ہیں کہ "حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ۵۴ سال کی عمر تک مثال زندگی اختیار فرمائی اس کے بعد سنت نبوی کے خیال سے آپ نے مختلف زوالوں میں چار شاویاں کیں اور ان چاروں ازدواج سے آپ کے یہاں ۲۷ صاحبزادے اور ۲۲ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں ان صاحبزادوں میں سے صرف چار صاحبزادے مشہور ہوئے۔ ۱۔ حضرت شیخ عبدالوہاب (۲) حضرت شیخ عینی (۳) حضرت شیخ عبدالرزاق اور (۴) حضرت شیخ موسیٰ۔ (دیا چھ فخر النیب انگریزی ترجمہ)۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مستند بیان خواب شیخ طاہر علاؤ الدین صاحب کا ہے، جو حضور غوث اعظم کی چودہویں پشت میں ہیں۔

آپ سنیہ میں تین مرتبہ عوامی مجلس سے خطاب فرمایا کرتے تھے اور ہر روز صبح اور شام کے بعد آپ فتنے کا اہم کام انجام دیا کرتے اور دروازے کے بندوں اور ملکوں سے جو کچھ سوالات آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے ان کے جوابات تحریر فرماتے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت والد ماجد نے تیس سال تک یعنی ۵۲۸ھ سے ۵۸۷ھ تک درس و تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کا شغل جاری رکھا۔ مسائل فقہی پر عبور کا یہ عالم تھا کہ استخراج مسائل کے لئے آپ نے کبھی کتب سے مدد نہیں لی۔ آپ جو جواب دیتے وہ قلم برداشتہ لکھتے آپ امام شافعی اور امام حنبلی کے مذاہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ہر روز مغرب کی نماز سے قبل آپ غربا میں کھانا تقسیم فرماتے اور نماز مغرب کے بعد آپ کھانا کھانے کے لئے بیٹھ جاتے اور اپنے قرب و جوار کے ایسے تمام لوگوں کو کھانے میں شریک فرماتے جو نماز پڑھتے۔ عشا کی نماز کے بعد آپ مجلس سے اٹھ جاتے اور اپنا زیادہ وقت قرآن خوانی اور یاد الہی میں صرف فرماتے۔

حضرت کے مواعظ و دلوں پر کجی کی طرح اثر کرتے تھے، آپ کا انداز بیان ایسا دلنشین اور موثر حضرت کا طریقہ تعلیم و ارشاد ہوتا تھا کہ دلوں میں انقلاب پیدا ہو جاتا تھا آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ تھی جس میں یہود و نصاریٰ

اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔ اور بدکار و بد اعمال مسلمان آپ کے دستِ حق پرست پر تائب نہ ہوتے ہوں۔ ہر مجلس میں ہزاروں غلامِ اللہ غلام اپنے غلط عقائد سے توبہ کرتے اور حضرت کی رہبری سے صراطِ مستقیم پر آ جاتے۔
 آپ کی مجلس میں چھوٹے بڑے، غریب و امیر اور آقا و غلام کی کوئی تخصیص نہیں تھی بادشاہ اور دربار آپ کی مجلس میں نیاز مند حاضر ہوتے اور بادب ملٹتے آپ کو جو کچھ فرمانا ہوتا تھا بے دھڑک ارشاد فرماتے، سلاطین و قنت پر گڑھی سے گڑھی تنقید کی جاتے لیکن وہ اسی ادب اور سکون کے ساتھ اس کو سنتے جس طرح دوسرے عوام الناس جہانچہان مجالس میں اکثر و بیشتر اس طرح سے عام تنقید فرماتے۔

”اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! تم کو ان (خدا رسیدہ بزرگوں) سے کیا نسبت
 اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! اے اللہ کے بندوں کے ڈاکو، تم کھلے
 ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو، یہ نفاق کب تک۔“

”اے عالمو! اے زاہدو! شاہوں اور سلطانوں کے لئے تم کب تک منافق
 بنے رہو گے تاکہ ان سے دنیا کا مال دزر، شہرات و لذات حاصل کرتے رہو۔ تم
 اور اکثر شاہان و قنت اللہ کے مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن ہو
 بارالہ! منافقوں کی شرکت تو مردے اور ان کو ذلیل فرما۔ ان کو توبہ کی توفیق
 دے اور ظالموں کا قلع مع فرما دے۔ زمین کو ان سے پاک کر دے یا ان کی اصلاح
 فرما۔ (آمین)

”اے بادشاہو! اے غلامو! اے ظالمو اور اے منصو! اے منافقو اور اے
 مخلصو! دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت غیر متناہی مدت تک ہے،
 اپنے مجاہدے اور زہد سے جملہ ماسوا اللہ کو چھوڑو، غیر سے طلب کو پاک کرو۔
 جس نے دنیا کے امیر دل سے طمع یا خوف کو دل میں جکے دی وہ موجد یا نائب
 رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو نیکا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ خالق کے بدلے مخلوق سے امید
 خوف رکھنا شرک ہے۔“

”اے منافق اے مخلوق اور اسباب کی پرستش کرنے والے حق تولی کو بھلانے والے
 گردن جھکا پھر توبہ کر اس کے بعد علم سیکھ اور عمل کر اور مخلص بن ورنہ ہدایت
 نہ پائے گا۔“

”تم رمضان میں اپنے نفوس کو پانی پینے سے روکتے ہو اور جب انظار کا وقت آتا
 ہے تو مسلمانوں کے خون سے انظار کرتے ہو، ان پر ظلم کر کے جہاں تم نے حاصل کیا
 اس کو لٹکتے ہو۔“

”اے لوگو! فحش کہ تم سیر ہو کر کھاتے ہو اور تمہارے بڑی بھوکے ہیں اور پھر
 تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم مومن ہیں۔ تمہارا ایمان صحیح نہیں۔ دیکھو تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

اپنے دست مبارک سے سائل کو دیا کرتے تھے اور اپنی اونٹنی کو خود چارہ ڈالتے تھے اور اس کا دودھ دوہتے اور اپنا پیٹھ آپ سبھا کرتے تھے تم ان کی متابعت کا دعویٰ کیسے کرتے ہو حالانکہ اقوال و افعال میں ان کی مخالفت کر رہے ہو۔

(اختیارات از مجالس فتوح الربانی)

حضرت سیدنا عزت اعظم رضی اللہ عنہ شخصی سلطنت غیر شرعی ملوکیت اور امارت کو حرام جانتے تھے بادشاہوں اور امیروں کی تعظیم و تکریم کو فکر خیال فرماتے تھے ان سے کبھی نہیں ملتے تھے مگر بادشاہ بڑے اصرار سے حاضری کی درخواست کرتے جب یہ حاضر ہوتے تو حضرت مکان کے اندر تشریف لے جاتے تھے اور جب یہ آکر بیٹھ جاتے اس وقت آپ مجلس میں تشریف لاتے زنا کہ بادشاہ کے لئے تعظیماً اٹھنے کا سوال یہ نہ ہو اسی طرح حضرت غوث اعظم بادشاہوں کے بیت المال کو غصب کیا ہوا مال سمجھتے تھے، اور بادشاہوں اور امیروں کو اللہ کے مال کا کونٹے والا اور ٹوکڑ کو سمجھتے تھے۔ آپ ان کو شاہان خدا کا خائن خیال فرماتے تھے۔ آپ کے مواظبت میں جا بجا ایسی مراعات ہیں اور سلاطین و امراء سے خطاب میں فتوح الربانی میں خاص طور پر ایسے خطبات و مواظبت موجود ہیں۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تحریک اصلاح دعوتِ جہاد

چھٹی صدی ہجری اور عالم اسلام کی اتنی ویدہ حالی اس سانحہ مقدس کے آغاز میں مختصر طور پر میں نے پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کی ان تباہ کاریوں اور بربادیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے عرب عراق، شام اور مصر کو تہ دبا کر رکھا تھا۔ عالم اسلام میں قیامت صفرا برپا تھی امن و امان رخصت ہو چکا تھا ہر طرف انفرقہ کا عالم تھا۔ خاص طور پر چھٹی صدی ہجری ایک بہت ہی پر آشوب اور بے یقینی صدی گزری ہے۔ تمام عالم اسلام سیاسی انتشار کی زد میں تھا۔ بڑے بڑے فکری اور علمی بحران آئے اور اچھے اچھول کے پیر کھڑے گئے۔ بغداد جس کو کبھی عالم اسلام میں مرکزیت کا شرف حاصل تھا اس کی مرکزیت رد و زوال تھی۔ سیاسی انتشار اور اقتدار کی کشمکش نے طوائف الملوک کی صورت اختیار کر لی اور اس طوائف الملوک نے اسلام کی عظیم سلطنت کے حصے بخرے کر دیئے تھے۔

بغداد کی مرکزیت دمیسیوں، سامانیوں، سلجوقیوں اور غزنویوں کے درمیان گھر گھر کا ایک جہد ہے روح بن گئی تھی مذکورہ سلطنتیں آپس میں جوئے الارض کے باعث دست بگمیاں تھیں خوارزم شاہیوں اور سامانیوں اور صفاریوں نے جنگ جہول کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ شام کی سرزمین فاطمین مصر کے زیر نگیں آچکی تھی۔ سرزمین حجاز کو کبھی فاطمیوں کو لبیک کہنا پڑتا اور کبھی عباسیوں کو۔ اس سیاسی انتشار نے مرکزیت کے تار و پود اس طرح بکیر دیئے تھے کہ غیر مسلم حملہ آوروں کو اپنی ناقابل فراموش شکستوں کا انتقام لینے کا اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں مل سکتا تھا۔ چنانچہ اسلام کی عظیم الشان سلطنت بغداد و مصر و حدود میں تقسیم ہو گئی۔ قدس شریف ایشیا کے خونخوار حملہ آور یعنی تاتاری اپنی ہوس لگ گیری کے لئے آگے بڑھے اور خوارزم شاہیوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا دی اور نصرانی حکمران صلیبی جنگ کا زور شور سے اہتمام کرنے لگے اور آفتاب غوثیت کے غروب ہوتے ہی تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد

پر جو کچھ گزری وہ تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی اور صلیبی سوراؤں نے ارض فلسطین دشام کے اس دامان کو جس طرح تہ دبا لایا وہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

اس سیاسی ابتری اور سیاسی مرکزیت کے پارہ پارہ ہو جانے سے عالم اسلام کے اقتدار اعلیٰ کو یہ نقصان پہنچا کہ مسلمان ایک ایسی طاقت نہ رہا جو غیر قوموں کو اپنے کردار و اخلاق اور جہاد سے مرعوب، خوفزدہ اور ان کے عزائم کو متزلزل کر دیا کرتا تھا جو اعلیٰ کلمۃ الحق کے وقت موت سے بے خطر کھلتا تھا۔ وہ تلوار جو غیروں کے لئے وقف تھی اب اس کی تیزی انہوں پر آزمائی جا رہی تھی اس افراتفری اور طوائف المسلمین نے اخلاقی حالت کو بھی تباہ کر دیا۔ وہی رذائل اخلاق جو غیر مسلموں کی تباہ کاریوں کا باعث اور ان کی رسوائی کا سبب بنے ہوئے تھے اب مسلمانوں کی شان بن گئے تھے۔ ریاکاری، خود غرضی، مکر و فریب، حرص، دھت، بزدلی، خوشامدی، خیانت اور رذالت ان کا شعار بن گئے۔ اقتدار پرستی اور چٹا فراڈ کی بالادستی نے نئی نئی سازشوں کو جنم دیا، بحیثیت مجموعی نہ کوئی خباثت مقصد تھا اور نہ کوئی مشترکہ نصب العین۔ مذہب سے بیگانگی ایک پسندیدہ صفت بن گئی۔ مذہب سے جو شیئگی پہلے تھی اس کی جگہ بے تعلقی نے لے لی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ علم عمل کے بجائے صرف چند کتابوں کے پڑھنے تک محدود و منحصر ہو گیا۔ کتاب سنت کے موضوعات کے بجائے فلسفیانہ موضوعات کا فیضان کو جنم دیا گیا اور اس کے بانی ہوئے جو اپنے عقائد ناسدہ کی اشاعت کے لئے ایسے موقع کے انتظار میں تھے، علم الکلام کے نکات ادبی مجلسوں کی جہان بن گئے اور فلسفہ و کلام کے مباحث و موضوع پر مناظرے اور کج بحثیاں ادب پردی اور ادب نوازی کا نشان قرار پائے۔ خیانت تاریخ شاہد ہے کہ مامون رشید کے دربار میں خلق قرآن پر جو مباحثے اور مناظرے ہوئے وہ کسی دینی خدمت میں شمار نہیں ہو سکے بلکہ اس کے دور رس مضر نتائج نکلے۔

یہ اندوڑ اپنی جنت ارم کے باعث مسلمانوں میں مسرود و مردود ہر لیکن ایک ہوشمند باطنی نے التوت میں ایک جنت بالرحم نام اسلام میں عظیم فتنہ برپا کر دیا، ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کیا، مشاہیر اسلام نہ تیغ ہوئے، معتزلہ اور اشاعرہ کے مکاتب فکر کی بڑی دھوم دھام سے بھاڑی اور اس بے دینی کی رو میں خوب پروان چڑھے۔ نتیجہ ظاہر تھا کہ اشراقی اور باطنی رموز اور ان پر نکتہ آفرینیوں نے اسلامی تصورات اور بنیادی مسلمات تک کو نظروں سے اوجھل کر دیا۔ میں اس سلسلہ میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا کہ میں ابتدائی صحنوں میں اس پر نذرے تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔ مختصر یہ کہ مسلمانوں کے تمدنی نظام کے تار و پود اس طرح بکھر گئے کہ پھر ان کی شیرازہ بندی نہ ہو سکی ہمارے علماء و فضلاء ان علی بنحو میں الجھے ہوئے تھے، امراء و عہدہ دار سلاطین ملک گیری کی ہوس کا شکار تھے اور جب وہ اس شکار کے لئے اٹھتے تو ہر ظلم روا اور ہر ستم مباح، ملک عین انصاف بن جاتا تھا اب صرف ایک ہی چارہ کار باقی رہ گیا تھا کہ اس تباہ حال امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو جو سونے دالوں کو جگائے، گم کردہ راہوں کو راستہ پر لگائے اور کتاب و سنت کا احیاء کرے، ظاہر ہے کہ یہ کام اسی جماعت انجام دے سکتی تھی اور وہی افراد اس ناؤ کو پار لگاسکتے تھے جن کو نہ دنیا خرید سکتی تھی اور نہ سلطوت و دبار بہ شاہی ان کی گردن کر پیے آگے جھکا سکتا تھا۔

اصلاح نفس، تزکیہ باطن اور احیاء شریعت (محدی) کی یہ تحریک ہر چند کہ کئی صدی پہلے شروع ہو چکی تھی اگر ہم تفحص سے کام لیں تو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے عہد منور تک جا پہنچتے ہیں گویا اس تحریک کا چشمہ ہم کو پہلی صدی ہجری میں رواں ملتا ہے لیکن کئی صدی تک یہ تحریک مقامیت کے حدود میں محدود رہی اور ایک عالمگیر تحریک نہ بن سکی ہر چند کہ ان فردانِ ماعنیہ میں ایران، عراق اور شام و عرب میں زیادہ سے اور خائفانِ ملتیں ہیں جہاں یہ پاکیزہ نفوس اپنے مقدس فریضہ کو مبرا انجام دیا کرتے تھے اور حلقہ بگوشاں خانقاہ اطراف و اکناف میں عمام کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے رہتے تھے لیکن پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں گمراہی اور ضلالت کے سائے اتنے طویل و عریض

ہو گئے لہٰذا انہوں نے تمام دنیا سے اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس وقت اس ام کی بڑی شدت سے ضرورت تھی کہ اصلاح نفس و تزکیہ باطن اور احیاء دین مبین کی یہ تحریک بھی اتنی ہی وسعت پذیر ہو جائے جتنے ضلالت و گمراہی کے سائے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ اہم اور دشوار کام اپنے محبوب اور مقدس بندے کے جواس کے محبوب والا مقام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت خاص رکھتا تھا سپرد فرمایا اور انہوں نے بڑی بے جگری اور مردانگی سے اس کو تمام پر پہنچایا۔ یہی وہ مسند نشین فقرا و سی اور صاحب وسادہ حسن کبریٰ ہے جس نے درمیر فتن اور ظلمت کدہ سر اسر شرک و کفر ان میں اسود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کیا اور اس کی ضیاء ایمان افزہ کو ایک گوشے سے دوسرے گوشہ تک پہنچایا اور آج تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا روشن کیا ہوا وہ چراغ دنیا سے اسلام کے گوشہ گوشہ میں ضیا بار ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک ارشاد و اصلاح اپنے معاصرین و اسلاف سے بہت زیادہ مختلف تھا آپ کا مسلک نبی ان حضرات سے بالکل جدا تھا۔ آپ امیروں و ذریعوں اور بادشاہوں کے دربار دربار سے کبھی وابستہ نہیں ہوئے آپ نے گوشہ نشینی اور خلوت گزینی، رہبانیت کو کبھی پسند نہیں فرمایا اگر آپ ایسا کرتے تو آپ کا مشن کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے بڑی جسارت اور شہامت سے عوام و خواص کے لئے اپنی مجلس کے دروازے کھول دیئے جو کچھ کہا برمایا کجاہر تنقید کی وہ براہ راست کی، اشاروں و کنایوں سے کبھی کام نہیں لیا، جو کچھ ہدایت فرمائی صاف صاف فرمائی۔ امیروں، ذریعوں اور بادشاہوں کے کردار و گفتار پر براہ راست تنقید کی، کھلم کھلا ان کے انحال و خمیرہ اور کردارنا پسندیدہ کو بدلت ملامت بنایا، ظلم و تعدی پر بے دھڑک ان کو ٹوکا اور واضح طور پر ان کو نسبت سے رد کیا۔ آپ جو کچھ فرماتے اس کا استدلال قرآن و حدیث سے فرماتے۔ تصرف کے رموز و نکات عمومی و بحاس میں کبھی آپ کا موضوع نہیں رہے آپ نے اپنی تمام تر توجہ اس امر پر مبذول فرمائی کہ لوگوں کے دلوں میں قرآن و حدیث کا جذبہ احترام بیدار کیا جائے ان میں ہر قسم کی قربانی اور جہاد فی سبیل اللہ کا ذوق و شوق پیدا ہو، امر و سلاطین ملک گیر کی ہوس سے مٹ کر عدل و انصاف اور احیاء و شریعت کے لئے کریں جو کچھ کریں ان کو مجبور کیا کہ ان کی زندگی آباد ہے اور باعمل مسلمان کی زندگی ہے تاکہ رعیت بھی الناس سے علیٰ دینے ملو کہم کے مصداق ہے اور باعمل مسلمان بن جائے۔ علماء و زہاد کو ہدایت فرمائی کہ وہ حرص و آرزو سے انپادامن بچیں اور زہد و فروشی کا بازار گرم نہ کریں۔ عاملوں کو نصیحت فرمائی کہ کبر و دریا، نخوت و غرور سے اپنے دلوں کو پاک کریں چنانچہ علی العموم آپ اپنے وعظ میں یہ الفاظ ضرور فرمایا کرتے تھے: **انبعوا و لا تتبعوا و لا طبعوا و لا تمردوا و لا صبروا و لا تحزبوا و لا تظنوا و لا یئسوا و لا یجتمعا علی ذی کر اللہ و لا تفسرنا و لا تطهروا بال توبہ و لا الذنوب و لا تملطخوا و لا یمنی** باب مولا کہم فلا تفسرنا و لا یمنی۔ یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو اور بدعت نہ رکھنا اور اطاعت کرو و نافرمانی نہ کرو صبر کرو بے صبری مت کرو، سختی کے بعد آسانی اور مراد حاصل ہونے کا انتظار کرو، نا امید مت بنو۔ خدا کے ذکر پر پھر دم نہ رکھو۔ اس میں پھوٹ مت ڈالو۔ گناہوں سے توبہ کر کے پاک بنو اور اپنے مولیٰ کے دروازے کو مت پھیرو۔

آپ نے اپنے ان مواعظ و خطبات میں کبھی رہبانیت اور نزع دنیا کا مشورہ عوام یا خواص کو نہیں دیا بلکہ اس بات پر زور دیا کہ اپنی دنیا کی اصلاح کریں تاکہ اچھی آخرت کا حصول ممکن ہو سکے، میرے اس بیان پر آپ کے خطبات و تقاریر (موسومہ بہ مجالس) شاہد ہیں جن کے مجموعہ الفتح الربانی اور فتوح الغیب کے نام سے آج بھی مشہور ہیں۔ میں یہاں اگر ہر دو بلند پایہ مجموعوں کے موضوعات کو پیش کر دوں تو اس مختصر سرائے مبارکہ کے صفحات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ فتوح الغیب سے چند موضوعات پیش کر رہا ہوں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آپ مسلمانوں کی دنیاوی اصلاح کا کس قدر خیال فرماتے تھے آپ کی نظر میں مسلمانوں کی کامیابی و کامرانی کا راز صرف اتباع رسول الصلی اللہ علیہ وسلم اور احکام شریعت کی پابندی میں مضمر تھا اسی لئے آپ نے دین کے احیاء کے لئے اس راہ کو اختیار فرمایا جس نے بہت جلد عہد

نبرد و حائل ہی کی نہیں بلکہ عراق و عجم اور شام و حجاز کے مسلمانوں کی بھی کایا پلٹ دی اور یہ آپ ہی کے مداخلت حسنہ اور زور بیان کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کی بے علمی ختم ہوئی اور ان میں جذبہ جہاد رانی سیل اللہ ایک ایسا سیل تند رو بن گیا کہ دنیا نے بہت جلد بجاہد اعظم سلطان صلاح الدین ایوبی اور شہاب الدین غوری کو کفر و ضلالت کی ناقابل شکست قوتوں کو پیش پیش کرتے دیکھ لیا۔ حضرت اعظم رضی اللہ عنہ کے ملک رشتہ و ہدایت میں ہر نکتہ پر ہم کو یہ جذبہ عمل اور احیاء شریعت کا رفران نظر آتا ہے اس لئے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اس وقت فخری الدین کے لقب سے نوازا گیا اور آج تک حضور دالاکا یہ لقب جانشینوں پر ... نقش ہے اور قیامت تک ثبت رہے گا۔

آئیے اب چند عنوانات مجالس حضور غوث اعظم کے مقالات سے پیش کردہ جس کا مجموعہ فتوح الغیب کے نام سے موسوم ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ حضرت سیدنا غوث اعظم نے احیاء دین اور اتباع شریعت کی کس قدر کوشش فرمائی۔

فتوح الغیب کے چند عنوانات

- | | |
|-----------------------|--|
| ۱۔ مقالہ اولے | مومن کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ |
| ۲۔ مقالہ دوم | بہتر کاموں کے لئے بصیرت |
| ۳۔ مقالہ پنجم | دنیا کا حال اور اس کی طرف التفات نہ کرنے کی تاکید |
| ۴۔ مقالہ دہم | نفس اور اس کے احوال |
| ۵۔ مقالہ سیر دہم | احکام خداوندی کی سجاوڑی |
| ۶۔ مقالہ پانزدہم | خوف و رجاء |
| ۷۔ مقالہ نوزدہم | ایمان کی قوت اور ضعف |
| ۸۔ مقالہ البت دوم | مومن اور اس کا ایمان |
| ۹۔ مقالہ سی دروم | محبت الہی میں کوئی شرک نہیں |
| ۱۰۔ مقالہ سی و پنجم | تقویٰ اختیار نہ کرنے سے ہلاکت |
| ۱۱۔ چین و ششم | مومن کو اول کیا کام لازم ہے |
| ۱۲۔ مقالہ پنجاہ دہم | خوشنودی الہی طلب کرنے کی تاکید |
| ۱۳۔ مقالہ پنجاہ و نہم | بلا پر صبر اور نعمت پر شکر کی تاکید |
| ۱۴۔ مقالہ شش و چہارم | مرگ ابدی اور حیات ابدی |
| ۱۵۔ مقالہ ہفتادہم | خدا کے ساتھ کس طرح رہے اور کس مخلوق کے ساتھ کس طرح |

حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مقالات دالاکا یہ مجموعہ کئی مقالات پر مشتمل ہے میں نے چند عنوانات پیش کر دیئے ہیں۔ فتوح الغیب کے مقالات کے چند اختیارات انشاء اللہ آئندہ ادراک میں بہ سلسلہ تصانیف حضور سیدنا غوث الاعظم پیش کر دیں گے۔

حضرت کی دوسری مشہور تصنیف الفتح الربانی ہے۔ ان تقاریر میں جو مجلس کے عنوان سے موسوم ہیں حضرت نے خاص طور پر اہل اسلام اور سلاطین سے خطاب فرمایا ہے اور ان کی بد اعمالیوں، ریبا کاریوں، شقاقیت اور ظلم و ستم پر ان کو لکھ کر لکھا ہے۔ الفتح الربانی حضرت کی ۶۲ مجالس یا ۶۲ خطبات پر مشتمل ہے ہر خطبات بڑے بڑے عوامی جلسوں میں دیے گئے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ عوام کے ذہنی انقلاب اور ان کی سچی رہنمائی میں ان خطبات کا بڑا دخل ہے۔

یہ ستھان مختصر سا جائزہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد و دعوت کا اپنے نواسے غیروں یعنی متشرقیں نے بھی آپ کی ان اصلاحی ساعی کا ذکر اور ان کا تاثر اور دلنشینی کا اعتراف کیا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی دعوت ارشاد و جہاد کے سلسلہ میں مختصر اہل نے ابھی ذکر کیا، اور اس سے قبل آپ کی دعوت طریقت و معرفت کو مختصراً پیش کر چکا ہوں وہاں میں نے ایک چیز کا ذکر نہیں کیا تھا یعنی ایک غوث کی کرامتیں ہمارے زمانے ہی میں نہیں بلکہ قرون ماضیہ میں بھی پیر طریقت قطب ابدال و دلی اللہ کی سوانح بیان اور اس کی ذات ستودہ صفات کو جب تک کرامتوں سے وابستہ نہ کیا جائے اس کے منصب والا کو مکمل نہیں سمجھا جاتا۔ ہر چند کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور آپ کے سوانح نگاروں نے بیان کیا ہے اور شرح و بسط کے ساتھ ان پر روشنی ڈالی ہے۔ ان سب کا ناخذ آپ کے پہلے سوانح نگار عبدالقادر الشافعی کی ہیجت الاسرار ہے جو آپ کے دصال کے سو سال بعد لکھی گئی تھی ان کرامتوں میں تمام تر کرامتیں حیرت انگیز اور مجرب العقول ہیں اور ان کا صدور حضرت غوث اعظم جیسے ولی کامل اور غوث و منت سے ناممکن نہیں لیکن اس میں کسی ولی کامل کا ارادہ شامل نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ ہوتا ہے وہ منشاء الہی کے تحت ہوتا ہے بقول حضرت مولانا رومی کے

گفتاد گفتہ اللہ بود گر چہ از حلقہ عبد اللہ بود

اللہ تعالیٰ انسان کو تمام کائنات پر مقتدر فرمادیتا ہے۔

اولیاء ہست قدرت زائر بغیر حبنہ باز گردانہ زراہ

لیکن میری نظر میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تمام کرامتوں کو اگر ایک بلکہ میں رکھا جائے اور آپ کی ان اقدامات و ساعی مشکورہ کو دوسرے بلکہ میں جو احبار دین کے لئے آپ سے ظہور میں آئیں اور شریعت کے تنبیہ جان میں آپ نے دوبارہ جان ڈالی۔ آپ کے مواعظ اور آپ کی تقاریر نے ہزاروں سمجھے ہوئے کو منزل پر پہنچایا۔ ہزاروں منکرین خدا آپ کے دست حق پرست پر ایمان کی دولت سے شرف ہوئے تو کیا اس سے بڑی بھی کوئی کرامت ہوتی ہے ہرگز نہیں۔ غوث صمدانی کی یہ سب سے بڑی کرامت ہے کہ انہوں نے ظالموں کو ان کے ظلم پر ٹوڑا۔ اہل بیت و بادشاہت کے دبدر اور سطوت سے مرعوب نہ ہوئے اور سلاطین و منت کو بھی اسی طرح جھڑکا جس طرح ایک عامی کو، کیا اس سے بڑی بھی کوئی کرامت ہو سکتی ہے کہ جباروں اور سرکشوں نے اپنے سردوں کو آپ کے سامنے خم کر دیا۔ اس لئے میں نے آپ کی ان کرامت کا ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا جو عام سوانح عمریوں میں موجود ہے۔ عقیدت کمیش ان سوانح عمریوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

مسک نصرت میں کسی مرشد کمال کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا اس سلسلہ میں داخل ہونا کہا جاتا ہے اور ارادہ سلسلہ قادریہ | وظائف اور مجاہدات کے بعد اگر پیر طریقت اپنے کسی مرید کو بیعت کی اجازت عطا فرمادیتا ہے تو اس کا اظہار اس طرح کیا جاتا ہے کہ مجلس خاص میں پیر طریقت اس کا اعلان فرماتا ہے اور اپنا حرقہ، جبہ یا دستار اس کو بطور اہل بیت

عطا فرمایا ہے یہی نہایت خلافت کہلاتی ہے۔ اور صاحب خلافت خلیفہ! چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو بھی سے حضرت شیخ ابوسعید المبارک المخزومی رضی اللہ عنہ سے خرقہ شریف ملا تھا۔ ہر خدی کہ آپ کو تصوف کی طرف رغبت دلانے والے حضرت ابوالخیر حماد و ہاس (شیرہ فروش) ہیں جو اپنے وقت کے نہایت محترم اور مشہور صوفی تھے اور اپنے صوفیانہ تقدس اور مجاہدات کے لئے اطراف و اکنان میں مشہور تھے اور ظاہر ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی محبت بابرکت میں جب ہی قدم رکھا ہوگا جب کہ ان کے کمالات باطنی اور صفات ظاہری سے متاثر ہوئے ہوں گے کہ جب حضرت عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالخیر حماد و ہاس کی صحبت اختیار کی تو اس وقت وہ ایک ہرگز مفتی شریف نہ تھے مفسر محدث فقیہ اور مبلغ بن چکے تھے بلکہ خرقہ خلافت آپ کو جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا حضرت شیخ ابوسعید المبارک المخزومی رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا اور آپ کا سلسلہ حضرت ابوسعید کے واسطے سے حضرت رسالت نہایت سرکار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس طرح پہنچتا ہے۔

شجرہ پیشوائی سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

- ۱۔ حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ امام عالی مقام حسن بصری رضی اللہ عنہ
- ۴۔ حضرت شیخ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ
- ۵۔ حضرت شیخ داد دھانی رضی اللہ عنہ
- ۶۔ حضرت شیخ معروف کراخی رضی اللہ عنہ
- ۷۔ حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ
- ۸۔ حضرت شیخ حنبلہ بن اداوی رضی اللہ عنہ
- ۹۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ
- ۱۰۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ
- ۱۱۔ حضرت شیخ ابوالحسن نرشی رضی اللہ عنہ
- ۱۲۔ حضرت شیخ ابوسعید مخزومی رضی اللہ عنہ
- ۱۳۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

برصغیر ہندو پاک میں آپ کے سلسلہ میں شجرہ پیشوائی اسی طرح سے مشہور و معروف ہے لیکن آپ کے سلسلہ اور خاندان کے عظیم فرزند شیخ طاہر علاؤ الدین نقیب زادہ جن کا زادیہ اور خاندان کا نام میں مرکز ہی حیثیت رکھتا ہے اپنی تصنیف "تذکرہ قادریہ" میں آپ کا شجرہ پیشوائی اس طرح تحریر فرماتے ہیں :-

- ۱۔ حضرت سید الانبیاء سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ حضرت امام امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

۲. حضرت شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳. حضرت سید زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵. حضرت سید محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶. حضرت سید محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷. حضرت سید موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸. حضرت سید ابوالحسن علی ابن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹. حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰. حضرت شیخ مہر ری رقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱. حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲. حضرت شیخ ابوبکر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳. حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد المنبہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴. حضرت شیخ ابوالفرح طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵. حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد التمرشی النکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶. حضرت شیخ ابوسید المبارک المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدسی سرہ الغریز

آپ نے لحاظ فرمایا کہ اول شجرہ پیشوائی میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت غوث اعظم بارہ واسطوں سے اور اس شجرہ پیشوائی میں سولہ واسطوں سے پہنچتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم کا حلیہ شریف
حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید باصفا شیخ موفق الدین ترازہ القدسی رقم فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نحیف البدن تھے ان کا قد مبارک ستواں تھا ابرو مبارک اور باہم پیوستہ تھے آپ کا گنبد جو گنجینہ معرفت تھا کادہ تھا ریش مقدس لہنی، طویل و عریض اور خوش نما تھی۔ آپ کی آواز بلند اور دلنشین تھی۔ (مذکورہ قادریہ از پیر طاہر علاؤ الدین صاحب)

الکوکب نظام کے مصنف سید محمد ابوالہدیٰ آفندی، رفاعی، اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، بدن کے لاغر اور ضرورتاً قامت تھے آپ کا سینہ کشادہ تھا اور ریش مبارک طویل اور عریض تھی آپ کا رنگ گندمی تھا اور ابرو میں ملی ہوئی تھیں اور آواز بہت بلند تھی۔ آپ خوش رفتار تھے۔

حضور غوث اعظم کے اخلاق و عادات
آپ بہت خلوت پسین تھے اپنے مدرسہ سے سوائے مجمع کے دن کے کبھی باہر تشریف نہیں لاتے تھے اور اس دن بھی آپ صرف جامع مسجد اور باط کے کہیں اور تشریف نہیں لے جاتے۔ راست گئی آپ کا شیوہ تھا عمر کبھی آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور آپ کی اس صدق مقال پر آپ کے عنوان شباب کا وہ واقف شاہد ہے کہ جب ڈاکوؤں نے آپ کو گھیر لیا اور دریافت کیا کہ تمہارے پاس کتنا مال ہے تو آپ نے صاف صاف

کہدیا کہ چالیس دینار۔ قرآن پاک کی طرح آپ اپنے بدمذہب احمد مجتبیٰ سرور ایدہ یاصلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بھی حافظ تھے جنہیں
الذہب تھے اور خطاب کے شیخ وقت۔

آپ نہایت صالح اور رفیق القلب ہمیشہ ذکر و فکر میں محو رہتے تھے شریعت کی سختی سے پابندی فرماتے، خلوت گزینی، مجاہدہ،
محنت و مشقت، مخالفت نفس، کم خوری اور کم خوابی آپ کا مشہور تھا۔ مدرسہ کے تدریسی منصب کی تفریض اور عوامی جلسوں کے
خطاب سے پہلے جھگڑوں اور بیابانوں میں رہ کر عبادت کرتا آپ کا سہول تھا زہد و ریاضت کے سلسلے میں سخت سے سخت امور کو اپنے
نفس کے لئے اختیار فرماتے تھے۔ آپ بہت ہی سخی اور صاحب اخلاق کریم تھے آپ کا کلام با داز بلند اور بسعت ہوا کرتا تھا۔
نیک بات بتانے اور بری باتوں سے روکنے کے سوائے آپ اور کسی بات میں نہیں بولتے تھے۔

آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا لیکن آپ ہمیشہ بہت کم غذا استعمال فرماتے تھے اسی طرح لباس بھی سہول ہوتا تھا آپ ہمیشہ
بہاؤ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور اس وقت کھانا پسند فرماتے جب قرب و جوار کے ناداروں اور ضرورت مندوں کی
احتیاج پوری ہوجاتی۔ آپ غرباء اور مسکین کے ساتھ بیٹھنا پسند فرماتے تھے طلباء کا آپ کے گرد ہجوم رہتا تھا اور آپ ہر ایک سے
اب التقات فرماتے کہ ہر ایک ہی سمجھتا کہ حضور کی نظر خاص اسی کے ساتھ مخصوص ہے آپ نہ کبھی امر و سلاطین کی تعظیم کے لئے اٹھتے
اور نہ کبھی ان کے دروازے پر شریف لے گئے نہ کبھی ان کے غلامیچوں اور قابیلوں پر قدم رکھا اور نہ کبھی کسی امیر و وزیر یا سلطان کے
ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اگر کسی شخص کی کار براری کے لئے خلیفہ وقت کو نامہ تحریر فرماتے تو صرف اس قدر تحریر فرماتے کہ "عبد الغفور تم
کو اس بات کا حکم دیتا ہے۔ تم پر اس کا حکم نافذ اور اس حکم کی اطاعت واجب ہے" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس سوانح مبارک کے آغاز میں آپ پر چھ جگہیں ہیں کہ حضرت عوث اعظم کا جیلان
حضرت سیدنا عوث اعظم کی نصایف | سے قطع مسافت فرما کر بغداد شریف لانے کا مقصد یہ تھا کہ تشنگی علم کو
بجھائیں اور قدرت کو آپ سے عظیم کام لینا تھا کہ آپ اپنے ارشادات اور خطبات سے کم گروہ راہوں کی رہبری کرنا ہے چنانچہ جب آپ
بغداد شریف لائے کہ اس عہد میں ممالک اسلامیہ کے عظیم شہروں میں اس کو مرکزیت حاصل تھی اور یہ شہر علمائے شجرین و محدثین کا مرکز بنا
ہوا تھا۔ بغداد کا مدرسہ نظامیہ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی آپ نے بھی اسی مدرسہ کو انتخاب کیا اور وہاں جن اساتذہ کرام سے
آپ کو استفادہ کا موقع ملا ان میں سے ہر ایک سپر علم کا ایک صنوف شان آفتاب تھا چنانچہ آپ کے اساتذہ میں شیخ ابوالوفاء، علی بن طفیل،
ابو غالب، محمد بن حسن باقلانی، ابو زکریا، یحییٰ بن علی تبریزی، ابوسید بن عبدالکیم، ابوالفہام، محمد بن علی بن محمد، ابوسید بن مبارک
مخزومی و جہم اللہ تعالیٰ جمعہین، قابل ذکر میں ان میں سے بہت سے اساتذہ حضرات متعدد گرانماہ کتابوں کے مصنف تھے، یعنی
علامہ ابو زکریا تبریزی، باقلانی وغیرہ حضرات متعدد مدرسے و ادبی کتب کے مصنف تھے آپ نے آٹھ سال تک ان مشاہیر اساتذہ سے
کب فیض فرمایا اور جب ۳۹۶ھ میں آپ نے علوم کی تشکیل کی سند حاصل کی تو ممالک اسلامیہ میں کوئی ایسا عالم نہ تھا کہ آپ سے
ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔

تحصیل علم کے بعد جب آپ نے اپنے استاد کے مدرسہ کی تدریسی خدمات ان کی فرمائش پر قبول فرمائی تو آپ کے اوقات
زیادہ تر مدرسہ میں گزرنے لگے لیکن قدرت کو آپ سے جو کام لینا تھا اب اس کا وقت آگیا تھا آپ کے درس میں اب طلباء کا ہجوم
ہونے لگا تھا اور دور دراز کے شہروں سے آپ کے پاس فتوے آیا کرتے تھے اور آپ کا بہت سادقت ان کے جوابات تحریر کرنے میں گذر
جاتا تھا لیکن جب آپ بغداد کے عوام و خواص، وہاں کے امراء اور رئیس زادوں کی مگر بھی ہونے والی حالت اور نہایت حال معاشرت ملاحظہ فرماتے

آپ کو سخت تکدر پہنزا۔ آپ جانتے تھے کہ عوام و خواص کو خطاب فرمائیں لیکن چونکہ فارسی آپ کی مادری زبان تھی اور عربی کسبی اور بغداد میں فارسی زبان میں دغظ و تذکیر کا فائدہ معلوم عربی زبان میں آپ خطابت سے تڑپتے تھے۔ اس سلسلہ میں الکوہی النظر کے مصنف نے

سہو در علم سے ایک روایت نقل کی ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ بعد ازیں ایک شخص وارد ہوا لوگوں کو شیخ یوسف مہدانی کہتے تھے اور لوگوں کو قطب وقت کہتے تھے وہ رباط میں قیام پذیر تھے جب میں نے ان کے بارے میں سنا تو میں بھی رباط کی طرف گیا لیکن میں نے ان کو نہیں پایا۔ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ وہ رباط کے تہ خانے میں ہیں شیخ کہتے ہیں کہ میں ان سے ملنے کے لئے دہری تہ خانہ میں پہنچا جب انہوں نے مجھ کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھایا اور سب حال ذکر کر دیا اور میری جو مشکلات تھیں وہ سب حل ہو گئیں پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر لوگوں کو نصیحت کر اور دغظ سنا، میں نے کہا کہ میں عجم کا رہنما لاہور بغداد کے فصیح کے سامنے بیٹھا تھا مگر انہوں نے کہا کہ تم نے قرآن مجید حفظ کیا ہے، علم فقہ، علم اصول، تفسیر، حدیث اور علم نبوت صرف و نحو وغیرہ حاصل کیا ہے۔ کیا یہ تمہارا منصب نہیں ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرو (دغظ سناؤ) جاؤ منبر پر بیٹھو اور دغظ کہو میں تم میں درخت کمال کی اصل دیکھ رہا ہوں اور قریب ہے کہ وہ شجر بار آور ہوگا۔

اس تائید غیبی کے بعد آپ سے وہ تہذیب رفع ہو گیا اور آپ نے دغظ کہنا شروع کیا جس کی مراحت ہم حضور کے مہولات کے سلسلہ میں کر چکے ہیں آپ دغظ میں انواع علوم سے کلام کرتے تھے اور ہر طرح کے علمی زکات اور اسرار بیان کرتے تھے جب آپ منبر پر دغظ کے لئے تشریف فرما ہوتے تو حاضرین میں سے کوئی بھی ادب کے باعث نہ کھانسا نہ تھانہ کھنکا نہ ناٹھا اور جب آپ دغظ کہتے کہتے منبر پر بیٹھے سے کھڑے ہو جاتے اور یہ کلمہ زبان سے ادا فرماتے تھے فقال و عطفنا بالخال۔ تو اس وقت لوگوں میں اضطراب اور بے قراری شروع ہو جاتی تھی۔ حاضرین پر وجد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور یہی وہ حال ہوتا تھا کہ کھینکے ہوئے اپنی منزل کو پہنچتے اور ضلالت میں پھیسے ہوئے دین کی روشنی کا مٹا لہرہ کرتے اور آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوتے اور اسلام قبول کرتے اس کیفیت میں آپ جو کچھ کہنا چاہتے بنیر کسی لحاظ کے کہتے۔ امیروں، ذریروں، بادشاہوں اور غاصبوں کو علی الاعلان بلکار تے اور وہ دم بخود بیٹھے رہتے کسی کی مجال نہ تھی، جو اس وقت کچھ عرض کر سکے۔ اس وقت آپ کے لہجہ میں درشتی پیدا ہو جاتی اور الفاظ دعائی کا ایک ایسا دریا موجزن ہو جاتا کہ جو کچھ فرماتے لوگوں پر نقش ہوتا چلا جاتا اسی حال میں لوگوں کے دلی خطرات پر بھی اشارے فرماتے اور قوت کشف سے فوراً ان کو مخاطب فرماتے ایسے موقع پر حاضرین میں سے ہر شخص آپ کے جلال باکمال کا شاہدہ کرتا، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو یہ خوبی عطا فرمائی تھی کہ ہزاروں نفوس کے جمع میں آپ کی آواز درد و نزدیک کیاں پہنچتی اور ہر ایک بقدر اہمیت و صلاحیت ان نصائح جان افروز دایمان پرور سے استفادہ کرتا۔

حضرت شیخ عبدالحی صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ در مجلس حضرت غوث الثقلین چار صد نفردات و قلم گرفتاری نشین و انجہ از دے می شنیدند

املا می کردند (اخبار الاخیار) یعنی حضرت غوث الثقلین کی مجلس دغظ میں چار سو افراد قلم دات لے کر بیٹھ جاتے تھے

اور جو کچھ وہ حضرت سے سنتے تھے لکھتے جاتے تھے۔

لیکن حضرت غوث اعظمؒ نے خود اس واقعہ کو عالم رویا میں حضرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے منسوب کیا ہے۔

لکئے تمہارے اعمال کا بڑا حصہ خدایے روح ہے کیونکہ روح اخلاص و توحید اور اللہ و سنت رسول اللہ پر

قام رہنے کا نام ہے۔ غفلت مت کرو، اپنی حالت کو بدلتو تاکہ راہ پاؤ۔

اے سونے والو! جاگ اٹھو، بیدار ہو جاؤ، غفلت شمار دیا جاگ اٹھو۔ اے سونے والو! جس پر

مبھی تم نے اعتقاد کیا اور جس سے تم نے خوف کیا اور تم نے توقع رکھی وہ بھی تمہارا مسبود ہے اور نفع و نقصان

جس پر تمہاری نظر پڑے اور تم یوں سمجھو کہ حق ثنائے اس کے ہاستوں اس نفع و نقصان کا جلدی رکھتے

دالا ہے تو وہ تمہارا میر ہے۔ عشق ریب تم کو اپنا انجام نظر آ جائے گا۔

اے مولویو! اے فقہرو! اے زایدو! اے عابدو! اے صوفیو! تم میں کوئی ایسا نہیں جو توبہ کا حاجت

مندرجہ ذیل ہمارے پاس تمہاری موت و حیات کی تمام خبریں ہیں۔ وہ محبت صادق جس میں تغیر نہ آئے، وہ محبت

ایسی ہے وہی ہے جس کو کم اپنے قلب کی انھوں سے دیکھتے ہو اور وہی محبت روحانی صدقوں کی محبت ہے۔

الحق الربانی یہ تمام باسکھ مجاںس ان ی رتد و ہدایت کا مجرم ہیں آپ لے وقت فی دقتی رگ پر دست مبارک

پھر آپ نے ظاہر فرمائے تھے اس لئے آپ جو چھ پر ملے تھے وہ دیکھیں ہوسا کھا آپ کا ایاز بیان اس قدر موثر اور پیرس

ما لہذا کہتے تھے کہ ہمیں پیر غوث ظہری ہو چکا ماسکھا اور ان میر درویش محل جلا سکھا

الربانی کا اندازِ زمان اور اشاعت اول

ہر نقطہ میں سو کر رہا ہے چھوٹے چھوٹے دیس میں لہو اور

منظوم ہے، الفاظ کا شعر و زور مثالی ہے کہ ان کا قائل ایک ایسی ہی ہے جو زمانہ رستم سے ہر نماز و ہر عبادت کے

مطلبہ ہے، الفاظ کا سرور و دریا مجھے لہاں کا غنایاں سی سی ہی ہے بوریاہ پر کسی سے بے نیاز ہو کر خدا کا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِیَاقُوْمِ اُجَبِيوْنِے نَافِیْ دَاغِیِ اِلَیَّ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

أَدْعُوكُمْ إِلَىٰ بَابِهِ مُطَاعَةً وَلَا أَدْعُوكُمْ إِلَىٰ نَفْسِي

الْمُنَافِقُ يُبَيِّنُ عَمَلَهُ الْخَالِقِ إِلَى اللَّهِ عَسَىٰ

مُجَوِّدًا إِلَى نَفْسِهِ.

۱۔ اور حضرت شیخ غوث الاعظم کی وفات کے چند سال بعد ہی نذیر اذکار نے تمام ریوں کے ہاتھوں اس انجام کو پہنچا دیا جسکی آپ نے پیچھے فرمائی تھی۔

ایک اور مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّهُ مُسَلِّطٌ عَلٰی كُلِّ كَذٰبٍ مُّنافِقٍ رَّجَالٍ مُّسَلِّطٌ
عَلٰی كُلِّ عَامٍ لِلصَّغْرِ حَبْلٍ اَكْبَرِهِمْ اَبْلِيٰغِي
اَصْغَرِهِمْ الْفَاسِقِ اِنَّهُ صَحَابُ رَبِّ لَكُلِّ ضَالٍّ مُّضَلٍّ
دَاعٍ اِلَى الْبَاطِلِ مُتَعَيْنٌ عَلٰی ذٰلِكَ بِلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

الفاظ کا اختصار اور معنی کی دوست کا اندازہ آپ کے اس ارشاد گرامی سے ہو گا کہ حضور نے کسی قدر وسیع مفہوم کو خید جلوں

میں بیان فرما دیا ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَلَّمَ بِالْحَمْدِ
وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ الَّذِي عَلَّمَ بِالشُّكْرِ

دلیل ہے نہ علی انہ صوفی و آیت کدر الصوفی
مَنْ صَفَا بَاطِلًا وَظَاهَرَ بِطَاعَةِ كِتَابِ اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَبِسُنَّةِ رَسُولِهِ

مجھے افسوس ہے کہ اس مختصر سوانح حیات میں اس قدر نجاشی ہمیں کہ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی انشا اور زبان کی باریکیوں
اور ان کی خصوصیات کو بیان کر سکوں اور میں اپنے قلم میں یہ قدرت پاتا ہوں کہ ان کمالات کا استقصا کر سکوں جو سیدنا غوث اعظم کی انشا میں
پائے جاتے ہیں سوائے اس کے کہ ”دل سے جرات نکلتی ہے آنر لکھی ہے“ حضرت غوث اعظم جو کچھ فرماتے تھے دلی جوش اور تائید الہی سے فرماتے
تھے اس لئے آپ کا کلام موثر اور دلنشینی تھا۔

الفتح الربانی جو سیدنا غوث اعظم کے ان خطبات اور ارشادات کا مجموعہ ہے جو آپ نے اپنی مجلس
الفتح الربانی کی اشاعت میں شوال ۱۲۵۵ھ سے رجب ۱۲۵۶ھ تک یعنی ایک سال کی مدت میں ارشاد فرمائے ان مجاہد یا
خطبات کی تعداد ۶۲ ہے الفتح الربانی سب سے پہلے مصر میں ۱۲۵۲ھ میں شائع ہوئی اس سے قبل اس منخطوط کی متعدد نقول عقیدت
مندوں کے کتب خانوں میں موجود تھیں۔ الفتح الربانی کے اب تک اردو فارسی اور انگریزی میں متعدد ترجمے شائع ہو چکے ہیں لیکن ابھی
تک متن کے ساتھ کوئی اردو ترجمہ میری نظر سے نہیں گذرا۔ اور نہ آپ کے سوانح نگار حضرت نے اس طرف کوئی توجہ کی ہے چنانچہ اگر آپ
تفحص اور جستجو کریں تب بھی آپ کو حضور کی انشا پر فازی اور زبان در بیان کے سلسلہ میں چند سطور بھی نہیں مل سکیں گے۔

الفتح الربانی کی طرح فتوح الغیب بھی حضرت سیدنا غوث اعظم کے خطبات کا مجموعہ ہے اس میں ۸ خطبات
فتوح الغیب میں یہ خطبات بھی احکام شریعت اور طریقت پر مشتمل ہیں بعض مقالات کے عنوانات میں سابقہ صفحات میں ذکر
کیے چکے ہیں۔ فتوح الغیب کے دواخری مقالے یعنی ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱،

نہیں ہے جو الفتح الربانی میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خطبات تہذیبیہ نہیں ہیں بلکہ اعلامیہ ہیں ان میں شریعت و طریقت کے مباحث ہیں جن کو اپنے بڑے دلنشین طریقے پر بیان فرمایا ہے میں یہاں صرف ایک خطبہ سے اقتباس پیش کر رہا ہوں۔

اِذَا مَيِّتَ عَنِ الْخَلْقِ قِيلَ لَكَ جِئْنَاكَ عَنْ الْمُهْدَى . اِذَا مَيِّتَ عَنِ الْمَوْلَى قِيلَ لَكَ جِئْنَاكَ اللَّهُ وَامَّا نَكَ عَنْ ... اِذَا ذُنُكَ وَمَنَاكَ اِذَا مَيِّتَ عَنْ ... اِذَا ذُنُكَ وَمَنَاكَ قِيلَ لَكَ جِئْنَاكَ لَمْ يَكُنْ وَاهِيَاكَ فِي حَيَاةٍ خَيْرٌ حَيَاةٍ لَا مَيِّتَ بَعْدَهَا

(مقالہ چہارم) صدائیت کا مقام اور مرگ منوی

اس خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں :-

وَالْبَيْتُ قَصْدُهُ وَابْدَالُهُ وَبَيْتُ تَكْشِفُ الْكُلَّ دَبَّ وَبَيْتُ تَسْقِي الْعَيْنُوتَ وَبَيْتُ تَنْبِتُ الْهَمْدُوعَ وَبَيْتُ تَنْدِيحُ الْمَبْدِيَا وَالْمَحْنُ عَرَّةَ الْحَاصِ وَالْحَا مَرَّةَ الْهَلِ الْغُورِ وَالْمَرْمَعِ وَالْمَرْهِيَا وَالْأَمْنَةَ وَالْأَمْنَةَ وَسَاوَرُ الْبَدَايَا

فتوح الغیب کے انداز بیان میں بھی زور ہے لیکن الفتح الربانی کے مقابلہ میں انشا کی خصوصیات اور اسلوب بیان میں اس عصر کے محسن انشا کو یاد کرنے کے زیادہ آسان مواقع ہیں چنانچہ مندرجہ بالا اقتباسات میں سیدی سادھی ترکیب میں بیان میں الجھاؤ نہیں ہے البتہ سبج کا التزام موجود ہے گریا مقنع و مسجع عبارت ہے لیکن اردو نہیں بلکہ ارد ہے ایک دریا ہے جو روانی اور زور و زور سے ہم رہا ہے ترجمے افزوں ہے کہیں اختصار کے باعث مزید شائیں پیش کرنے سے قاصر ہوں و درمیان میں آپ کی انشا پر دازی پر اپنی بساط اور قوتِ قلم کے بقدر مزید تحریر کرتا۔

فتوح الغیب بھی سب سے پہلے ۱۲۸۸ھ میں مصر میں طبع ہوئی اس سے قبل اطراف و اکناف میں اس کے خطوط اور نقلی نسخے موجود تھے۔ ہندوستان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے مرشد کامل اور بہر طریقت کے ارشاد کی تئیں میں اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ سترہویں صدی عیسوی میں کیا گیا اور جس نقلی نسخہ سے کیا گیا ہے ہارجہ کو شش مجھے وہ فارسی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔ ورنہ میں ترجمہ کی صحیح تاریخ پیش کرتا۔ حضرت شیخ محدث دہلوی کے فارسی ترجمہ سے فتوح الغیب کے متعدد اردو اور انگریزی ترجمے شائع ہوئے ان اردو ترجموں میں مکتبہ مجتہبائی دہلی کا ترجمہ قدیم ترین اردو ترجمہ کہا جاسکتا ہے نو لکھنؤ پریس بھونے بھی فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ۱۹۱۵ء میں صدی کے آخر میں شائع کیا اس کا اکابر انگریزی ترجمہ میرے سامنے موجود ہے ڈاکٹر آفتاب الدین احمد اس انگریزی ترجمہ کے مولف و مترجم ہیں۔

حضرت سیدنا غوث اعظم کی اہم ترین تصنیف الغنیۃ الطالب طریق الحق (المعروف بہ غنیۃ الطالبین) ہے جس کا ترجمہ سلاست کے ساتھ عصر حاضر کے تقاضوں کے بموجب آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور یہ سوانح عمری بطور دیباچہ تحریر کی گئی ہے۔

الغنیۃ الطالب طریق الحق بھی دوسرے خطوط کی طرح ۱۲۸۸ھ میں مصر میں پہلی بار طبع ہوئی میں نے اس مطبعہ سے نسخہ کے طبع سوم سے اس کا ترجمہ کیا ہے ہندوستان میں اس کا فارسی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے کیا ہے جو حضرت شیخ محدث دہلوی کے معاصرین علمائین حضرت شیخ محدث دہلوی کے بہر طریقت حضرت عبدالہاب شاذلی قادری ملکی ہیں۔

ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اور آج بھی درس نظامی کی کتابوں پر ان کے خوشی سنا سہجے جاتے ہیں۔

اردو میں غنیۃ الطالبین کا ترجمہ سب سے پہلے نوکثر پریس کھنڈے شائع کیا یہ اردو ترجمہ اسی عربی متن کا ہے جو نوکثر پریس نے شائع کیا تھا۔ ترجمہ مولوی مجرب الدین اور مولوی جمال احمد صاحبان نے کیا ہے اس کے علاوہ بھی چند اور اردو ترجمے دہلی اور پنجاب میں شائع ہوئے لیکن صحت کا خیال کسی نسخہ میں بھی نہیں رکھا گیا۔ غنیۃ الطالبین طریقی الحق ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کے تحت متعدد فصلیں ہیں۔ کتاب کا ایک اہم باب ادب المریدین کے نام سے موسوم ہے۔ غنیۃ الطالبین طریقی الحق کا اسلوب بیان بہت دلکش ہے بجائے اجال کے اس میں تفصیل موجود ہے حضرت نے ایمان دار کا ان اسلام و عبادات کے سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ تفصیل کے ساتھ دلکش انداز میں بیان فرمایا ہے اگرچہ آپ حبلی تہذیب کے پیرو تھے لیکن اپنے دیگر مذاہب کے اختلافی مباحث کو بہت کم چھیڑے آپ کی اس تصنیف گراں مایہ ہے بھی اصلاحی تحریک میں بڑا کام کیا، اور فتوح الغیب اور الفتح الربانی سے زیادہ عوام و خواص میں مقبول ہوئی۔ میں یہاں اس قدر بیان ہی پر اکتفا کرتا ہوں کہ ”حرف آغاز میں غنیۃ الطالبین کے سلسلہ میں تفصیل سے پہلے لکھ چکا ہوں۔“

حضرت کے سوانح نگاروں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ان مشہور و معروف ایمان افروز کتب کے علاوہ بھی عربی زبان میں آپ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائی تھیں۔ یعنی ان میں ایک حزب نشا الانجرات ہے اس میں درود شریف کے فضائل و برکات سے بحث فرمائی ہے اس کے علاوہ ایوانیت الحکم، فیوض الربانیۃ، المواہب الرحمنیۃ آپ کی تصانیف ہیں۔ حضرت کے مشہور فرزندان اخلاف میں حضرت شیخ طاہر علاؤ الدین صاحب آپ کی تصانیف کے سلسلہ میں مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ذیل کی چند کتب کی بھی نشاندہی فرماتے ہیں (۱) المواہب الرحمنیۃ و الفتوح الرحمنیۃ (۲) جہان الخاطر (۳) سر الاسرار ہر دو مذکورہ کتب کے سامنے آپ نے یہ نوٹ تحریر کیا ہے: کشف الظنون جامی نے ذکر کیا ہے جو خلیفہ تھے، غالباً اس سے پیر طاہر علاؤ الدین صاحب کی یہ مراد ہے کہ حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں ان کتب کا ذکر کیا ہے۔ (۴) رد الرافضہ و ردہ قادریہ میں اس کا نقلی نسخہ موجود ہے، تفسیر قرآن کریم در جلد۔

عربی زبان میں حضرت کی برہ کتب یعنی الفتح الربانی، فتوح الغیب اور غنیۃ لطالب طریقی الحق پر تمام سوانح نگار اور مؤرخین کا اتفاق ہے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم کی شاعری

بزرگان دین و ملت، اکابرین صوفیہ کرام، مفکرین عظام کی شاعری، نام و نامور کے لئے بہت سی اور مذاق شاعری اور مجموعہ اشعار ان کے لئے سرمایہ فخر و امتیاز ہو سکتا ہے بلکہ خود ان حضرات کا شری ادب پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے پاکیزہ جذبات و احساسات سے خواہ عربی زبان ہو یا فارسی ادبیات کو مزین و جہشی اور اس کو اس قابل بنایا کہ پاکیزہ محفلوں اور مقدس مجلسوں میں پڑھا جاسکے۔ ان حضرات کے لئے فن شاعری کوئی ایسا دشوار گزار مرحلہ نہ تھا کہ کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب طے کیا جاتا یا اس کے حصول میں عمر عزیز کو صرف کیا جاتا بلکہ ان حضرات کا ہجر علی دو گونہ فنون کی طرح اس فن میں بھی اظہار خیال کے راستے تلاش کر لیتا تھا۔

چنانچہ عم محترم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب، حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم متقدمین شاعر عرب کی صف اول میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس فن کو شایان شان نہیں بنایا اور نہ حضور سے زیادہ بہتر جلالی پرین شعر میں اور کون پیش کر سکتا تھا سورہ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے دنیا دار شعراء اور فنی و فحور سے بھرپور مبالغہ کی مذمت فرمائی ہے لیکن اصحاب ایمان و انقیاد کا اس سے استثنیٰ فرمادیا ہے حضرت حسان د حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد پہلی صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک بہت سے عربی اور فارسی زبان میں شعر کہنے والے اکابرین ملت و علمائے امت موجود ہیں حضرت عبدالرحمان جامی، حضرت بھوبری و دانانگنج بخش، حضرت خواجہ خراجگان

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حضرت شیخ سعدی شیرازی قادری حضرت شیخ اکبر جی الدین المعروف بہ ابن عربی اور حضرت امیر خسرو دہلوی عارف باللہ اور بطر شاعر کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ پس حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعض قصائد کے بارے میں یا سانیہ کہہ دینا کہ آپ کا کلام نہیں کوئی دانشمند نہ تول نہیں ہے۔

چونکہ عربی شاعری صرف قصیدے اور مرثیہ کا نام ہے اس زبان میں (نثرانہ قدیم) نہ غزل تھی نہ رباعی نہ قطع نہ خانہ مشنوی۔ یہ سب اصناف سخن فارسی شاعری کی پیداوار ہیں۔ عرب میں مدثرین تک، قصیدے کی تشبیہ ہی سے غزل کا کام لیا جاتا تھا اور بس۔ چنانچہ غزل باللہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تمام نثر شاعری خند حمدیہ قصیدوں پر مشتمل ہے۔ ان قصیدوں میں ایک قصیدہ حمیریہ اور ایک قصیدہ لاسیہ ہے جس کا مطلع ہے۔

شرعت بتوحید الالہ سجدا ساختم بالذکر العبد مجہدا
انا القادری الحسنی عبد القادر رعیت یسعی الدین فی روحہ العلا

قصیدہ حمیریہ کا یہ شعر خاص طور پر قابلِ تحریر ہے جس میں آپ نے ایک حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔

انانتہ شمر سے الاولیٰ و شمسنا ابدًا رائے افق العلوی کا تعجب

افس کہ یہ قصیدہ میرے سامنے نہیں ہے ورنہ بقدر قوت ادراک فہم اس سلسلہ میں کچھ عرض کرتا۔ ہاں قصیدہ غوثیہ جو حضرت رضا کے وارداتِ قلبی کا اُمّیہ دار اور آپ کے منصبِ جلیل کا ترجمان ہے میرے پیشِ نظر ہے اس سلسلہ میں استعاوضِ کردوں گا اس قصیدے کو تراز کے ساتھ حضرت کے تمام سوانح نگار حضرات پیش کرتے آئے ہیں اور اس کے بعض اشعار کے سلسلہ میں بہت سے واقعاتِ نزگان دین سے منسوب کئے گئے ہیں وہ لوگ جو اس قصیدے کو حضرت کی تصنیف نہیں بتاتے وہ اپنے قول کی تائید اور ثبوت میں کوئی مسکت دلیل نہیں پیش کر سکے۔ سچ اس کے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ بہت ہی متواضع اور منکسر المزاج تھے آپ ایسے اشعار جن میں علمِ ربّیت اور ترفعِ درجات کا ذکر بڑے فخریہ انداز میں کیا ہے کس طرح عوام کے سامنے پیش کر سکتے تھے۔ ایسے معترضین کی تعداد بہت کم ہے صرف ایک ہستی اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہے اور وہ ہے جناب رشید رضا مصری مدیر رسالہ المنار۔ لیکن انہوں نے بھی صرف اتنا کہا ہے کہ یہ قصیدہ آپ کی طرف منسوب ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اس قصیدے کا منوی رنگ آپ کی تصانیف سے بالکل الگ ہے۔ میں زبان کے بارے میں عرض نہیں کر رہا ہوں بلکہ مصنفوں کی نوعیت کی طرف اشارہ ہے۔ آپ اپنی تصانیف میں ایک مبلغ، ایک ہادی درہما اور خدا بایم سے ڈرانے والے اور خداوندِ سمیع و بصیر کی طاعت و بندگی پر آمادہ کرنے والے ایک صاحبِ دانش و بینش مرشد ہیں اور قصیدہ غوثیہ میں آپ جماعتِ اولیائے کرام اور گردہ صوفیائے عظام سے خطاب ہیں اور اس منصبِ دالاکِ طرف اشارہ کرتے ہیں جو بارگاہِ نبوت سے آپ کو تفویض کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی نے فیہانیہ میں اس قصیدے کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ کہ

قصیدہ غوثیہ شریف بھی اسی مقامِ قرب کے ایک خوددار اور مسکریانہ کی آواز ہے جس کو سیدنا غوث اعظم کے باطنی

حال کی ایک اجتماعی نقیہ سمجھنا چاہیے۔

حضرت مولانا نے جو کچھ کہا ہے وہ حرفِ بحرِ بجل ہے قصیدہ غوثیہ کی یہی حقیقت ہے نگاہِ ظاہر میں اور دلِ ظاہر پرست اس حقیقت کا ادراک اور اس کا فہم نہیں کر سکتا۔ اب یہ قصیدہ غوثیہ کو ذیل میں درج کرتا ہوں اور اپنے فطری مذاقِ شاعری کی بدولت اس کا منظوم ترجمہ پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ ہر خندِ سمجھتا ہوں کہ میرا منظوم ترجمہ ان معارف و حقائق کو احاطہ نہیں کر سکتا جو حضرت سیدنا غوث اعظم کے کلامِ معجز نظام میں موجود ہے لیکن اس لحاظ سے کہ اردو شاعری میں اب تک یہ حُبارت کسی شاعر نے نہیں کی ہے شاید میری یہ کوشش بارگاہِ غوثیت میں

شرفِ قربیت پائے اور اس بیکارِ شاعری کا بدل ہو سکے جس کے لئے ہندوستان میں بہت سے ماہِ درال میں نے گنوا دیئے ہیں۔

قصیدہ غوثیہ مع ترجمہ منظوم

فَقُلْتُ لِيْخْبُرَ قِيَمَةَ نَحْوِيْ نَعَسًا لَيْسَ
لا محسوس قدر بھی خم ہیں شرابِ جمال کے
فَرِهْتُ مَتَّ بَسْكَسِيْ قِيَمَةَ بَيْتِ الْمَوَالِي
میں ہوں میانِ حلقہ پارانِ حصال کے
بِيْحَالِي وَادْخُلُوا اَنْتُمْ بِرِجَالِي
خواہاں ہو تم اگر ابھی اصلاحِ حال کے
نَسَا قِيَمَةَ الْقَوْرِ بِالْوَالِي مَلَا لَيْسَ
چشمِ پر خم بھرے ہیں شرابِ وصال کے
وَلَا يَلْتَمِمْ مَحْلُوِيْ قِيَمَةَ الْتَصَالِي
لیکن ابھی تو دور ہیں زینِ وصال کے
مَقَامِيْ قِيَمَةَ قِيَمَتِكُمْ مَا نَزَالَ عَالِي
شاہانِ نہیں ہو تم مری شانِ کمال کے
يُصْنَعُ نَحْوِيْ وَحَسْبِيْ ذُو الْجَلَالِ
کافی کرم ہیں بھگد گورے ذوالجلال کے
وَمَنْ ذَا قِيَمَةِ الْبِرِّ جَالِيْ اَعْطِيْ مِثَالِي
کس کو لے ہیں ادب یہ فضل و کمال کے
وَتَوَجَّهِيْ بِتَبِيْجَاتِيْ الْكَمَالِ
کتیے ہی تاج ہیں میرے سر پر کمال کے
وَقَدْ دَفَنْتُ ذَا اَعْطَانِيْ سُوَالِي
مجھ پر عطا ہیں کی ہیں عوض ہر سوال کے
نَحْكِيْ نَافِذًا قِيَمَةَ كَلِّ حَالِي
ناندھے میرا حکم اب ہر اک کے حال کے
نَعَسًا مَّا لَكُلِّ قِيَمَةَ الْمَرْوَالِي
میں ان پر کھول دوں جو روزانہ ہال کے
لَدُ كُنْتُ وَاهْتَفْتُ بِبَيْتِ الْبِرِّ حَالِي
ہر جائیں ریزہ ریزہ یہ تو ہے جبال کے

سَقَانِيْ الْحُبِّ كَسَاتِ الْوَصَالِ
ساغر بھرے ہیں عشق نے بزمِ وصال کے
سَعْتُ وَشَتَّ لِيْ نَحْوِيْ قِيَمَةَ كَوْمِ سِي
ساغر بھرے ہوئے میری جانبِ رواں ہوئے
فَقُلْتُ لِيْسَا جِرَالًا قَطَابِ لَسْمَا
آواز دے رہے رہا ہوں کہ قطابِ دہر آؤ
وَهْمَاؤُا وَاشْرَبُوا اَنْتُمْ جَبْرِي
بہت کر رہے ہو چلے آؤ، اسٹھاؤ جام
شَرِبْتُمْ فَضَلْتُمْ مَتَّ لَجْدِ سَكْرِي
میری بھی شراب تو پی تم نے دوستو
مَقَامِكُمْ الْعَالِي حَمْعًا وَلَكِي
تم سب کا بھی بلند اگر چہ مقام ہے
اَنْفِيْ قِيَمَةَ الْقِيَمَةِ وَحْدِي
میں تو غریبِ جلوہ حسنِ تدبیر ہو رہے
اَنَا الْبَانِي مَتَّ اَشْرَبُ كُلِّ شَيْخِ
ہوں جبرہ باز سارے شیوخانِ دہر کا
كَسَانِيْ خَلْعَتِيْ بِطَوَانِيْ عَسْرِي
پہنے ہوئے ہوں عنزم و عزیمت کی خلعتیں
وَاُظْلَعْنِيْ عَلَى سِيَرِ قَدَرِ مِي
رازی تدبیر سے مجھے آگاہ کر دیا
وَوَكَ نِيْ عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا
والی بنا یا ہے مجھے اقطابِ دہر کا
فَلَمَّا لَقِيْتُ سِيَرِيْ قِيَمَةَ بَحَارِي
پانی سمندروں میں نہ باقی رہے کہیں
وَلَمَّا لَقِيْتُ سِيَرِيْ قِيَمَةَ جِبَالِ
ہر جائے ان پر نساخیں میرا راز عشقِ گر

وَلَوْ لَقِيتُ سِرِّي نَوْقًا نَا سِر
میں اگر کروں بیان محبت کی داستان
وَلَوْ لَقِيتُ سِرِّي نَوْقًا مَبِيتٍ
مردہ اگر سنے جو کبھی میرے راز کو
وَمَا مَعَهَا شَمُورٌ أَوْ دَلُورٌ
مستقبل جہان کے منظر ہیں سامنے
وَتَجِبُرُنِي بِمَا يَأْتِي وَتَجِبُرُنِي
آگاہ کرتے ہیں یہ زمانے مجھے ... مدام
مُرِيدِي هِمَّ وَطِبَّ وَاشْطَبَّ وَفَرَبَّ
مے تشنگی میں لطف کہ صین غنایہ وہ
مُرِيدِي لَا تَخَفُ اللَّهُ مَرَّيْبِ
اللہ ربی، خوف نہ کر اے میرے مرید
طَبُولِي فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ رَقَّتْ
میرے جلو میں خیر و کرم کے نقیب ہیں
بِلَادِ اللَّهِ مُلْكِي، تَحْتَ حُكْمِي
اللہ کے شہر و ملک ہیں سب میری ملکیت
مُرِيدِي لَا تَخَفُ وَارْثِي نَا لِي
حاکم جس شاہ سے سہلا ورتا ہے کیوں مرید
نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ حَبْمًا
سب ملک میرے سامنے یوں ہیں کہ خاک پر
دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى صُرْتُ قُطْبًا
سردار و قوم قطب کا درجہ مجھے دیا
فَمَتَّ فِي أَوْلِيَاءِ اللَّهِ مِثْلِي
ہوں اولیائے وقت میں بے مثل و بے نظیر
رَجَائِي فِي هَوَاجِرِهِمْ صِيَامٌ
تبتے دنوں میں صوم سے رہ کر میرے مرید
وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَرٌ وَوَالِيٍّ
رکھتے ہیں اولیائے قلب نقشب
نَبِيٍّ هَاشِمِيٍّ، مَكِّيٍّ هَبْشَانِيٍّ
یعنی نبی ہاشمی، مکی، شہر حجاز

تَحَدَّثْتُ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِ
ہر جائے آگ سرد و بغیر اشتعال کے
نَقَامٌ بِقَدَرِ الْمَوْتِ نَعَالِ
جی اٹھے یہ کرم ہوں میرے ذوالجلال کے
نَمَرٌ وَتَنْقِيسٌ إِلَّا... أَتَالِ
پر رہے تمام اٹھ گئے ماضی و حال کے
وَلَقَلْبِي قَافِضٌ عَنْ هَذَا
پار و عبث میں قصیدہ بحث و جدال کے
وَأَفْعَلُ مَا تَشَاءُ فَإِنْ شِئْتَ... عَدَالِ
میرے مرید نام ہے بس ذوالجلال کے
عَطَانِي بِرَفْعَةِ يَدَيْكَ الْمُنَالِ
ہے منزل مراد قریں میرے حال کے
وَشَاءَ دُوسَ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِ
چرچے میں آسمان سے زمین تا کمال کے
وَوَقْتِي قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صَفَالِ
محکوم میں یہ سب میرے ماضی و حال کے
عَزُومًا قَاتِلًا عِنْدَ الْفِتَالِ
جوہر نہاں میں مجھ میں جدال و قتال کے
تَحَرُّوْكَ عَلَى هُكْمِ الْتَصَالِ
پھینکے ہوں جیسے رائی کے دانے اچھال کے
وَنِلْتُ السَّعَادَ مِنْ مَوْتِ الْمَوَالِ
مولا کے کل کے لطف جو مثال تھے حال کے
وَمَتَّ فِي الْعِلْمِ وَالْفَرْيَفِ عَالِ
میں اختیارِ علم کے تشریف حال کے
وَفِي زَلَمِ اللَّيَالِي كَاللُّوْءِ الْهَالِ
رخشاں میں تیرگی میں یہ مرقی کمال کے
عَلَى قَدَرِ النَّبِيِّ بَدَرًا الْكَمَالِ
رہبر رہے ہیں چاند جہان کمال کے
هُوَ حَبْدِي بِهَذَا نِلْتُ الْحَسَالِ
صدقہ انہی کا پہنچا یہ مراتب کیا

أَنَا الْجَبَلُ فِي مَحَبَّةِ الدِّينِ أَسِيرٌ
جَبَلِي هُوَ دِينُ كَامِحِي لَقَبِ سِيرَا
أَنَا الْحُسَيْنُ وَالْمَخْدُوعُ مَقَامِي
مِيرَا بَرَا كَهْرَامِي دَا حَسَنِ مِيرِي
وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمُشْهُورِ أَسْمِي
موسم ہوں میں بندہ قادر کے نام سے

وَأَعْلَى مَحَبَّةِ عَلِيٍّ رَأْسِي الْجَبَالِ
كَرِهَ جَبَلٌ بِرِ نَصَبِي بِرِ جَمِ جَبَالِ
وَأَقْدَامِي عَلَى عَنَقِ الْمَرْحَلِ
ہیں پاؤں گردنوں پر ستار، رحبان کے
وَجَبَلِي صَاحِبِ مَحَبَّتِ الْكَمَالِ
جد میرے نا جدار ہیں عین الکمال کے

حضرت غوث اعظم کی فارسی شاعری اور فارسی مکتوبات

حضرت سیدنا غوث اعظم کے فارسی مکتوبات بھی موجود ہیں اور فارسی شاعری کا دیوان بھی۔ فارسی مکتوبات صرف چند ہیں اور ان میں بھی جا بجا آیات قرآنی سے مستلزل ہے اور عربی زبرد بیان ہے جو الفتح الربانی اور فتوح الغیب کا انداز ہے فارسی دیوان کے بارے میں اکثر حضرات کا یہ خیال ہے کہ وہ دیوان آپ کا نہیں ہے ہر چند کہ قدیم تذکرہ نویسوں نے اس کو آپ ہی سے منسوب کیا ہے میں یہاں اس بحث کو نہیں چھیڑنا چاہتا ہوں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ کہہنا بہت آسان ہے کہ زلال دیوان زلال ہستی سے غلط منسوب کر دیا گیا ہے جس طرح حافظ محمد شیرازی مرحوم نے اپنے ایک ہندوستانی رسالہ میں خواجہ غلام جگن کاشیپور کے موجودہ فارسی دیوان سے انکار کر دیا اور دلائل نہایت کمزور اور بڑے پیش کنے الحمد للہ کہ راقم الحروف اور میرے عزیز دوست مراد علی حسین الدین چشتی قادری نے پانچ سال کی متواتر کوشش سے ان کے اس خیال کو باطل کر دیا اور ہر پہلو سے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ دیوان خواجہ میر سی کا ہے یہ کتاب لکھنؤ خواجہ کے نام سے جلد آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گی۔

حضرت غوث اعظم کا وصال

میں نے صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ہونے والا چراغ جس کی ضیا باریاں عرب و عجم سے دم و دم ہر وقت شام تک پہنچیں نہایت ترکستان کے اندھیروں میں جس نے روشن سپیدائی یعنی شریعت کے علمدار طریقت بمعرفت کمال اور مجلس ردعیان کے صدر نشین حضرت سیدنا غوث اعظم نے ۹۱ سال کی عمر میں ۱۱ ربیع الثانی ۵۹۱ھ مطابق ۱۱۶۵ء وصال فرمایا۔ بعض سوانح نگاروں جن میں چند مشہور ترین شامل ہیں آپ کی تاریخ وصال ۹ ربیع الثانی بتائی ہے آپ کی وفات نواز شہ کے بعد ہوئی تمام اطراف و کائنات میں رات بھر میں خبر پھیل گئی اور لوگوں کے اثر و سحر کا یہ عالم ہوا کہ دن میں آپ کی تشریف آوری میں نہ لائی جا سکی بلکہ دوسری شب میں آپ کو دفن کیا گیا رات بھر اور دن بھر لوگوں عقیدت مند آپ کا خروج و بدلا کرتے رہے۔ آپ کا وصال عباسی خلیفہ المستجد باللہ کے عہد میں ہوا۔

وصال سے پہلے دنیا سے بے تعلق کے کلمات برابر آپ کی زبان پر آتے رہتے تھے اور ہر وقت اللہ سے ڈرنے (تقویٰ) کی وصیت فرماتے رہتے تھے چنانچہ آپ کے فرزند حضرت شیخ عبدالوہاب نے جب آپ سے وصیت آخری کے سلسلہ میں عرض کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا۔

اللہ سے ڈرو اور اس کے سوا کسی سے خوف نہ کرو اور اللہ کے سوا کسی سے امید نہ رکھو اور سب کاموں کو اللہ کی طرف سونپ دے اور اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو اور سب حاجتیں اسی کے طلب کرو اور اللہ کے سوا کسی پر توکل نہ کرو ترجید کو لازمی طور پر اختیار کرنا ترجید کو لازمی طور پر اختیار کرنا

اس طرح حضرت سیدنا غوث اعظم نے اپنے آخری سالوں میں بھی اس مقصد کی تبلیغ کا خیال رکھا جو آپ کے سپرد بغداد میں کیا گیا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت غوث اعظم کا مزار مبارک بغداد کے شرف میں واقع ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں وہ دیکھ رہے تھے اور غوطہ دار شاد کی مجلس میں پافرماتے

مزار مبارک یہ جگہ مدرسہ کے نام سے موسوم تھی چونکہ بعد ۷۰ سال آپ یہیں مدفون رہے اس لیے اس کے بعد وہ بار غوثیہ مزار غوثیہ کے نام سے موسوم چلا آیا ہے اس عمارت میں کئی عالیشان سیڑیاں آپ کے بعض فرزندوں کے مزار میں بھی لگے خانہ کتب خانہ اور دیگر ملکوں اور ملک طبع کی انامت کا یہی ہیں ۷۵ء میں

جس خلیفہ مارالہین انہ نے اس عمارت میں مزید توسیع کی لیکن ۹۱۲ء میں شاہ اسماعیل حسنوی شاہ ایران نے ہاتھوں ان عمارت کو نقصان پہنچا اسکے بعد ۹۴۱ء میں سلطان میمان عثمانی نے یہاں پر ایک خوبصورت اور عالیشان عمارت تعمیر کرائی ۱۲۱۸ء میں سلطان عبدالعزیز خان کے عہد میں از مرزا ظہیر ہوئی اور آج بھی عمارت اپنی شان و شکوہ کے ساتھ حضرت کے فیض باطنی کی نشاندہی کر رہی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الغیۃ لطابی طریق الحق

کے

تصنیف کا سبب

حمد کی سزا دار اسی اللہ کی ذات ہے جس سے ہر کتاب کی ابتداء اور جس کے ذکر سے ہر کلام کا آغاز ہوتا ہے۔ عام تصرف میں راحت و آرام پانے والے اسی کی حمد و ثنا کا انعام حاصل کریں گے۔ اسی کے نام سے ہر بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے اور ہر غم اور ہر مصیبت میں سکھ ہو یا دکھ ہر حال میں اسی کے سامنے تضرع اور سوال کے لئے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں۔ اس کو بلانے والا خواہ کسی زبان میں اس کو پکارے اور بلانے والا اس کی سنتا ہے اور عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ ہر شے عطا کرنے والا اور مطلوب مقصود تک پہنچانے والا وہی ہے۔ بسی اسی کا شکر ہے کہ اس نے نعمت سے سرفراز فرمایا اور حق کا راستہ واضح فرما کر اس پر چلایا۔ اللہ کے برگزیدہ رسول (حضرت) محمد پر رحمت و سلام ہو جو دنیا میں گمراہوں کو ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے تشریف لائے آپ کی آل و اصحاب کرام اور بزرگواران رسالت اور مقرب ملائکہ پر بھی درود و سلام ہو!!

حمد و صلوة کے بعد باعث زکاء و شش یہ ہے کہ میرے بعض احباب نے جن کو میری صدق بیانی کے بارے میں حسن ظن تھا مجھ سے اس کتاب کی تصنیف کی پرزور درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم کو توفیٰ اور فعلیٰ توفیقوں سے سچا ہے اور وہی نیکوں اور ارادوں سے واقف ہے اور وہی میرے بعض احباب کی اس خواہش کی تکمیل میں سہولت عطا کرنے والا ہے۔ ہم لائق سے دلوں کو ایک کرنے اور براہین کو نیکیوں سے بدل دیئے کی اس سے امید ہے۔ رہی گناہ اور قصور معاف کرنے اور ہمیں اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

جب مجھ پر اس بات کی صداقت زبدیہ کشف، ظاہر ہو گئی کہ ایک ایسی کتاب کی واقعی ضرورت ہے جو فرض و سنت اور اسلامی آداب کے سلسلے میں عوام کی رہنمائی کرے اور لوگ دلائل و براہین سے خالق کی معرفت حاصل کر

اور تیرا آن مجید اور حدیث نبوی سے ہدایت یاب ہو کر راہِ حق اختیار کریں اور اس اصرار سے اس دوست کی غرض صرف یہ ہے کہ راہِ حق پر چلنے والے کو ادا کر کے قلیل اور نواہی سے گریز میں تعاون حاصل ہو، پس میں نے اس کی درخواست قبول کر لی۔

حضرت کی نجات کی آرزو اور ثوابِ آخرت کی طلب کے ساتھ میں تالیف کتاب کے لئے بڑی مستعدی سے تیار ہو گیا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا، جو دلوں میں حق بات کا ارتقا فرماتا ہے۔

میں نے راہِ حق کے طلب کاروں کو تمام دوسری کتابوں سے بے نیاز بنانے کے لئے اس کتاب کو "الغنیۃ لطالب طریقۃ الحق" کے نام سے موسوم کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب ۱

دین اسلام کے

واجبات و فرائض

ایمان، نماز، زکوٰۃ، صدقہ فطر، روزہ، اعتکاف، حج اور عمرہ

ایمان جو شخص اسلام قبول کرنا چاہے اس پر سب سے پہلے واجب ہے کہ وہ کلمہ شہادت پڑھے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کا زبان سے اقرار کرے اور اسلام کے سوا تمام مذاہب سے بے تعلق ہو جائے اور ان سے بیزاری کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا دل میں یقین کامل رکھے، اس اعتقاد اور یقین کامل کی تشریح آئندہ مذکور ہوگی۔

دین اسلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا دین صرف دین اسلام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ یعنی بلاشبہ سچا دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ پھر فرمایا وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اور جس نے اسلام کے سوا کوئی اور دین پسند کیا اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

نومسلم کے حقوق جس شخص نے سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور اسلام میں داخل ہو گیا، اس کو قتل کرنا، اس کی اولاد کو قید کرنا اس کے مال و متاع کو لوٹنا (تمام مسلمانوں پر) حرام ہو گیا۔ اسلام لانے سے قبل اس سے جو گناہ سرزد ہوئے تھے اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَشَاءُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مِمَّا قَدْ سَلَفَ (اے نبی آپ ان کافروں سے فرمادیں کہ اگر یہ کفر سے باز آگئے تو ان کے پچھلے تمام

سے ذل کا حال اللہ جانتا ہے، سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والا صداقت قلب اور راستی ایمان کا اظہار کرے۔

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں، جب انھوں نے کلمہ توحید پڑھ لیا تو انھوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچالیا۔ بجز اس کے کہ ان کا کوئی حق واجب ہو سواں کا حساب اللہ تعالیٰ فرمائے گا“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ”اسلام ما قبل کے گناہوں کو فنا کر دیتا ہے“

نومسلم کا غسل اسلام میں داخل ہونے والے شخص کے لئے غسل اسلام واجب ہو جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمام بن اثال اور قیس بن اضم کو جب وہ اسلام لائے تو حکم دیا کہ

”غسل کرو ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ”اپنے جسم سے کفر کے بالوں کو ددر کر کے غسل کرو“

اسلام میں داخل ہونے والے پر نماز فرض ہو جاتی ہے اس لئے کہ اسلام قول و عمل دونوں کا نام ہے، زبانی نماز دعویٰ قول ہے اور عمل اس دعویٰ کا ثبوت ہے۔ بالفاظ دیگر قول صورت ہے اور عمل اس کی روح ہے۔

شرائط نماز نماز کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا نماز سے قبل پورا کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں۔

- (۱) پاک پانی سے جسم کو پاک کرنا (اس سے مراد وضو ہے)۔ پانی نہ ملے تو تیمم کرنا۔
- (۲) پاک کپڑے سے ستروپشی کرنا
- (۳) پاک جگہ کھڑا ہونا (پاک جگہ پر نماز پڑھنا)
- (۴) قبلہ کی طرف منہ ہونا
- (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) نماز کے لئے نیت کرنا۔

(جسم کی) طہارت کے لئے کچھ فرض اور کچھ سنیتیں ہیں، اسلام میں دس فرض یہ ہیں۔

طہارت ۱۔ نیت کرنا، یعنی ناپاکی کو دور کرنے کے لئے نیت کرے اور اگر تیمم کرنا ہو تو نماز کے مباح ہونے کا قصد کرے کہ تیمم سے حدیث دور نہیں ہوتا۔ پس زبانی نیت کے ساتھ ساتھ دل میں بھی اس کی گواہی دے تو یہ افضل ہے ورنہ صرف زبانی نیت بھی کافی ہے۔

- ۲۔ تسبیح (بسم اللہ پڑھنا) یعنی طہارت کے لئے پانی لیتے وقت بسم اللہ پڑھے۔
- ۳۔ کٹی کرنا یعنی منہ میں پانی بھر کر اور اسے منہ میں پھرا کر منہ سے پانی نکال دینا۔
- ۴۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناک کے دونوں نتھنوں میں پانی چڑھا کر اٹھیں صاف کرنا۔
- ۵۔ منہ دھونا۔ (پیشانی سے لیکر کہنٹیوں کے عرض میں ٹھوری کے نیچے تک) اس طرح کہ داڑھی کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے

۶۔ سر کے بالوں سے مراد سر کے بال ہیں جو حالت کفر میں بڑھے تھے، یعنی سر کے بال منڈا دو اور غسل کرو۔ (ترجمہ)

۷۔ جس طرح صلوٰۃ بغیر روح کے بیکار ہے اسی طرح قول بغیر عمل کے بیکار ہے۔ تب یہ شرائط صلوٰۃ خارج صلوٰۃ کہلاتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ شرائط ایسے ہیں جو داخل صلوٰۃ ہیں۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تیمم سے حدیث اور ناپاکی دونوں دور ہو جاتے ہیں۔

۸۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تسبیح فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔

۷۔ ہاتھ دھونا: دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔

۸۔ سر کا مسح: مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پانی میں ڈالے اور پھر خالی نکال کر انھیں سر کی اگلی جانب سے سر کی پچھلی جانب گردن تک لے جائے اور پھر اسی طرح وہاں تک واپس لائے جہاں سے مسح شروع کیا لیکن اس طرح کہ دونوں انگلیوں کے کانوں کے سوراخوں میں رہیں۔ اس سے فارغ ہو کر کان کے دونوں کتوں اور سوراخوں کا ان انگلیوں سے مسح کرے۔

۹۔ پاؤں دھونا: دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے جائیں۔

مذکورہ بالا تمام فرائض یکے بعد دیگرے ایک ساتھ بجالانا فرض ہیں۔

۱۰۔ ان تمام اعضا کو دھوتے وقت ان کی ترتیب کا خیال رکھنا: خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ۖ وَارْجُلَكُمْ اِلَى الْمَخْرَجِ ۚ وَارْحَمُوْا اَنْفُسَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (۱)۔ ان تمام اعضا کو دھوتے وقت ان کی ترتیب کا خیال رکھنا: خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ۖ وَارْجُلَكُمْ اِلَى الْمَخْرَجِ ۚ وَارْحَمُوْا اَنْفُسَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (۱)۔

۱۱۔ مولات یعنی ہر دوسرے عضو کو پہلے عضو کا پانی خشک ہونے سے پہلے دھونا۔

وضو میں دس سنتیں: وضو کی دس سنتیں یہ ہیں۔

۱۔ وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھولینا۔ (۲) سواک کرنا۔ (۳) کھلی (غرغره) کرنا۔ (۴) ناک کے دونوں سوراخوں میں پانی ڈال کر ان کو صاف کرنا، روزہ رکھا ہو تو کھلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں احتیاط برتے (کہ پانی حلق سے نیچے نہ اتر جائے) (۵) دائرہ کا خلال کرنا (۶) دونوں آنکھوں کے اندر پانی ڈال کر انکو دھونا (۷) دائیں جانب سے (آنکھوں کا دھونا) شروع کرنا۔ (۸) دونوں کانوں کے مسح کے لئے تازہ پانی لینا۔ (۹) گردن کا مسح کرنا۔ (۱۰) دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا (یعنی انگلیوں کو دوسری انگلیوں کے درمیان ڈالنا) (۱۱) وضو کے ہر عضو کو تین دفعہ دھونا۔

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ایسی پاک مٹی پر ماریں کہ گرد معمولی طریقہ پر دونوں ہاتھوں پر چٹ جائے۔ اس وقت فرض نماز کے مباح ہونے کی نیت کریں، تسمیہ پڑھیں، اپنی انگلیوں کو پھیلا کر مٹی پر ایک دفعہ ماریں، پھر ہاتھوں کے اندر کی طرف سے چہرے کو مسح کریں، پھر دونوں ہاتھوں کی پشت کا مسح کریں۔
(طہارت کبریٰ یعنی غسل کا بیان آدابِ خلا کے باب میں انشاء اللہ کیا جائے گا)

ستر عورت کسی پاکیزہ کپڑے سے ناف سے لیکر زانو تک اور کتہوں تک چھپانا ستر عورت ہے، ستر عورت کے لئے کپڑا ریشمی نہ ہو کیونکہ ریشمی کپڑے میں نماز نہیں ہوتی، کسی سے چھینے ہوئے یا چرائے ہوئے کپڑے میں نماز نہیں ہوتی۔

۱۔ ترتیب کا خیال رکھنا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سنت ہے۔ ۲۔ عام طور پر اس کو ستر پوشی کہا جاتا ہے۔

اس پر پاک کپڑا بچھا کر اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

نماز کی سمت
مکہ مکرمہ اور اس کے قریبی علاقے میں اگر کوئی ہو تو وہ عین کعبہ کی طرف رخ کرے اور اگر مکہ سے دور کسی اور جگہ پر ہو تو بھی کعبہ کی طرف رخ کرے اور کعبہ کا رخ معلوم کرنے کے لئے اپنے اجتہاد، سادہ دل آفتاب اور ہواؤں کے رخ کے ذریعہ سے سمت کعبہ کی تحقیق کر کے اس طرف رخ کرے۔

نماز کی نیت نیت کا مقام اصلی دل ہے (یعنی دل کے ارادے کا نام نیت ہے) چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی ہے اس پر کون سے یقین رکھنا اور اللہ تبارک تعالیٰ کا حکم جانتے ہوئے اس کو ادا کرنا واجب

ہے۔ دکھائے اور دوسروں کے سنانے کے لئے نہ ہو، نماز کے دوران دل کو خداوند تعالیٰ کے حضور میں اس وقت تک پورے طور پر حاضر رکھا جائے جب تک نماز سے فراغت حاصل نہ ہو جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ إِلَّا مَا حَضَرَ فِيهِ قَلْبُكَ (جس نماز میں تیرا دل حاضر نہ ہو وہ نماز ہی نہیں۔)

اوقاتِ نماز نماز کے وقت کا اندازہ اپنے یقین سے کر لیا جائے (جب کہ دن روشن اور صاف ہو) اور اگر آبریا آندھی (غبار) وغیرہ ہو اور وقت کا تعین (اندازے سے) نہ ہو سکے تو پھر گمان غالب ہی سے اس کا اندازہ کر لیا جائے وقت کا تعین یا گمان غالب سے اندازہ کر لینے کے بعد اذان اس طرح کہی جائے۔

اذان

الله أكبر - الله أكبر - الله أكبر - أشهد أن لا إله إلا الله -
أشهد أن لا إله إلا الله - أشهد أن محمدًا رسول الله - أشهد أن محمدًا رسول الله -
حتى على الصلوة - حتى على الصلوة - حتى على الفلاح - حتى على الفلاح - الله أكبر
الله أكبر - لا إله إلا الله -

اقامت اذان کے بعد جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اس طرح اقامت کہی جائے، اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ - حَتّٰی عَلَی الصَّلٰوۃِ - حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ - قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ - اللّٰهُ اَکْبَرُ، اللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ،

منجلی اور شافعی حضرات کے یہاں اقامت کے الفاظ حتیٰ علی الفلاح تکلیف ہیں جب کہ احناف کے یہاں دوسرے ہیں۔

آیات مجیدہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ: اَللّٰہُ اکْبَرُ کے علاوہ دوسرے تعظیمی الفاظ کا استعمال نماز شروع کرنے کے لئے جائز نہیں۔

نماز کے ارکان

نماز کے پندرہ رکن ہیں (۱) کھڑا ہونا (۲) تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) پڑھنا (۳) سورہ فاتحہ پڑھنا (۴) رکوع کرنا۔

(۵) رکوع میں ٹہرنا۔ (۶) رکوع سے کھڑا ہونا۔ (۷) مقبوضا ٹہرنا۔ (۸) سجدہ کرنا۔ (۹) سجدے میں قدرے ٹہرنا۔

(۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ (۱۱) اس بیٹھک میں قدرے توقف کرنا۔ (۱۲) قعدہ اخیرہ (آخری مرتبہ بیٹھنا)۔ (۱۳) آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا۔ (۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ (۱۵) سلام پھیر کر نماز ختم کرنا۔

نماز کے واجب

نماز کے واجبات نو ہیں۔ (۱) تکبیر کہنا (تکبیر تحریمہ کے سوا)۔ (۲) رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللہ

لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا اور (۳) رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔ (۴) رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

پڑھنا۔ (۵) دونوں بار سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا۔ (تین تین بار)۔ (۶) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت ایک بار

رَبِّ اغْفِرْ لِي کہنا۔ (۷) پہلا التَّحِيَّاتُ پڑھنا۔ (۸) پہلے تشہد کے لئے بیٹھنا۔ (۹) سلام اس نیت سے پھیرنا کہ میں نماز سے فارغ ہوا۔

نماز کی چودہ سنتیں

نماز کی سنتیں چودہ ہیں۔ (۱) نماز شروع کرنے وقت اِقْبِ وَجْهَكَ لِلدِّينِ فَطَرِ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُسْتَکِينِ پڑھنا۔ (۲) اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيمِ پڑھنا۔ (۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔ (۴) سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا۔ (۵) سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھنا۔

(۶) رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد مِلَّةَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کہنا۔ (۷) رکوع اور سجدے میں تسبیحات کو ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھنا۔ (۸) دونوں

سجدوں کے درمیان جلوس کی حالت میں رَبِّ اغْفِرْ لِي پڑھنا۔ (۹) ایک روایت کے مطابق ناک پر سجدہ کرے (سجدے میں ناک زمین پر لگائے)۔

(۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان قدرے آرام کے لئے بیٹھنا (جلسہ استراحت کرنا)۔ (۱۱) چار چیزوں سے پناہ مانگنا یعنی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ

عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ ذُنُوبِ الدَّجَالِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَغْیَا وَالْمَمَاتِ۔ پڑھنا۔ (۱۲) اللہ کی پناہ مانگنا

ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، مسیح الدجال کے فتنے سے اور زندگی و موت کے فتنے سے)۔ (۱۳) آخری قعدہ میں درود (شریف)

پڑھنے کے بعد وہ دعا پڑھنا جو حدیثوں میں آئی ہے۔ (۱۴) وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۵) دوسرا سلام پھیرنا (اس کا ثبوت ضعیف ثابت ہے)

ہمیات نماز

نماز کی ہیئات پچیس ہیں۔ (۱) نماز کی ہیئت سے ان پچیس امور کا تعلق ہے)؛ نماز شروع کرتے وقت رکوع میں

جاتے وقت رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دونوں ہاتھوں کا اٹھانا (دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں کہ دونوں مقبیلیاں

دونوں کندھوں کے برابر ہوں اور دونوں انگوٹھے کانوں کے پاس اور انگلیوں کے پوسے کانوں کی غمرہ تک پہنچ جائیں)۔ ہاتھ اس طرح

اٹھا کر پھر جھک دیئے جائیں۔ (۲) ناف کے اوپر بایاں ہاتھ ہو اور اس ہاتھ کے اوپر دایاں ہاتھ دکھا جائے۔ (۳) سجدے کے مقام پر نظر رکھی

جائے۔ (۴) جن نمازوں میں قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ ان میں بلند آواز سے قرأت پڑھنا اور ادا میں بھی بلند آواز سے کہنا اور

جن نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھی جاتی ہے ان میں آہستہ پڑھنا اور ادا میں بھی آہستہ کہنا۔ رکوع میں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر

رکھنا۔ رکوع کے بعد پیٹھ سیدھی کرنا۔ سجدے میں دونوں بازوؤں کو دونوں پہلوؤں سے الگ رکھنا۔ سجدے میں جاتے وقت گھٹنوں کو

زمین پر پہلے رکھنا، پھر ہاتھوں کا رکھنا۔ سجدے میں دونوں بازوؤں کو پیٹ اور پیلوں سے الگ رکھنا۔ سجدے میں دونوں گھٹنوں

کو الگ فاصلہ سے رکھنا۔ دونوں ہاتھوں کا دونوں مونڈھوں کے مقابل رکھنا۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت قعدہ اولیٰ میں ایک پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور قعدہ اخیرہ میں سرین کے بل بیٹھنا، دائیں ران پر دایاں ہاتھ اور بائیں ران پر بائیں ہاتھ رکھنا۔ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بند رکھنا۔ بند ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرنا۔ اس طرح کہ انگوٹھے سے درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ کیا ہو۔ بائیں ہاتھ کی انگلیاں گھلی ہوئی ران پر رکھی ہوں۔

ان شرطوں میں سے کوئی شرط بھی کسی عذر شرعی کے سوا اگر ترک کر دی جائے گی تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر کسی رکن کو قصداً ترک کر دیا یا غلطی سے کسی رکن کو چھوڑ دیا گیا تو نماز نہ ہوگی۔ اگر واجب کو غلطی سے ترک کرے تو سجدہ سہو سے نماز ہو جائے اور اگر واجب کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ کسی سنت یا نماز کی ہیئت کے ترک سے نماز باطل ہوتی ہے اور نہ سجدہ سہو لازم آئے گا۔

زکوٰۃ

مسلمان پر زکوٰۃ اس حالت میں واجب ہوتی ہے جب وہ صاحب نصاب ہو (جس کے پاس موجب زکوٰۃ مال ہو)۔ زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے۔ تیس مثقال سونا یا دوسو درہم چاندی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر مال تجارت یا پانچ اونٹ یا تیس (راس) گائیں یا بھینسیں یا چالیس بکریاں، بشرطیکہ یہ سب جانور پورے سال جنگل میں آزاد مفت چرتے ہوں۔ نصاب زکوٰۃ ہیں، غلام اور مکاتب پر زکوٰۃ واجب (فیض) نہیں ہے۔

نصاب سونے یا چاندی پر چالیسواں حصہ، یعنی بیس دینار پر نصف دینار، دوسو درہم پر پانچ درہم۔ اگر پانچ اونٹ ہوں تو ایک بھیر یا بکری (بھیر شش ماہہ اور بکری ایک سالہ) دس اونٹ ہوں تو دو بکریاں یا دو بھیریں۔ ۱۵ اونٹوں پر تین بکریاں (یا بھیریں) ۲۰ اونٹوں پر چار بھیر بکریاں دی جائیں چھپتیس اونٹوں کے مالک پورے سال بھیر کی ادائیگی دینا واجب ہے (جو ایک سال کی پوری ہو) اگر سال بھیر کی ادائیگی موجود نہ ہو تو دو برس سے زیادہ عمر کا ایک اونٹ دیا جائے۔

چھپتیس اونٹوں کا مالک دو سال کی ایک ادائیگی زکوٰۃ میں سے چھپالیس اونٹوں کا مالک تین سال کی عمر کا ایک اونٹ

زکوٰۃ ہے۔ اکٹھے (۱۱) اونٹوں پر ایک اونٹ زکوٰۃ ہے جو چار سال پورے کر کے پانچویں سال میں داخل ہوگی ہو، چھتر (۱۲) اونٹوں والا دو برس کی دو اونٹیاں زکوٰۃ ہے۔ اکیانوے سے ایک سو بیس اونٹوں تک تین تین برس کے دو اونٹ دینا ہونگے، اس سے زیادہ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ہر چالیس میں سے دو برس کی ایک اونٹنی زکوٰۃ ہے اور ہر پچاس پر تین سال کا ایک اونٹ زکوٰۃ ہے۔

گائے بھینس کا نصاب اگر تیس (۳۰) گائے یا بھینس کا مالک ہو تو ایک برس کا بچہ (نر یا مادہ) زکوٰۃ ہے، اگر چالیس ہوں تو ایک بچہ (نر یا مادہ) جو دو سال کا ہو اور ساٹھ گایوں پر دو بچے جن کی عمر ایک سال ہے زکوٰۃ ہے جب گائیں شتر تک پہنچ جائیں تو اس میں سے ایک بچہ سال بھر کا اور ایک بچہ دو سال زکوٰۃ ہے۔ اسی طرح پرتیس گایوں سے ایک ایک بچہ ایک سال کا اور ہر چالیس سے ہر پچہ دو برس کا نکالے۔

بکریوں کا نصاب چالیس سے ایک سو بیس بکریوں تک ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ اگر تعداد اس سے زیادہ ہو تو دو سو کی تعداد تک دو بکریاں یا دو بھیریں۔ اگر دو سو سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو تین سو تک تین بکریاں یا بھیریں زکوٰۃ ہیں۔ اس سے آگے ہر سیکڑے پر ایک دی جائے

مصرف زکوٰۃ

زکوٰۃ کے مستحق مال زکوٰۃ کے حقدار آٹھ قسم کے (لوگ) ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا (إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسْكِينِ وَ الْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغَارِمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) یعنی فقرا (وہ نادار لوگ جن کے پاس گزر بسر کے لئے کچھ نہ ہو) مسکین (وہ مفلس جس کے پاس کچھ نہ ہو مگر بقدر ضرورت نہ ہو)۔ زکوٰۃ کے عاملین یعنی کارندے اور کارکن (زکوٰۃ وصول کرنے اور بیت المال تک پہنچانے والے) مؤلفۃ القلوب (ایسے کافر جن کو اگر مال دیا جائے تو ان کے مسلمان ہو جانے کی امید اور توقع ہو یا کم از کم مسلمانوں کو ان کی شرارتوں سے محفوظ رکھا جاسکے)۔ غلاموں کو آزاد کرانے میں۔ ایسے قرضداروں کی اعانت میں جن کو ادائے قرض کی طاقت نہ ہو۔ وہ مجاہدین جو بغیر کسی عوض یا تنخواہ کے کافروں کے ساتھ جہاد میں مشغول ہیں۔ ایسا مسافر جس کے پاس سفر خرچ نہ ہو اور وہ پردیس میں اس کی دہر سے پڑا ہو۔

صدقہ نافلہ فرض زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد نفل خیرات ہر زمانے میں اور ہر وقت مستحب ہے، خصوصاً برکت والے مہینوں اور دنوں میں تو اور بھی افضل ہے۔ مثلاً رجب، شعبان اور رمضان کے مہینوں میں۔ عید کے ایام۔ محرم کے دس دن، قحط سالی اور تنگ حالی کے دنوں میں افضل ہے۔ صدقہ نفل ادا کرنے والوں کے مال میں خیر و برکت ہوتی ہے اور اس کے اہل و عیال امن و امان اور آرام سے رہتے ہیں اس کے علاوہ آخرت میں بڑا ثواب ملتا ہے۔

لے جو شخص اپنے شہر سے کسی دوسرے شہر کے لئے سفر کا ارادہ کرے اس کو زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہیں۔

صدقہ فطر

جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے بوی بچوں کی ضروریات سے زیادہ روزی ہو تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ عید کی رات یا عید کے دن اپنی ذات، اپنی اولاد، بیوی، غلام، باندی، ماں باپ، بھائی بہن، چچا اور چچا کی اولاد اور قریبی اقرا کی طرف سے بشرطیکہ ان کی کفالت اور نان نفقہ کی ذمہ داری اس پر ہو، صدقہ فطر ادا کرے۔

صدقہ فطر کی مقدار کھجور، کشمش، گہوں، جو یا ان کے سنتو، آٹا ایک صاع ہے جو وزن میں ساڑھے پانچ رطل عراقی ہے برقول صحیح پئیسری ہے (صدقہ فطر میں دیا جاسکتا ہے) اگر کہیں یہ چیزیں نہ ہوں تو شہر میں جو غلہ عموماً استعمال ہوتا ہے مثلاً پیادل، جوار، چنا وغیرہ اسی میں سے اتنی مقدار ادا کرے۔

روزہ

جب رمضان کا (مبارک) مہینہ آجائے تو ہر مسلمان پر اس کے روزے واجب ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** (جو شخص تم میں سے رمضان کو پائے تو اس میں روزے رکھے)۔

اگر چاند دیکھ کر ایسی عادل ثقہ آدمی کی شہادت سے یا شعبان کی تیسویں رات کو بادل یا غبار کی وجہ سے چاند نہ دیکھنے یا ماہ شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے سے رمضان کی آمد ثابت ہو جائے تو دوسرے دن سے روزے رکھے اور وقت مغرب سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک جس وقت چاہے نیت کرے۔ روزانہ پورے مہینے اسی طرح نیت کیا کرے۔ ایک ضعیف روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر رمضان کی پہلی رات میں مہینے بھر کے روزوں کی نیت ایک ساتھ کر لی تو کافی ہے۔

صبح سے لیکر پورے دن کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرے، کوئی شے بھی باہر کی طرف سے پیٹ کے اندر داخل نہ ہو چنانچہ بدن سے خون نکالے نہ کسی دوسرے سے نکلوائے (پچنے نہ خود لگائے نہ دوسرے سے لگوائے)۔ خود تھے نہ کرے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے انزال کی صورت پیش آئے۔

قضا و کفارہ اوپر بیان کی ہوئی احتیاطوں کو ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے، اگر ان احکام میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی کرے گا تو قضا لازم آئے گی (روزہ باطل ہو جائے گا) اور اس دن بھی شام تک ہر ممنوعہ چیز سے

پرہیز رکھنا ضروری ہوگا۔ روزہ کے درمیان (روزے کی حالت میں) جماع کرنے سے کفارہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔ (۱) یعنی کسی مسلمان باندی یا غلام کو آزاد کرنا جو تندرست اور کام کاج کرنے کے قابل ہو (اندھا، لنگڑا، لولا، لنگہ یا بہرانہ ہو) (۲) اگر اس کی طاقت نہ ہو تو متواتر دو ماہ تک روزے رکھے (۳) یہ بھی نہ ہو سکے تو ساتھ فقیروں کو کھانا کھلائے اس طرح کہ ہر مسکین یا فقیر کو کم از کم ۳۴۰ درہم دینی گہوں دے یا ہر ایک کو نصف صاع (۱۶۵، ۱۷۰) کھجور یا جو یا اس شہر میں جو غلہ کھایا جاتا ہو وہ دیدے لیکن اگر کچھ دینے کی توفیق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور دوسرے روز کوئی اچھا عمل کرے۔

۱ صاع کا مماثل وزن ہمارے ملک میں ۳۵۱ تولے ہے، احتیاط ساڑھے چار سیر شمار کیا جاتا ہے۔

رمضان کے مہینے میں دن کے وقت کسی جوان عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں نہ رہے نہ بوسہ لے خواہ وہ اس کی محرم ہی کیوں نہ ہو، زوالِ آفتاب کے بعد مسواک سے پرہیز کرے، گوند چبانے، تھوک منہ میں جمع کر کے نکلنے، پختے دقت کھانے کا مزایا نہ مک چکھنے سے اجتناب کرے؛

سحر و افطار کسی کی غیبت، برائی کرنے، جھوٹ بولنے اور گالی گلوچ سے پرہیز کرے۔ بادل دالے دن افطار میں تاخیر کرے ورنہ افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، اگر ایسے لوگوں میں سے نہ ہو جن کو طلوع فجر کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ (جیسے نابینا، کمزور نظر والا) تو اسے سحری تاخیر سے نہیں، کھانا چاہیے بلکہ جلد کھائے ورنہ آخر رات تک توقف کر کے سحری کھانا افضل ہے۔

افطار افضل یہ ہے کہ کھجور یا پانی سے افطار کرے اور افطار کے وقت وہی دعا کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے روزہ رکھا ہے اور (افطار میں) شام کا کھانا اس کے سامنے لایا جائے تو (افطار کرتے وقت) یہ دعا پڑھے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَىٰ رِزْقِكَ افْطَرْتُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا فَاِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ**

اعتکاف

مسلمان کے لئے اعتکاف میں بیٹھنا مستحب ہے، اعتکاف کے لئے اس مسجد میں بیٹھنا چاہئے جس میں نماز باجماعت ادا ہوتی ہو، اس مقصد کے لئے سب سے بہتر جامع مسجد ہے کہ اگر اعتکاف کے دوران جمعہ کا دن آجائے تو معتکف نماز جمعہ بھی ادا کر سکے، اعتکاف کے لئے روزہ دار ہونا زیادہ بہتر ہے، مگر روزہ رکھے بغیر بھی اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔ روزہ رکھنا اس لئے بہتر ہے کہ اعتکاف کرنے والے کو روزہ اس کی مقصد براری میں مدد دیتا ہے، یہ نفسِ امارہ کی خواہشوں کا قیلع فتح کرتا ہے۔ اعتکاف کے لغوی معنی ہیں: اپنے آپ کو کسی خاص مقام میں روکے رکھنا، کسی چیز پر جمع رہنا اور کسی شے پر پابندی اختیار کرنا۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، **مَا هِيَ التَّائِيْلُ الَّتِي اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ** (یہ کیا مورتیاں ہیں تم جن کی پوجا، پر جھے ہوئے ہو۔)

اعتکاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور سنت صحابہؓ بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا تھا اور وصال شریف کے وقت تک اسی سنت پر قیام فرمایا اور صحابہؓ (کرام) کو بھی اس کی دعوت فرمائی اور فرمایا جو کوئی اعتکاف کرنا چاہے تو رمضان کے آخری عشرہ (دس دن) میں کرے۔ اعتکاف کرنے والا حالتِ اعتکاف میں

لے میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ لے اللہ میں نے روزہ تیرے لئے رکھا اور تیرے ہی رزق سے اسے کھولا، تو پاک ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے۔ لے اللہ تو ہم سے (اس روزے کو) قبول کر۔ بیشک تو سننے اور جاننے والا ہے۔

ایسے کاموں میں مشغول رہے جو قرب الہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں مثلاً تلاوت قرآن پاک، تسبیح و تہلیل (سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑھنا) صفات الہی میں غور و خوض اور مراقبہ میں مشغول رہے۔ اور بیکار قول و عمل سے بچے، اللہ کی یاد کے علاوہ ہر ذکر سے خاموش رہے، علم دین پڑھنا اور تفسیر شریف پڑھنا جائز ہے چونکہ اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اس لئے یہ اس عبادت سے افضل ہے جس کا فائدہ تنہا عابد کو حاصل ہوتا ہے۔

غسل جنابت (ناپاکی)، کھانے پینے، قضا حاجت (بول و براز) کے لئے اعتکاف سے باہر آنا جائز ہے اسی طرح فتنے، سخت بیماری اور جان جانے کے اندیشے کی صورت میں اعتکاف سے باہر آنا جائز ہے۔

حج اور عمرہ

شرائط حج ایک مسلمان پر جب تمام شرائط حج موجود ہوں تو فوراً حج اور عمرہ اس پر فرض ہو جاتا ہے، شرائط حج یہ ہیں: اسلام قبول کرنے کے بعد آزاد ہو (غلام نہ ہو)، عاقل اور بالغ ہو۔ پاگل نہ ہو، حج کے اخراجات موجود ہوں، سفر کے دوران سواری کی طانت ہو، راہ میں کسی قسم کا شدید خطرہ نہ ہو، وقت میں اتنی گنجائش ہو کہ جا کر حج کر سکے، اہل و عیال کے لئے اس قدر خرچ ہتیا کر دیا ہو کہ گھر والے کی غیر حاضری میں ان کے لئے کافی ہو اور رہنے کے لئے مکان ہو۔ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کر چکا ہو۔ واپس آنے کے بعد بھی گھر پر کچھ سامان موجود ہو (کچھ اند وختہ ہو یا جائیداد کا کرایہ وغیرہ)۔

اگر ان احکام کی خلاف ورزی کرے گا، اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے، مقروض تھا اور قرض ادا کر کے بغیر جانے کا ارادہ کرے تو ان صورتوں میں ثواب کے بجائے گناہ کمائے گا، اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کُفًی بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقْوَتُهُ (آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی روزی اس کے ذمہ ہے انھیں ضائع کر دے) جس نے شرائط مذکورہ کے مطابق حج کیا اور خلاف شریعت کوئی کام نہ کیا اور حج و عمرہ ادا کیا تو اس کا فرض ادا ہو گیا۔

میقات احرام

شرعی میقات مغرب والوں (مغربی ممالک کے لوگوں) کے لئے جحفہ، مشرق والوں کے لئے ذات عرق، اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہل یمن کے لئے یلملم اور نجد کے رہنے والوں کے لئے قسطن مقرر ہے۔

جب میقات شرعی پر پہنچے تو غسل کر کے پاک صاف ہو اور اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کرے پھر تہبند باندھ کر چادر اوڑھے۔ یہ دونوں کپڑے سفید اور پاکیزہ ہوں۔ پھر خوشبو لگا کر دو رکعت نماز پڑھ کر احرام باندھ لے، احرام کی نیت دل میں بھی کرے اور زبان سے

لے میقات اس مقام کو کہتے ہیں جس سے آگے مکہ جانے والا بغیر احرام باندھے نہ جاسکے۔

لے برضیہ ہند و پاک کے مسلمانوں کے لئے یلملم ہے۔

بھی۔ اگر تمتع کرنا چاہے تو صرف عمرہ کے لئے اور صرف حج کرنا چاہے تو صرف حج کے لئے اور دونوں یکجا کرنا چاہے تو دونوں کیلئے یکجائیت کرے، نیت کے الفاظ یہ ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ يَا اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ يَا اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ جَمِيعًا فَتَسِّرْ ذَلِكَ لِي وَتَقَبَّلْ مِنِّي۔ (اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں یا الہی میں حج کرنا چاہتا ہوں یا الہی میں عمرہ اور حج دونوں کرنا چاہتا ہوں مجھے اس کی توفیق عنایت کر اور قبول فرما۔) اس کے بعد تلبیہ کہے، تلبیہ (لبیک) کے الفاظ یہ ہیں۔

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعَمَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ه (میں تیرے لئے حاضر ہوں، الہی میں تیرے لئے حاضر ہوا۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیرے لئے حاضر ہوا، حمد اور فضل تیرے ہی لئے ہے، اور حکومت تیری ہے اور کوئی تیرا شریک نہیں ہے۔)

لبیک اونچی آواز سے کہے، احرام باندھنے کے بعد پانچوں وقت کی نماز کے بعد رات اور دن کے شروع ہونے کے وقت، جب کسی ساتھی سے طاقات ہو یا جب کسی بلندی پر چڑھے یا بلندی سے نیچے آئے یا کسی اور کو تلبیہ پڑھتے سنے تو، مسجد حرام میں اور ہر عزت والے مقام پر تلبیہ کہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عرض کر کے اپنے اعزاء و احباب کے لئے دعا مانگے۔

احرام کے مسائل احرام باندھنے کے بعد سر کو (کسی وقت) نہ دھوا پیئے نہ سلا ہوا کپڑا پہنے اور نہ موزا پہنے۔ اگر ان ممنوعات میں سے کسی امر کا مرتکب ہوگا تو ایک بکری کی قربانی دینا لازم ہوگی لیکن جب بغیر سلا

ہوا نہ بند نہ ملے اور نہ بغیر سلائی کے جو تے پہننے کو میسر آئیں تو ایسی صورت میں سلا ہوا کپڑا اور جو تے پہن لے، احرام باندھنے کے بعد اپنے بدن اور کپڑوں پر کسی قسم کی خوشبو نہ لگائیں اگر قصداً ایسا کیا تو کپڑوں کو دھونا ہوگا اور ایک بکری کی قربانی دینا ہوگی۔ ناخن اور بال کٹوانا بھی منع ہیں، تین ناخن کاٹنے یا تین بال مونڈنے والے کو ایک بکری کی قربانی دینا ہوگی، اگر تین سے کم ناخن کاٹے یا تین سے کم بال مونڈے یا تہائی سر سے کم مونڈایا تو ہر ناخن اور ہر بال کے عوض دس چھٹانک گھسوں یا ہونکے

جنسی قیود احرام کی حالت میں اپنا نکاح کرنا یا کسی اور کے نکاح میں شامل ہونا دونوں باتیں منع ہیں، اپنی منکوحہ یا لونڈی سے احرام کی حالت میں جماع بھی ممنوع ہے۔ البتہ بیوی کے پاس آنا جانا منع نہیں ہے اس کے خلاف۔

کرنے والے کاج باطل ہو جائے گا بشرطیکہ یہ جماع عقبہ کے سنگریزے مارنے سے پہلے واقع ہوا ہو، اگر قصداً اپنی منی خارج کرے یا بار بار عورت کی طرف دیکھے اور اس صورت سے انزال ہو جائے گا تو کفارہ میں ایک بکری کی قربانی دینا ہوگی۔

حیوانات کا شکار خود شکار کرنا یا کسی سے شکار کرانا (یعنی کسی کو شکار کی ترغیب دینا یا شکار میں مدد دینا)، شکار اور کیرے مکوٹے مارنا کے لئے رہنمائی کرنا، ذبح کرنے میں مدد دینا۔ شکار کے لئے ہتھیار ہتیا کرنا، یہ سب باتیں منع ہیں۔

سے تمتع حج کی اس صورت کو کہتے ہیں جس میں ایام حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا جائے اور پھر اسی سال اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے، ایسے شخص کو تمتع کہتے ہیں۔ اسے بدن کے کسی حصہ کے بال مراد ہیں۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی کام کرے گا تو شکار کئے ہوئے جانور کی مانند جانوروں میں سے کفارہ دینا ہوگا یعنی اگر شتر مرغ شکار کیا ہے تو اس کے بدلے اونٹ کی قربانی دینی ہوگی، اسی طرح گورخر اور نیل گائے کے عوض گائے کی قربانی، ہرن یا لوٹری کے عوض بکری کی قربانی، بچو (گفتار) کے بدلے مینڈھا، خرگوش کے عوض بکری کا بچہ، گھولس (جنگلی چوہے) کے بدلے چار ماہ کی عمر کا بکری کا بچہ، سوسمار (گود) کے بدلے بکری کا بچہ، بڑی کے عوض بڑا اور چھوٹی سوسمار کے عوض چھوٹا بچہ، ہر کبوتر کے عوض ایک بکری، اگر مثلی جانور نہ ہو تو اس کی قیمت دو ثقہ مسلمانوں سے تجویز کر کے خیرات کرنا لازم ہے۔

پالتو (اہلی) جانور کو محرم کے لئے ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے، ہر موذی جانور کو بحالت احرام قتل کرنا (مار ڈالنا) جائز ہے جیسے سانپ، بھینس، کائٹے، دالاکٹا، شیر، چیتا، بھیریا، بھگڑا (پلنگ)، ابلق، کوا، چیل، باز۔ ان کے علاوہ بھڑ، مچھر، پسو، کھٹمل، چچری، چھکی، مکھی اور زمین کے رہنے والے (ہر موذی) جانور کا مارنا جائز ہے، چوٹی اگر ایذا دے تو اسے بھی مارنا جائز ہے۔ جوڈوں اور ان کے انڈوں کا بھی ایک روایت میں ہی حکم ہے۔ دوسری روایت میں بقدر ممکن کچھ خیرات کرنا لازم ہے۔ حرم کے جانور کو غیر محرم بھی قتل نہ کرے اگر ایسا کرے گا تو بحالت احرام شکار کو قتل کرنے پر جو کفارہ اور قربانی کا حکم ہے وہی اس صورت میں بھی جاری رہیگا۔

درخت | حرم کے درختوں کو نہ کاٹے نہ اکھاڑے ورنہ بڑے درخت کے عوض گائے اور چھوٹے درخت کے بدلے بھیر کی قربانی دینا ہوگی۔

مدینہ منورہ کے جانوروں اور درختوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ آذان میں صرف اس شخص کے کپڑے چھین لئے جائیں، چھینے ہوئے کپڑے چھیننے والے پر حلال ہیں۔

مسائل حج

اگر وقت میں گنجائش ہو اور یوم عرفہ سے کچھ دن پہلے مکہ میں داخل ہونے کا امکان ہو تو مستحب ہے کہ خوب اچھی طرح غسل کر کے مکہ کی بالائی جانب سے داخل ہو، جب مسجد حرام پر پہنچے تو باب بنی شیبہ سے حرم کے اندر داخل ہو اور خانہ کعبہ جب نظر کے سامنے آئے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ	الہی بیشک تو عافیت بخشے والا ہے، اور قمری ہی طرف سے
حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اللَّهُمَّ نَزِدْ هَذَا	سلامتی ہے، اے پروردگار ہم کو عافیت کے ساتھ زندہ رکھ، الہی اس
الْبَيْتِ تَعْظِيمًا وَتَشْرِيفًا وَتَكْرِيمًا وَمَهَابَةً وَ	گھر کی عظمت اور شرف و وقار اور خیر میں اضافہ فرما۔
بِرَّادٍ وَمِنْ شَرَفِهِ وَعَظَمَتِهِ مِثْقَلُ حَبَّةٍ أَوْ اعْتَمَرَكَ	اور جو حج اور عمرہ کرنے والے اس کی تعظیم و تکریم کریں

اے مکہ معظمہ اور اس کے ارد گرد کے مقامات کو حرم کہتے ہیں، حرم کے حدود ہر طرف سے یکساں نہیں ہیں بلکہ مختلف ہیں۔ مدینہ منورہ کی جانب مکہ سے مسافت تک حرم کے حدود ہیں۔ عراق، یمن اور طائف کی طرف سات میل اور مدینہ کی طرف سے دس میل تک حدود حرم ہیں۔

تَعْظِيمًا وَتَشْرِيفًا وَتَكْرِيمًا وَصَهَابَةً وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
كَثِيرًا كَمَا هُوَ أَهْلُهُ وَكَمَا يَلْتَمِشُ بِكُمْ وَجْهِكَ
وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ هَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَلَّغَنِي بَيْتَهُ
وَرَأَى لِي ذَٰلِكَ أَهْلًا وَالحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ،
اللَّهُمَّ أَنْتَ دَعَوْتَ إِلَى حَجِّ بَيْتِكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ
لِذَٰلِكَ اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي وَاعْفُ عَنِّي وَاصْلِحْ لِي
شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ه

الہی ان کی غطت، شرف اور وقار میں بھی اضافہ فرما، اللہ
کے لئے بھرت حمد و ثنا ہے جیسا کہ وہ اس کا مستحق ہے اور جس طرح
کہ تیری ذات بزرگی اور عزت و جلال کے لئے مناسب ہے اللہ کا شکر
ہے جس نے مجھے اپنے گھر تک پہنچایا اور مجھے اس کے لائق بنانا اور ہر حال
میں اللہ کا شکر ہے الہی تو نے مجھے اپنے گھر کا حج کرنے کے لئے بلایا
اور ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ الہی میرے حج کو قبول فرما اور میری
خظاوں سے درگزر فرما اور میرا ہر حال درست فرمادے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

اس کے بعد یعنی یہ دعا پڑھنے کے بعد ابتدائی طواف (جس کو طواف قدوم کہتے ہیں) سبجالائے اپنی چادر سے مضطرب
کرے یعنی اس طرح اوڑھے کہ دایاں شانہ کھلا رہے اور داییں بغل کے نیچے سے نکال کر چادر کا پلو بائیں مونڈھے پر
ڈال لے جس سے بائیں شانہ چھپ جائے پھر حجر اسود کے پاس آئے اُسے ہاتھ سے چھوئے اور ممکن ہو تو بوسہ دے ورنہ ہاتھوں
کو ہی بوسہ دے اگر مجموع کے باعث حجر اسود کو نہ چھو سکے اور نہ اس کے قریب پہنچ سکے تو درہم سے اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ ہی کر دے
اور یہ الفاظ زبان سے ادا کرے۔

بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَقْصِدًا لِقَا (ترجمہ) میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بزرگ ہے۔ اے اللہ
بِکِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَارْتِبَاعًا لِسُنَّةِ
نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ه

طواف داییں جانب سے شروع کرے اس کے بعد بیت اللہ کے دروازے کی طرف لوٹے پھر اس پتھر کی طرف جائے۔
جس کے اوپر خانہ کعبہ کا پرانا رکھا ہے۔ تیزی اور قوت کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ گزریں۔ رکن یمنی پر پہنچے تو اس
کو ہاتھ سے چھو لے اس کو بوسہ نہ دے، اسی طرح حجر اسود تک آئے، اس پوسے طواف کو ایک پھیرا شمار کرے، دوبارہ اور دوبارہ
بھی اسی صورت سے چکر لگائے اور ہر طواف کے دوران یہ دعا پڑھے اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا وَسَعْيًا مَشْكُورًا
وَذَنْبًا مَغْفُورًا ه (اے اللہ حج قبول فرما اور اس کی کوشش کے عوض مجھے جزا دے اور میرے گناہ معاف فرما دے۔)

اس کے بعد آہستہ آہستہ چل کر باقی چار طواف یوسے کرے، ان باقی چار طوافوں کے دوران یہ دعا پڑھے۔
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ عَمَّا تَعْلَمُ وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ، اللَّهُمَّ۔ (اے پروردگار بخش دے اور رحم فرما
اور میری خطا جو تجھے معلوم ہے اس سے درگزر فرما، تو بڑی عزت اور بزرگی والا ہے۔)

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ه (اے ہمارے رب ہم کو دونوں جہان کی
بھلائی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔) اس کے علاوہ دنیا و دین کی بھلائی کے لئے جو دعا کرنا چاہے کرے۔

جو شخص طواف قدوم کی نیت کرے اس کو چاہیے کہ وہ دنیاوی نجاست اور پلیدی سے پاک ہو، ستر عورت کئے ہوئے ہو۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خانہ کعبہ کا طواف بھی نماز ہی ہے۔ (فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ نے طواف کرنے والے کو بولنے کی اجازت
 دے دی ہے اور نماز میں بولنے کی اجازت نہیں ہے)۔

طواف کے بعد | طواف سے فراغت کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے پہنچ کر دو رکعتیں مختصر پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ
 کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھے پھر لوٹ کر حجر اسود چھو کر
 دروازہ سے نکلا کر کوہ صفا کی جانب چلا جائے اور اتنا اونچا چڑھ جائے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے اوپر چڑھ کر تین بار
 اللہ اکبر کہ کر یہ الفاظ کہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ہَدٰۤا اِنَّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ (ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کیونکہ اسی نے ہمیں ہدایت اور راستی
 لا شَرِکَ لَہٗ صَدَقَ وَعْدُکَ وَ لَصَرَ عَبْدُکَ وَ هٰنَہٗ اِلَّا حَزَابٌ وَ حَذٰکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا
 نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاکَ مُخْلِصِیْنَ لَہٗ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِهَ
 الْکَافِرُوْنَ ہ

کاراستہ دکھایا۔ کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ اس کی ذات و صفات
 میں کوئی اس کا شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اپنے بندے کی مدد
 کی اور کافروں کو شکست دی وہ یکتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور
 صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں خلوص کے ساتھ اسی اطاعت کرتے ہیں اگرچہ ان کا کفر ہو

یہ دعا پڑھنے کے بعد کوہ صفا سے اتر کر لڑیک کہے، دوسری اور تیسری مرتبہ دعا پڑھے، پھر نیچے اتر کر اتنا پیدل چلے کہ اس
 سبز نیل (میل اخضر) سے جو مسجد کے قریب کھڑا ہے، چھ ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے پھر تیزی کے ساتھ چل کر باقی دو سبز نشاںوں
 (پتھروں) تک جا پہنچے، اس کے بعد ملکی رفتار سے چل کر مزدہ تک پہنچ کر اوپر چڑھ جائے اور جو عمل صفا پر کیا تھا وہی مزدہ پر کرے
 پھر اس سے اتر کر سعی کرے اور دونوں سبز نشاںوں کے درمیان دوڑے یہاں تک کہ کوہ صفا پر آجائے اس کے بعد دوبارہ پھر اسی طرح
 کرے، ایسا عمل سات بار کرے۔ (پہلا چکر صفا سے شروع کرے اور مزدہ پر ختم کرے) جس طرح طواف کے وقت طہارت ضروری ہے
 اسی طرح صفا اور مزدہ کے درمیان سعی کے وقت بھی پاک ہونا لازم ہے۔

۸ ذی الحجہ | جب طواف کعبہ اور سعی سے فارغ ہو جائے تو اگر حج تمتع کی نیت کی ہے تو اپنا سر منڈا دے یا بال ترشوائے
 بشرطیکہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو، اس حلق و قصر کے بعد وہ ہر کام اس کے لئے جائز ہے جو غیر محرم آدمی کر سکتا ہے
 جب مزدیہ (۸ ذی الحجہ) کا دن آجائے تو اس روز مکہ سے حج کے لئے احرام باندھے اور منیٰ میں آئے۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی
 نمازیں وہیں ادا کرے اور وہیں رات گزارے، اگلے دن فجر کی نماز بھی وہیں ادا کرے سورج طلوع ہونے کے بعد دوسروں کے ساتھ
 چل کر اس جگہ پہنچے جہاں عرفہ کے دن لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

سورج ڈھل جائے تو امام خطبہ پڑھے، خطبہ میں لوگوں کو بتائے کہ ان کو کیا کرنا چاہیے مثلاً وقوف کا حکم، وقوف کا
 وقت، وقوف کی جگہ، عرفات سے روانگی، مزدلفہ میں نماز کی ادائیگی اور شب باقی، کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، سر منڈانا، بیت اللہ

کا طواف وغیرہ۔ پھر امام کے ساتھ طہر و عصر کی نمازیں (ایک ساتھ جمع کر کے) پڑھے، مگر اقامت ہر نماز کی جدا جدا ہے پھر امام سے قریب ہو کر جبل رحمت اور صخرات (سنگریزوں) کی طرف بڑھے اور قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا خوب کرے۔ اللہ کی یاد اکثر و بیشتر ان الفاظ میں کرے (یہ دعا پڑھے)۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اسی کی حکومت ہے، اَلْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ۔

ہے، اسی کے لئے ہر تعریف خالص ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور مری مارتا ہے، وہی زندہ ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔ اسی کے ہاتھ میں ہر بھلائی ہے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ الہی میرے دل میں نور پیدا کر دے میری آنکھوں میں نور پیدا کر دے، میرے کانوں میں نور پیدا کر دے اور میرا کام میرے لئے آسان فرما دے۔

یہ آردن کے وقت امام کے ساتھ کھڑا نہیں ہو سکا (یعنی وقت غرض نہیں مل سکا) مگر اگلے دن شب قربانی کی صبح صادق سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو گیا تو وقت کا حکم مسترد دیا جائے گا اور اگر اس وقت بھی امام کے پاس نہیں پہنچ سکا تو حج فوت ہو جائیگا۔ مزدلفہ کے راستے کی طرف امام کے ساتھ سکون اور آہستگی کے ساتھ چلنا چاہیے۔ مزدلفہ میں پہنچ کر امام کے ساتھ مغرب و عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے اگر امام کے ساتھ اذان کر سکے اور وہ فوت ہو جائیں تو پھر تہنہ ہی ادا کرے اور اپنا سامان وہیں رکھے۔ وہیں رات گزارے، جہاں سے سنگریزے آسانی سے دستیاب ہو جائیں وہاں سے، (ستر) سنگریزے لے، یہ کنکریاں چنے سے بڑی اور فندق (بادام) سے چھوٹی ہوں۔ ان سنگریزوں کو دھو لینا مستحب ہے۔

جب صبح صادق ہو جائے تو ترے نماز پڑھ کر مشعر حرام کے پاس جا کر قیام کرے، اللہ کی حمد و ثنا اور تہلیل و تکبیر اور دعا میں بہت زیادہ مشغول رہے۔ مسند رحمہ ذیل دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَوْقَفْتَنَا فِيْهِ فَاَرْبِئْنَا اِيَّاهُ (ترجمہ) اے اللہ تو نے ہمیں اس جگہ کھڑا کیا ہے، تو نے ہی ہمیں یہ جگہ دکھائی ہے پس جس طرح تو نے ہمیں یہ سیدھی راہ دکھائی ہے اس طرح ہم کو اپنے ذکر کی توفیق عطا کر اور ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما جیسا کہ تو نے چاہئے فرمان کے مطابق ہم سے وعدہ کیا ہے۔ اور تیرا وعدہ سچا ہے۔

”پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آئے لگو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کی یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلوا رکھا ہے۔ اور حقیقت یہ اس سے پہلے تم محض نادانفہ تھے۔ پھر تم سب کو مزدری ہے کہ اس جگہ ہو کر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر واپس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

سائے توبہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔

جب دن خوب نکل آئے تو منیٰ کو واپس جائے اور وادی محسّر میں تیزی کے ساتھ چلے اور جب منیٰ میں پہنچ جائے تو حجرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے، ہر کنکری مارتے وقت تکبیر بھی کہے اور دونوں ہاتھوں کو اتنا اٹھائے کہ انگلیوں کی سفیدی نمودار ہو جائے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزے اسی طرح مارے تھے۔ یہ کنکریاں طلوع آفتاب کے بعد اور زوال آفتاب سے قبل مارنا چاہیے۔ البتہ ایام تشریق کے بقیہ دنوں میں کنکریاں زوال آفتاب کے بعد مارنا چاہیے۔ کنکریاں مارنے کے بعد اگر اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے تو اسے ذبح کرے پھر سر منڈوائے، یا بال ترشوائے، اگر عورت ہے تو وہ اپنے سر کے بالوں کی لٹ انگلی کے پورے کے برابر کٹوائے پھر مکہ کو چلا جائے اور غسل یا وضو کر کے طواف زیارت کرے (طواف زیارت کی نیت کرنا ضروری ہے) طواف کے بعد مقام ابراہیم کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اگر چاہے تو صفا و مروہ کی سعی کرے ورنہ طواف قدم کے دفت جو سعی کر چکا ہے وہی کافی ہے، اب وہ تمام باتیں جو احرام کی وجہ سے ممنوع تھیں جائز ہو جائیں گی، اس کے بعد زمزم کی طرف جائے اور اس کا پانی پیئے، پانی پینے کے وقت کہے۔

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَرَبًّا وَشَبَعًا شَفَاعًا أَمِنْ كُلِّ دَاءٍ وَاغْصِلْ بِهِ قَلْبِي وَأَمْلَأْهُ مِنْ خَشْيَتِكَ ۝ بِسْمِ اللَّهِ، الہی اس پانی کو میرے لئے نفع بخش علم، وسیع رزق، سیرانی اور شمع سیری اور ہر مرض سے شفا کا باعث بنائے اور میرے دل کو اس سے دھو کر اپنے محبت آمیز خوف سے بھر دے۔

منیٰ میں

اس کے بعد منیٰ کو لوٹ آئے اور تین رات وہیں ہے اور ایام تشریق میں تینوں حجروں پر کنکریاں اسی طرح مارے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ ہر روز اکیس (۲۱) کنکریاں مارے، سات سات کنکریاں تینوں حجروں پر، حجرہ اولیٰ سے شروع کرے یہ حجرہ دوسرے حجروں کی بہ نسبت مکہ سے زیادہ فاصلہ پر ہے۔ مسجد خیف کے قریب ہے۔ سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر اس حجرہ پر کنکریاں مارے، مارتے وقت حجرہ اولیٰ بائیں جانب ہونا چاہیے۔ یہاں کنکریاں مارنے کے بعد حجرہ سے آگے کچھ بڑھ کر ٹھہر جائے تاکہ دوسروں کی کنکریاں اس کو لگ جائیں، یہاں اتنی دیر ٹھہر کر دعا کرتا رہے جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے پھر حجرہ وسطیٰ کے پاس پہنچ کر اس سے بائیں طرف ٹھہر کر قبلہ رو ہو کر کنکریاں مارے اور حسب سابق دعا کرے پھر حجرہ اخیر یعنی حجرہ عقبیٰ کے پاس پہنچ کر اس سے بائیں طرف کھڑا ہو اور قبلہ رو ہو کر کنکریاں مارے پھر وادی میں اتر جائے توقف نہ کرے مگر جلد فراغت پانا چاہے تو تیسرے دن سنگریزے نہ پھینکے بلکہ جو اس کے پاس ہوں ان کو زمین میں دفن کر دے، پھر اس جگہ سے مکہ کی جانب روانہ ہو، وادی الطح میں پہنچ کر ظہر، عصر، مغرب اور شام کی نمازیں ادا کر دے۔ مٹھوڑی دیر کے لئے سو جائے پھر مکہ میں داخل ہو، پھر مکہ کے اندر یا کسی دوسری جگہ اس طرح ٹھہرے جیسے زائدیا الطح میں قیام کیا تھا۔

خانہ کعبہ میں

جب خانہ کعبہ میں داخل ہو تو برہنہ پا داخل ہو، اندر پہنچ کر نماز نفل ادا کرے، اطمینان سے خوب سیر ہو کر آب زمزم پیئے۔ آب زمزم پیتے وقت زیادتی علم، بخشش گناہ اور رضائے الہی کے حصول کی نیت

کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس بات کے لئے زمین کا پانی پیاجائے اسی کے لئے ہے، اپنی توجہ اور نگاہ کو زیادہ تر خانہ کعبہ ہی کی طرف رکھے، بعض احادیث میں آیا ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، خانہ کعبہ کو وداع کئے بغیر اس سے باہر نہ گئے طوان وداع اس طرح ہے کہ سات بار طوان کر کے رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ هَذَا بَيْتُكَ وَ أَنَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَمَلِكَ وَ ابْنُ أُمَّتِكَ حَمَلْتَنِي عَلَى مَا سَخَّرْتَ لِي مِنْ خَلْقِكَ وَ سَيَّرْتَنِي فِي سِلَاحِكَ حَتَّى بَلَغْتَنِي بِذِمَّتِكَ وَ أَعْلَنْتَنِي عَلَى قَضَاءِ نَسْكَى فَإِنْ كُنْتَ رَضِيتَ عَنِّي فَاسْأَلْ عَنِّي رِضَاءً وَ إِلَّا فَاغْنِنِي عَمَلِي إِنْ تَبَلَّ تَبَاعُدِي عَنْ بَيْتِكَ هَذَا وَ انصُرْنِي إِنْ أَدْنَتْ لِي غَيْرَ مُسْتَبَدِّلٍ بِكَ وَ لَا بَيْتِكَ وَ لَا رَاغِبٍ عَنْكَ وَ لَا عَنْ بَيْتِكَ اللَّهُمَّ فَاصْبِرْنِي الْعَافِيَةَ فِي بَدَنِي وَ الصِّحَّةَ فِي جِسْمِي وَ الْعِصْمَةَ فِي دِينِي وَ أَحْسِنْ مُنْقَلَبِي وَ ارْزُقْنِي طَاعَتَكَ مَا أَبْقَيْتَنِي وَ اجْمَعْ لِي خَيْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(ترجمہ) اے اللہ یہ تیرا ہی گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں، جس چیز پر تو نے مجھے قدرت دی اس پر تو نے مجھے سوار کرایا اور تو نے مجھے اپنے شہر میں لے کر آئی یہاں تک کہ مجھے اپنی نعمت تک پہنچا دیا۔ اور جو عبادت مجھ پر فرض تھی اس کے ادا کرنے میں میری مدد فرمائی، اگر تو مجھ سے راضی ہو تو اور راضی ہو۔ اور اگر میری کسی کوتاہی کے باعث تو مجھ سے راضی نہیں ہو تو اس سے پہلے کہ میں تیرے اس گھر سے واپس جاؤں تو اپنی رضامندی سے مجھ پر احسان فرما، یہ میرے رخصت ہونے کا وقت ہے، اگر تو مجھے اس حالت میں اجازت دے کہ میں تیرے اور تیرے گھر کے نوص نہ کسی دوسرے گھر کو اختیار کر لوں گا اور نہ کسی دوسرے کو اپنا رب بناؤں گا۔ الہی میرے بدن کی عافیت، میرے جسم کی صحت اور میرے دین کی بھلائی عطا فرما میرے لئے دنیا اور آخرت کی خیر کو جمع فرما دے، بیشک تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور روانہ ہو جائے۔ مکے میں قیام نہ کرے اگر قیام کرے تو جھڑبج کرے۔

عدم گنجائش وقت اگر وقت کی گنجائش نہ ہو اور خطرہ ہو کہ عرفات کا قیام فوت ہو جائے گا تو اس صورت میں ابتدائے عرفات ہی سے گئے بشرطیکہ میقات سے احرام باندھا ہو اور وہاں کھڑے رہیں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ غروب آفتاب کے بعد روانہ ہو کر وہی عمل کرے جو مزدلفہ میں شبِ بانی کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے پھر منیٰ میں منگیزے ڈال کر مکہ آجائے اور دو طوان کرے۔

اول طوان میں طوان قدم کی نیت کرے اور دوسرے طوان میں زیارت کی۔ پھر صفا اور مزدلفہ کے درمیان سعی کرے، اب اس کے لئے ہر وہ چیز جو پہلے ممنوع تھی حلال ہو جائے گی؛ پھر تین دن تک کنسکریاں مارنے کے لئے منیٰ میں لوٹ آئے اور بقیہ اعمال کی تکمیل کرے (یعنی وہ تمام افعال جو بجالائے جو پہلے بیان ہو چکے ہیں)۔

عمرہ

عمرہ کی صورت عمرہ کی صورت یہ ہے کہ غسل کرے خوشبو لگائے اور شرعی میقات سے احرام باندھے پھر مکہ پہنچ کر

بیت اللہ کاسات مرتبہ طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے، سعی کے بعد سر منڈوائے یا بال چھوٹے کروائے اگر قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو تو احرام کھول دے، اگر عمرہ کرنے والا مکہ مکرمہ میں موجود ہو تو مقام تنعیم میں جا کر وہاں سے احرام باندھ کر آئے اور مذکورہ بالا اعمال و افعال بجالائے۔

مباشرت کے احکام حج میں عورت کے ساتھ جماع کرنا یا کسی دوسرے طریقے سے ایسی بات کرنا جس سے انزال ہو جائے تو حج باطل ہو جاتا ہے۔

حج کے ارکان، واجبات اور سنتیں

حج کے ارکان حج کے ارکان چار ہیں۔ (۱) احرام۔ (۲) وقوف عرفات۔ (۳) طواف زیارت۔ (۴) سعی (بین صفا و مروہ) اگر کسی نے ان ارکان میں سے کسی ایک رکن کو ترک کر دیا تو اس کا حج کٹ ہوگا۔ (اور نہ کسی قسم کی قربانی دینے سے اس کی تلافی ہوگی) اور اسی سال یا اگلے سال دوبارہ احرام باندھ کر حج کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

واجبات حج حج کے واجبات پانچ ہیں۔ (۱) مزدلفہ میں نصف شب تک ٹھہرنا۔ (۲) ایک رات منی میں قیام کرنا (۳) سنگریز پھینکنا۔ (۴) سر منڈانا۔ (۵) طواف وداع۔ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے۔ تو اس کے عوض ایک بخری ذبح کرے، اس سے ترک واجب کی تلافی اسی طرح ہو جائے گی جس طرح نماز میں ترک واجب پر سجدہ سہو سے تلافی ہو جاتی ہے۔

حج کی سنتیں حج میں سنتیں پندرہ ہیں۔ (۱) احرام باندھنے کے لئے، مکہ میں داخل ہونے کے لئے، عرفات میں قیام کے لئے۔ طواف زیارت اور طواف وداع کے لئے غسل کرنا۔ (۲) طواف قدوم۔ (۳) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا۔ (۴) طواف میں اگر چلنا۔ (۵) طواف اور سعی کے وقت چادر کا اصطباع کرنا۔ (۶) دونوں رکنوں کو ہاتھ سے چھونا۔ (۷) سنگ اسود کا چومنا۔ (۸) صفا اور مروہ پر چڑھنا۔ (۹) منی میں تین راتیں گزارنا۔ (۱۰) مشعر حرام کے پاس کھڑا ہونا۔ (۱۱) تینوں جمروں کے پاس کھڑا ہونا۔ (۱۲) خطبات کے وقت ٹھہرنا اور کھڑا ہونا۔ (۱۳) دوڑنے کے مقامات پر دوڑنا۔ (۱۴) آہستہ چلنے کے مقامات پر آہستہ چلنا۔ (۱۵) طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا۔ اگر یہ تمام افعال یا ان میں سے کوئی ایک سنت ترک ہوگئی تو اس کا عوض قربانی لازم نہیں آتا، فضیلت ترک ہو جائے گی۔

عمرہ کے ارکان عمرہ کے ارکان تین ہیں۔ (۱) احرام باندھنا۔ (۲) خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ (۳) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

عمرہ کے واجبات عمرہ میں صرف ایک واجب ہے یعنی سر منڈوانا۔

عمرہ کی سنتیں عمرہ کی سنتیں یہ ہیں۔ (۱) احرام کے وقت غسل کرنا۔ طواف اور سعی میں مشروع دعاؤں اور اذکار کا پڑھنا۔ سنتوں کے ترک پر وہی حکم ہے جو حج میں ترک سنت کے بارے میں آیا ہے۔

کہ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ درود پڑھتا ہوا داخل ہوا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَكُفِّ عَنِّي أَبْوَابَ مَرَحَمَتِكَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(ترجمہ: اے نبی، ہمارے آقا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارے آقا کی آل پر رحمتیں نازل فرما اور میرے لئے اپنے رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے عذاب کے دروازے بند کر دے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو جہانوں کا مالک ہے۔)

پھر موضع مبارک پر حاضر ہو، منبر شریف کے قریب اس طرح کھڑا ہو کہ منبر (شریف) بائیں ہاتھ پر ہو، مزار مبارک سامنے ہو اور قبلہ دلی دیوار پشت کے پیچھے، اس طرح زیارت شریف زائر اور قبلہ کے درمیان ہو جائے گی۔ پھر اس طرح عرض کرے۔

وَبَرَكَاتُهُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی
اٰلِیْهِ (حضرت) محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما۔ جس طرح

اِلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
 حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ اَيُّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٌ

تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، حقیقت یہ ہے کہ تو ہی
 حمد اور بزرگی والا ہے، الہی ہمارے آقا اور سرور محمد کو بہار

لِيَسِيلَ بِنَا أَوْ دُنْيَا وَآخِرَتِمْ فِي أَنْ كُوْبَلْدَ دَرْجَهْ أَوْ بَرْكِي عَطَا
فَمَا، اْمُخْدَرْ، مَقَامِ مَحْمُودِ عَنَّا كَرْهِي كَالْوَلَدِ وَعَدَهْ كَالْوَلَدِ اْمُخْدَرْ

عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَنْزَاجِ وَصَلَّ عَلَى
جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَحْسَادِ كَمَا بَلَغَ رَسَالَتَكَ

وَصَدِّعْ يَا مُرِيكَ وَجَاهًا فِي سَبِيلِكَ
وَلْيُؤْتِكُ وَأَمْرًا عَتِكَ وَنَهْمًا عَنِ مَوْجِعِكَ

وَعَادَى عَدُوَّكَ ذَاكَ ذَاكَ إِلَى ذَلِيلِكَ وَ
عَدُوَّكَ حَتَّى آتَاكَ الْقَبِيرُ ۝ وَاللَّهُ

فرمایا، وفات کے وقت تک میری عبادت کی۔ بیشک ہی ان لوگوں نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ اگر لوگ اپنی جانوں پر کبھی ظلم کر کے تیرے پاس آئے تو ان سے کچھ نہ کہہ کر ان کو نہ بھیجنا۔

اے اللہ! تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائیں گے اور اس درخواست کریں تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائیں گے اور اس

سَوَابِ تَرْجِمَہ وَاِیَّیْ اَیَّتُہِ نَبِیِّکَ سَآئِبَا
مِنْ ذُنُوْبِیْ مُسْتَغْفِرًا فَاَسْأَلُکَ اَنْ تَوْجِبَ

بِیْ مَغْفِرَةٍ کَمَا اَوْجَبْتَهَا لِنَاسٍ فِیْ حَالِ حَیَاتِهِ
فَاَقْرَعْنِیْ عِنْدَهُ بِذُنُوبِهِ فَاِنَّ عَالَیَ سَبِیْئِهِ
فَغَفَرْتَ لَہٗ ۚ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْجِّہُ
اِلَیْکَ بِسَبِّیْکَ عَلَیْہِ سَلَامٌ
سُبْحٰنَ الرَّحْمٰنِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَتُوْجِّہُ بِاَمْرِ
اِلٰہِیَّ رَجِیْ لِیْ خَفِیْہٖ ذُنُوْبِیْ وَیَرْحَمْنِیْ ۝
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَوَّلَ الشّٰفِعِیْنَ وَ
اٰخِرَ السّٰبِغِیْنَ وَ اَكْرَمَ الرّٰوِیِّیْنَ ...
وَ اٰخِرِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ کَمَا اَمْتَابَہٗ وَلَمْ
سَرَکَ وَ صَدَقْنَاکَ وَلَمْ تَنْلُقْہٗ فَاَدْخَلْنَا
مُدْخَلَہٗ وَ اَحْشَرْنَا فِیْ رُفُودِہٖ
وَ اَذْرَدْنَا حَوْضَہٗ وَ اَسْقٰنَا بِکَاسِہٖ
مَشْرَبًا رَوِیًّا سَالِفًا هَیْنًا لَا نَطْبَآءُ
بَعْدَہٗ اَبَدًا عَنِ خَزَايَا دَلَآءِلِیْنِ
وَلَا شَرِیْقَتِیْنِ وَلَا جَا حِدِیْنِ وَلَا مُرْ
تَابِیْنِ وَلَا مَغْضُوْبًا عَلَیْہِمَ وَلَا
صَارِیْنِ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَخْلِیْ شَفَاعَتِہٖ ۝

کرتا ہوں کہ تو میرے لئے معرفت کو اسی طرح واجب کر دے جس
طرح تو نے ان لوگوں کے لئے واجب کر دی تھی جو میرے نبی کی حیات
میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے طلبکار ہوئے اور نبی نے
بھی ان کے لئے مغفرت طلب فرمائی۔ الہی میں میرے نبی کے وسیلے
سے جو نبی الرحمت تھے تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ میں
آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ وہ میرے
گناہ معاف فرما دے اور مجھ پر رحم فرما۔ الہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شفا
کرنے والوں میں سب سے اول درجہ والا اور سب سے عا کر نے والوں سے زیادہ
کامیاب اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والا بنا، الہی جس طرح
ہم بغیر دیکھے ان پر ایمان لائے اور بغیر ملے ہم نے ان کی تصدیق کر دی
تو بھی کو اس جگہ داخل کرنا جہاں تو نے ان کو داخل فرمایا اور ہمارا
حشر ان ہی کے گردہ میں فرما اور ہم کو ان کے حوض پر اتار اور ان کے پیالے
سے ایسا پانی ہم کو پلا کر سیراب کر جو پیاس کو دور کرنے والا، لذیذ اور
خوشگوار ہو جس کے بعد ہم کبھی پیاس سے نہ ہوں اور ہم کو رسوا، غمزدہ، شکیں،
اطاعت سے خارج، اور دین کی صداقت میں شک کرنے والا نہ بنا۔
ہم کو ان میں سے نہ بنا جن پر تیرا غضب ہو انہم کو ہم کو گم کردہ راہ بنا اور
ہم کو اپنے نبی کی شفاعت کے مستحقین میں سے کر دے۔

یہ دعا پڑھ کر دائیں طرف سے ہو کر آگے بڑھے اور یہ دعا پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
وَسَلَّمَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرُ الْفَارُوقِ ۝
اَللّٰهُمَّ اَجْرِہُمَا عَنْ نَبِیْہِمَا وَعَنْ اٰلِہٖ سَلَامٍ خَیْرًا
وَ اَعْفِرْ لَنَا وَلِاٰخِوَاِنِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ
وَ اَلْ تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَرَبْنَا
اِنَّکَ رُوْدُفُ الرَّحِیْمِ ۝

لے اللہ کے رسول کے دونوں دوستوں آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت
اور برکت ہو، اے حضرت، ابوبکر صدیق آپ پر سلام ہو، اے حضرت
عمر فاروق آپ پر سلام ہو، اے اللہ تو ان دونوں حضرات کو ان
کے نبی اور دین اسلام کی طرف سے سبکی اور جزا دے۔ میں اور ہمارے
بھائیوں کو جو ہم سے قبل ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گئے
انہیں بخش دے اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے حق میں
کینہ ڈال، اے ہمارے پالنے والے الہی، تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ جائے، روضہ مطہرہ کے اندر ہی مزار اقدس اور منبر شریف کے درمیان اگر نماز ادا کرے تو

مستحب ہے حصول برکت کے لئے منبر شریف کو چھو لے۔

مسجد قبا میں بھی نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اگر شہداء کے مزارات کی زیارت کا خواستہ کار ہو تو زیارت کر سکتا ہے۔ خوب دعائیں مانگے جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کرے تو مسجد نبوی میں حاضری لے۔ روضہ مبارکہ کی طرف بڑھ کر اسی طرح سلام پیش کرے جس طرح پہلے پیش کیا تھا۔ صلوٰۃ و سلام کے بعد اجازت طلب کرے، دونوں صحابہؓ پر سلام پیش کرے اور پھر یہ دعا پڑھے۔
 اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِثْلَ بَیْزَاةٍ قَبْرِ
 اَلّٰہی! اپنے نبی کے مزار کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت
 سَبِّحْتَ دَا اِذَا تَوَفَّیْتَنی فَوَفِّیْ عَلٰی مَحَبَّتِیْ وَ سُنَّتِیْ
 یہ نبادینا اور مرتے وقت مجھے آپ کی محبت اور سنت پر قائم
 اٰمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ رکھنا۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

باب ۲ آداب اسلامی اخلاق و تہذیب سلام

ملاقات کے وقت پہلے سلام کرنا سنت ہے، اور سلام کا جواب دینا پہلے سلام کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ لفظ سلام پر چلے تو الف لام زیادہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہے یا بغیر الف لام داخل کر کے سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہے دونوں طرح جائز ہے۔

سلام کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے جو حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ ”ایک شخص نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر السلام علیکم کہا، حضورؐ والا نے جواب دے دیا وہ شخص بیٹھ گیا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا اس کو دس نیکیاں ملیں، کچھ دیر بعد ایک دوسرا شخص حاضر خدمت ہوا۔ اور اس نے عرض کیا ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضورؐ نے جواب دے دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ سرکارؐ نے ارشاد فرمایا اسے تیس نیکیاں ملیں“ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو، اور سوار پیادہ کو اور بیٹھے کو سلام کرے، جماعت میں سے اگر ایک نے بھی سلام کر لیا تو سب کی طرف سے کافی ہے اسی طرح اگر جماعت میں سے ایک نے جواب دے دیا تو وہ سب کی طرف سے کافی ہوگا، مشرک کو سلام کرنے میں ابتدا درست نہیں، اگر مشرک سلام میں خود پہل کرے تو جواب میں (صرف) ”علیک“ کہہ دے لیکن مسلمان کے سلام کے جواب میں در علیک السلام کہنا چاہیے۔ جس طرح اس نے السلام علیک کہا ہے اگر برکاتہ کا لفظ بڑھائے تو اور بھی اچھا ہے۔

اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو صرف سلام کہے تو جواب نہ دیا جائے اور اس کو بتا دیا جائے کہ یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ عورتوں کو بھی باہم سلام کرنا مستحب ہے لیکن کسی مرد کا جوان عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے ہاں اگر عورت کا چہرہ لعل ہو (بے پردہ ہو) تو ایسی حالت میں اگر اسے سلام کیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے اس

(طریقہ) سے ان میں سلام کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص مجلس سے اٹھ کر جائے وہ جاتے وقت اہل مجلس کو سلام کرے یہ مستحب ہے۔ اگر دروازہ دیوار یا کوئی اور چیز حائل ہو تب بھی سلام کرے، اگر کوئی سلام کر کے چلا گیا اور پھر دوبارہ اگر مبتلا تب بھی سلام کرے۔

اگر کچھ لوگ شطرنج یا نرد (پانس) کھیل رہے ہوں، یا جوئے میں مصروف ہوں، شراب سلام کرنے کی ممانعت پی رہے ہوں تو ان کو السلام علیکم نہ کہے (ان کو سلام نہ کرے) ہاں اگر وہ خود سلام کریں تو جواب دیدے اگر یہ قومی امید ہو کہ جواب نہ دینے سے یہ لوگ متنبہ ہوں گے (اعمال پر شرمندہ ہوں گے) اور گناہوں سے باز آجائیں گے تو سلام کا جواب (اس صورت میں بھی) نہ دے۔

کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک سلام نہ کرے، ہاں اگر وہ بدعتی ہو، گم کردہ راہ ہو یا معصیت میں مبتلا ہو تو ایسے شخص سے ترک تعلق کرے۔ جس مسلمان بھائی نے دوسرے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کر لیا ہو اور پھر اس کو سلام کرے تو وہ ترک تعلق کے گناہ سے بچ جاتا ہے۔

مصافحہ

اسلام میں مصافحہ کرنا مستحب ہے، اگر مصافحہ کی ابتدا خود کی ہے تو جب تک دوسرا شخص مصافحہ سے اپنا ہاتھ الگ نہ کرے، اپنا ہاتھ الگ نہیں کرنا چاہیے، اگر آپس میں بغل گیر ہو جائیں یا بطور تبرک دینداری ایک شخص دوسرے کے ہاتھوں یا سر کا بوسہ لے تو یہ جائز ہے، منہ چومنا مکروہ ہے۔

تعظیم

تعظیم کیلئے کھڑا ہونا | بادشاہ عادل والدین، دیندار اور پرہیزگار اور بزرگ لوگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا... مستحب ہے اس کا اصل ثبوت اس روایت سے ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے یہودیوں کے قصیہ کے فیصلے کے لئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا حضرت سعد سفید گدھے پر سوار ہو کر (بیماری کی وجہ سے) آئے ان کے آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مجلس حضرت سعد کے قبیلہ والوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے تھے تو وہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتی تھیں۔ اسی طرح جب کبھی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) حضرت کی خدمت میں تشریف لے جاتی تھیں تو آنحضرت ان کی طرف اٹھ کر (بڑھتے) اور ہاتھ پکڑ کر چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھا کرتے ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور والا نے ارشاد فرمایا جب کسی قوم کا سردار (بزرگ) تمہارے پاس آئے تو تم اس کی عزت کرو، اس سے دلوں میں دوستی اور محبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے نیک لوگوں کی تعظیم مستحب ہے اور اسی طرح ان کو تحفہ ہدایا دینا بھی مستحب ہے لیکن اہل معصیت اور اللہ کے نافرمان بندوں کی تعظیم مکروہ ہے۔

چھینک اور جمہائی (جمائی)

چھینکنے والے کو چاہیے کہ چھینکتے وقت منہ کو چھپالے اور آہستہ چھینکے پھر اونچی آواز سے الحمد للہ رب العالمین کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب بندہ (چھینک کے وقت) الحمد للہ کہتا ہے تو فرشتہ اس کے ساتھ رب العالمین کہتا ہے اور اگر بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو فرشتہ یرحمک ربک کہتا ہے۔

چھینکنے وقت اپنا منہ دائیں بائیں نہ پھیرے، چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے کے لئے یرحمک اللہ کہنا مستحب ہے۔

اس کے جواب میں چھینکنے والا ینھد یسئم اللہ دینھنھا لکم (اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہارا حال درست کرے) کہے اگر ینھد اللہ لکم کہے تو یہ بھی درست ہے۔ اگر کسی کو تین دنوں سے زیادہ چھینکیں آئیں تو سننے والے پر (دعا ہے) جواب دینا ضروری نہیں کیونکہ یہ مرطوب ہوا اور زکام کی وجہ سے ہے۔ حدیث شریف میں اسی طرح آیا ہے۔ حضرت سلمۃ ابن اکوع سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "چھینکنے والے کو تین بار جواب دیا جائے اس سے زیادہ چھینکے تو زکام میں مبتلا ہے۔"

جمہائی یا جمائی جب کسی کو جمہائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے یا آستین سے (منہ کو) ڈھانپ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور والا نے ارشاد فرمایا "الشر چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمہائی کو ناپسند۔ تم میں سے کسی کو جمہائی آئے تو جہاں تک ہو سکے لوٹا دے یا ہانہ کہے اس سے شیطان ہنستا ہے، بے پردہ بوڑھی عورت کی چھینک کا جواب دینا مرد کے لئے جائز ہے اور نقاب پوش جوان عورت کی مینک کا جواب دینا مرد کے لئے ناجائز ہے۔ بچے کی چھینک کے جواب میں یہ دعا پڑھیں: اللہ تجھے برکت دے، اللہ تجھے سزا دے، اللہ تجھے نیکی دے۔"

دس فطری خصائل

فطرت انسانی کی ان دس خصلتوں کا ہر آدمی کو اختیار کرنا ضروری ہے، ان دس خصلتوں میں سے پانچ کا ملق سر سے ہے اور پانچ باقی سارے جسم سے متعلق ہیں۔

سر سے متعلق خصلتیں یہ ہیں: (۱) کھلی کرنا۔ (۲) ناک میں پانی ڈال کر اس کو صاف کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) مونچھیں کترانا۔ (۵) داڑھی رکھنا۔

لے اس اسلامی شعار کی حکمت آج عام لوگوں پر بھی آشکارا ہے کہ ڈاکٹر اس کو دوسروں کے لئے مضر بتاتے ہیں۔

لے تیسرا پروردگار تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔

سارے جسم کے متعلق خصلتیں یہ ہیں: (۱) زیر ناف کے بال صاف کرنا۔ (۲) بغلوں کے بال صاف کرنا۔ (۳) ناخن کٹوانا۔ (۴) پانی سے استنجا کرنا۔ (۵) ختنہ کرنا۔

مونچھیں اور دارھی | مونچھیں ترشوانے کی اصل وہ حدیث ہے جو حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا کہ ”لبس (گہری) کٹواؤ اور دارھی بڑھاؤ“ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ ”لبس کتر اور دارھیاں بڑھاؤ“ دونوں روایتوں کے معنی ایک ہی ہیں، لفظ ”قص“ یعنی کاٹنے یا ترشوانے کا مطلب قینچی کی مدد سے بالوں کو جڑ سے کاٹنا ہے لیکن مونچھوں کو آسترے سے مونڈنا مکروہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اپنی مونچھیں منڈاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مونچھیں مونڈنا ایک قسم کی خلقت بدنی ہے اس سے چہرے کی رونق اور خوبصورتی جاتی رہتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وہ اپنی مونچھوں کو کترواتے تھے۔“

دارھی | دارھی رکھنے سے مراد دارھی کے بالوں کا دافر اور زیادہ کرنا ہے، حق تعالیٰ کے ارشاد ”حَتَّىٰ عَمُوا اَيُّكُمْ“ (یہاں تک زیادہ ہو گئے) کے ہی معنی ہیں۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) دارھی کو منہٹھی میں پکڑ کر منہٹھی سے باہر نکلے ہوئے بالوں کے حصے کو کتر دیتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ فرماتے تھے کہ منہٹھی کے نیچے کا حصہ کاٹ دو۔

بالوں کی مبعاد | حضرت انس بن مالکؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ چالیس دن گزرنے سے قبل مونچھیں کتر دو، ناخن کٹواؤ، بغل کے بال اکٹراؤ اور شرمگاہ کے بال مونڈو، ہمارے بعض اصحاب کا قول ہے کہ یہ اجازت مسافروں کے لئے ہے، مقیم کے لئے بیس روز سے آگے بڑھنا ایسا نہیں ہے۔ امام احمد سے اس حدیث کے صحیح اور غلط ہونے کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں کسی میں اس کی صحت کا انکار ہے اور کسی میں تعین وقت کے لئے اس حدیث کو حجت قرار دیا گیا ہے۔

موئے زیر ناف کے سلسلے میں اختیار ہے چاہے نوزہ (چونہ اور ہڑتال کا مرکب) سے صاف کرے چاہے چونے یا آسترے سے صاف کرے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ نوزہ استعمال کرتے تھے، منصور بن حبیب بن ابی ثابت کی روایت حضور اقدس کے بارے میں یہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ کے لئے لیپ تیار کیا اور حضور نے اپنے دست مبارک سے اسے اپنے زیر ناف لگایا! حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چونے کا لیپ استعمال نہیں کیا بلکہ جب بال بڑھ جاتے تو حضور انھیں مونڈ دیا کرتے تھے۔ موئے زیر ناف کے سوا دوسری جگہ کے بال دوسرے شخص سے بھی صاف کر لئے جاسکتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ کے زیر ناف تک پہنچتے تو حضور اس کام کو انجام دیتے۔ ابو العباس نسائی کہتے ہیں کہ ہم نے ابو عبد اللہ کے چونے کا لیپ کیا لیکن زیر ناف حد پر انھوں نے خود چونے کا استعمال کیا غرض جب زیر ناف، بالوں اور پسند لیوں کی صفائی کا جواز چونے سے

ثابت ہے تو اُسٹری سے بھی مؤید ناجائز ہے۔ اس قیاس کی تائید حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہؐ نے چوئے کا استعمال کبھی نہیں کیا، بال زیادہ ہوتے تو مؤید دیتے تھے۔

سفید بالوں کا اکھاڑنا اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال اکھاڑنے (چٹنے) سے منع فرمایا ہے اور فرمایا سفیدی اسلام کا نور ہے، ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور گرامی نے ارشاد فرمایا "سفید بالوں کو نہ نکالو (اکھاڑو) کیونکہ جس مسلمان کو بحالت اسلام لباس پیری پہنایا گیا قیامت کے دن (بالوں کی سفیدی) اس کے لئے نور ہوگی۔" صحیحی کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر بال کے عوض ایک نیکی لکھے گا اور ایک گناہ ناکاٹ کر دے گا بعض تفسیروں میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو وجاء کم الذی راہی بات کی تائید میں پیش کیا گیا ہے اور کہا ہے کہ نذیر سے مراد شیب یعنی بڑھا ہوا ہے۔ سفید بال موت سے ڈراتے ہیں، موت کی یاد دلاتے ہیں، خواہشات نفسانی اور دنیا کی لذتوں سے روکتے ہیں۔ آخرت کی تیاری اور دار بقا کا سامان فراہم کرنے پر تیار کرتے ہیں۔ پھر کس طرح ایسی چیز کا دور کرنا جائز ہو سکتا ہے؟ سفید بال چٹنے والا تقدیر سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے، اللہ کے کاموں میں دخل دے کر اس کی ناخوشی حاصل کرتا ہے، جوانی کی تازگی اور نو عمری کو ہمیشہ کی تازگی اور بزرگی پر ترجیح دینا چاہتا ہے۔ بزرگی، بردباری اور اسلام کے نورانی لباس اور ابراہیمی شعائرِ حبانی سے نفرت کرتا ہے۔ بعض کتب میں منقول ہے کہ سب سے پہلے حالت اسلام میں سفید بال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِي مِنْ ذِي الشَّيْبَةِ (اللہ تعالیٰ

بوڑھے آدمی سے شرم کرتا ہے) یعنی اسے عذاب دینے میں عیا فرماتا ہے۔

ناخن تراشنا جمعہ کے دن انگلیوں کی ترتیب کے خلاف ناخنوں کو تراشنا مستحب ہے (ترتیب کے خلاف تراشنے سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی انگلی سے انگوٹھے تک ترتیب وار نہ تراشے جائیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مَنْ قَصَّ أَظْفَارَ رَأْفَاتِهِ يَمُرُّ بِعَيْنَيْهِ رَمَدًا (جو کوئی مقررہ ترتیب کے خلاف ناخن کاٹتا ہے وہ اپنی آنکھ میں آشوب و رمد کی بیماری نہیں دیکھے گا۔) حمید بن عبد الرحمن نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ناخن تراشنے کا اس کے بدن کے اندر شفا داخل ہوگی اور بیماری نکل جائے گی۔

جمعرات کے دن عصر کے بعد ناخن تراشنے کی بھی یہی فضیلت اور بزرگی ہے۔

انگلیوں کی ترتیب کے خلاف کا مطلب ہے کہ اول سیدھے ہاتھ کی چنگلی سے تراشنا شروع کرے پھر بیچ کی انگلی، پھر انگوٹھا، انگوٹھے کے بعد چنگلی کے برابر والی انگلی پھر انگشت شہادت کے ناخن تراشے، بائیں ہاتھ کے

ناخنوں کی تراش اس طرح کرے کہ پہلے انگوٹھا پھر درمیانی انگلی، پھر چنگلی اور اس کے بعد انگشت شہادت اور انگشت شہادت کے بعد چنگلی کے برابر والی انگلی کے ناخن تراشے۔ ہمارے اکابرین (علمائے حنبلی) سے عبد اللہ بن

بطلہ کی روایت اسی طرح ہے۔ حضرت وقیع حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے

مجھ سے ارشاد فرمایا: عائشہ! جب تو ناخن تراشے تو بیچ کی انگلی سے شروع کر پھر چنگلی پھر انگوٹھا، پھر چنگلی کے پاس والی انگلی پھر انکشت شہادت کے ناخن کاٹ، یہ عمل تو انگری پیدا کرتا ہے۔

ناخن، قینچی یا چاقو سے کاٹے جائیں۔ دانٹوں سے ناخن کاٹنا مکروہ ہے، ناخن تراش کر ان کو مٹی میں دبا دینا چاہئے۔ سر اور بدن کے بالوں، بھری ہوئی سینگی اور فصد کے خون کا بھی یہی حکم ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے خون، بال اور ناخنوں کو مٹی میں دبا دینے کا حکم دیا ہے۔

سر منڈانا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع روایت کے بموجب حج اور عمرہ اور ضرورت کے علاوہ سر منڈانا مکروہ ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اور عبید بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: "جس نے سر منڈا لیا

وہ ہم میں سے نہیں" دارقطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حج اور عمرہ کے

سوا بال نہ منڈائے جائیں" اسی بنا پر حضور نے خوارج کی مذمت فرمائی اور ان کی پہچان سر منڈانا بتلایا، حضرت عمرؓ

نے صبیغ سے فرمایا: "اگر میں نے دیکھا کہ تم نے سر کے بال منڈائے ہیں تو اسی سر کو پیٹوں گا۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ

"اگر کسی کا سر منڈا ہوا دیکھو تو سمجھو اس میں شیطان کی صفت ہے کیونکہ سر منڈوانے والا اپنے کو عجیوں کا ہمشکل بناتا ہے

اور رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کسی قوم کی شکل اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔

جب سر منڈانے کی ممانعت اوپر کی روایتوں سے ثابت ہے تو پھر بالوں کو کترانا چاہیے۔ امام احمد بن حنبلؓ ایسا

ہی کرتے تھے، اختیار ہے کہ بال جڑوں سے کتروائے یا اوپر سے یعنی بالوں کی نوکیں کٹوائے۔

امام احمدؓ کی دوسری روایت ہے کہ سر منڈانا مکروہ نہیں ہے کیونکہ ابو داؤدؓ نے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا

ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ نے فرمایا کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفرؓ کے گھروالوں

کے پاس حضرت بلالؓ کو بھیجا پھر خود بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا پھر فرمایا

میرے بھتیجوں (اس کے لڑکوں) کو میرے پاس لاؤ، ہم کو آپؐ کی خدمت میں لیجایا گیا، حضور نے فرمایا مائی کو بلاؤ

نائی بلایا گیا حکم دیا کہ ان کے سر منڈ دو، مائی نے ہمارے سر منڈ دینے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضور کے بال کندھوں تک

لگتے تھے، آپؐ نے زندگی کے اواخر زمانے میں اپنے سر (مبارک) کے بال منڈا دیئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بال کانوں کی لوت تک تھے۔ اس زمانے میں

بعض افراد کبھی کبھی سر منڈا لیا کرتے تھے اور کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا، اس بنا پر مکروہ نہیں ہے کہ اس میں سختی اور

تنگی ہے جو معاف کر دیجیئی ہے۔ جس طرح کہ بلی اور دوسرے حشرات الارض کا جھوٹا معاف کر دیا گیا ہے۔

فزع کا حکم فزع یعنی کچھ بال منڈانا اور کچھ حصے کے بال چھوڑ دینا مکروہ ہے حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح گردن کے بال منڈانا بھی مکروہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچنے لگوانے کی ضرورت کے سوا گردن کے بال منڈانے سے منع فرمایا ہے۔

کہ یہ جو سیوں کا عمل ہے۔

بڑے بال رکھنا اور مانگ نکالنا سنت ہے، ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے خود بھی مانگ نکالی اور صحابہ کرام کو بھی مانگ نکالنے کا حکم دیا، یہ روایت بیس سے زیادہ اصحاب سے مروی ہے

مانگ نکالنا

جن میں حضرت ابو عبیدہ، حضرت عمار اور حضرت ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں۔

اپنے رخساروں پر عورتوں کی طرح لمبی ازلیں چھوڑنا جیسا کہ علویوں کا طریقہ ہے مردوں کے لئے مکروہ ہے، عورتوں کے لئے جائز ہے کیونکہ ہمارے اکابرین میں سے ابو بکر جلالہ نے

تخلیف یا زلیں نکالنا

حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو زلیں رکھنا جائز ہے مگر مردوں کے لئے مکروہ ہے۔

موچیں سے چہرے کے بال اکھڑنا مرد اور عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موچیں کے ذریعہ چہرے کے بال اکھڑنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ عورتوں کے لئے پیشانی

موچیں سے بال نوچنا

کے بال شیشے کی دھاریا استرے سے کاٹنا مکروہ ہے، چہرے پر اگر بال نکل آئیں تو ان کو بھی شیشے یا استرے سے کاٹنا اور

مونڈنا عورت کے لئے مکروہ ہے اس کی ممانعت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ لیکن اگر شوہر اپنی بیوی کو اس کا حکم دے اور اندیشہ

ہو کہ حکم نہ ملنے کی صورت میں شوہر اس سے بے اتفاقی برتنے کا اور کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے گا یا اس طرح

بگاڑ اور ضرر پیدا ہوگا تو مصلحتاً بعض لوگوں کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ رنگا رنگ کپڑوں سے آرائش طرح طرح کی

خوشبوؤں کا استعمال اپنے شوہر سے شوخی، خوش طبعی کرنا تا کہ شوہر کا دل لبھا میں اور اس کو اپنی طرف مائل کریں

جائز ہے۔ وہ عورتیں جو اپنے منہ کے بال موچنے سے صاف کر کے اپنے آپ کو اس لئے خوبصورت بناتی ہیں کہ غیروں کے

ساتھ اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کریں ان پر آنحضرتؐ نے لعنت کی ہے۔

سفید بالوں کو سیاہ رنگ میں رنگنا مکروہ ہے، حضرت حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے

بالوں کو سیاہ کرنا

سفید بالوں کو سیاہ میں بدل رہے تھے، آنحضرتؐ نے دیکھ کر فرمایا ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان

کے منہ کا لے کرے گا“ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ بہشت کی خوشبو نہیں سونگھیں گے۔

سیاہ خضاب کے سگے میں جو احادیث آئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا سیاہ

خضاب کو اس سے بیوی کو انیسیت اور جہاد میں دشمن کو (مقتلے جو ان ہونے کا) دھوکا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں سیاہ

خضاب کا جواز اصل میں جنگ کے لئے ہے بیوی کا ذکر اصل مقصود نہیں ہے بلکہ بالتبع ہے۔

مستحب طریقہ یہ ہے کہ سر کے بالوں کو مہندی (حنا) یا دسمہ کے خضاب سے رنگے۔ حضرت امام حنبلؒ نے

خضاب یا دسمہ تینتیس برس کی عمر میں مہندی دسمہ کا خضاب کیا تھا، ان کے چچانے کہا کہ تم نے تو وقت سے پہلے

ہی خضاب کر لیا، انھوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ کی سنت ہے۔

حضرت ابو ذرؓ (غفاری) کی روایت ہے کہ حضور والا نے ارشاد فرمایا ”سفید بالوں کا رنگ بدلنے کی بہترین چیز

لہ موچیں جے عام طور پر موچنا کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی باریک چمچی ہوتی ہے جس سے لوگ دارھی وغیرہ کے بال نوچتے ہیں۔

لہ حدیث شریف میں لعن المتخضات آیا ہے اور حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ تخیض کے معنی موچنے سے بال لینا ہیں۔

مہندی دکنہ ہے۔ رسول اللہ کے خضاب کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ تھوڑے سے بالوں کے سوا حضور کے بال سفید ہی نہیں تھے، لیکن حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے حضور کے بعد مہندی و سہمہ کا خضاب لگایا تھا، یہ بھی روایت ہے کہ حضرت اُم سلمہؓ نے رسول اللہ کے چند بال نکال کر لوگوں کو دکھائے جو مہندی و سہمہ سے رنگے ہوئے تھے، اس حدیث سے رسول اللہ کا مہندی و سہمہ کا خضاب لگانا ثابت ہوتا ہے۔

امام احمدؒ کے قول کے مطابق زعفران اور دُرُس (ایک قسم کی گھاس) سے خضاب کرنا روا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو مالک اشجریؓ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ کا خضاب دُرُس اور زعفران کا تھا۔ پس سر کے بالوں کا خضاب لگانا ثابت ہے تو اسی طرح دائرہ میں خضاب لگانے کا بھی حکم ایسا ہی ہوگا کہ حضور والا نے حکم عمومی دیا تھا کہ سفید بالوں کو بدل دو اور یہودیوں سے مشابہت نہ کرو، حضرت ابو ذرؓ کی روایت میں پہلے گزر چکا ہے کہ حضور نے فرمایا سفید بالوں کو بدلنے کی بہترین چیز مہندی و سہمہ ہے۔ یہ حکم بھی عام سر کے بال ہوں یا دائرہ کی سب کو شامل ہے۔

فتح مکہ کے دن حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے والد ابو قحافہ کو لیکر رسول خدا کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئے حضور والا نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس خاطر سے فرمایا بڑے میاں کو تم گھر پر ہی رہنے دیتے ہم ان کے پاس پہنچ جاتے، اس کے بعد ابو قحافہ مسلمان ہو گئے اس وقت ان کے سر اور دائرہ (کے بال) سفید ثفامہ کی طرح تھے۔ حضورؐ نے فرمایا اس رنگ کو بدل دو مگر سیاہی سے بچنا اس ارشاد میں صاف صراحت ہے کہ دائرہ کی طرح ہے اور سیاہ خضاب کی مانعت ہے۔ حضرت ابو علیہؓ نے کہا ہے کہ ثفامہ ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جس کے پھول بھی سفید ہوتے ہیں اور پھل بھی۔

طاق بار سہمہ لگانا مستحب ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاق سہمہ لگانا مرتبہ سہمہ لگایا کرتے تھے۔ علما کا اس بار میں اختلاف ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی مکرمؐ داہنی آنکھ میں تین اور بائیں آنکھ میں دو سلائیاں (سہمے کی) لگایا کرتے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آنکھ میں سہمے کی تین تین سلائیاں لگایا کرتے ہیں۔

مستحب ہے کہ ایک دن چھوڑ کر بالوں میں تیل لگایا جائے اور افضل یہ ہے کہ روغن بنفشہ بالوں میں تیل لگانا استعمال کیا جائے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ ان دو حدیثوں سے ثابت ہے۔ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو روزانہ کنکھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک دن چھوڑ کر کرے۔ (۲) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ روغن بنفشہ کو تمام تیلوں میں ایسی ہی فضیلت ہے جیسی مجھے تمام انسانوں میں۔

سے بالوں کی سفیدی کو اس سے تشبیہ دی ہے، ابراہامی کا کہنا ہے کہ ثفامہ ایک درخت ہے جو برن کی طرح سفید ہوتا ہے۔

باب ۳

آدابِ معاشرت

سفر و حضر۔ سات امور کی پابندی۔ مکروہ عادتیں
گھروں میں داخلہ، راست چپکا استعمال اور کھانے پینے کے آداب،

سفر اور حضر (قیام) دونوں صورتوں میں ہر آن اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور ان سات باتوں کو ملحوظ رکھے۔

- (۱) صفائی اور ظاہری زیبائش کرے۔
- (۲) کنگھی کرے۔
- (۳) سرے کا استعمال کرے
- (۴) مسواک کرے
- (۵) اپنے پاس قینچی رکھے۔
- (۶) اپنے پاس مندرجہ رکھے۔

(۷) روغن کا شیشہ (بوتل)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سفر ہوتا یا اقامت کسی حال میں یہ سات چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سے نہ چھوٹی تھیں۔

مکروہ باتیں

مندرجہ ذیل باتیں مکروہ ہیں۔ (۱) سیٹی بجانا۔ (۲) تالی بجانا۔ (۳) نماز میں انگلیاں چٹکانا۔ (۴) سماع کے وقت جھوٹ موٹ وجد کی حالت بنا کر کپڑے پھاڑنا (اگر واقعی کسی کی وجہ میں یہ حالت ہو تو اس سے اس جھوٹے مدعی کی حالت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا)۔ (۵) راستہ میں کھانا۔ (۶) اہل مجلس کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھنا۔ (۷) تکیہ سے سہارا لے کر اس طرح بیٹھنا کہ سیدھا بیٹھنے کی ہیئت باقی نہ رہے۔ یہ فعل غرور کی علامت ہے اس سے دوسرے اہل مجلس کی توہین ہوتی ہے ہاں اگر عذر کی وجہ سے ایسا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ (۸) لمبے لمبے کپڑے پہننا۔ (۹) مصطکی چبانے یا سفہ پینے۔ (۱۰) باچھیں پھاڑ کر پہننا۔ (۱۱) ٹھٹھا مازنا۔ (۱۲) بغیر ضرورت بیخ کر بولنا۔ (۱۳) رفتار میں اعتدال نہ رکھنا یعنی ایسی جال سے چلنا مناسب اور مستحب ہے کہ نہ بہت تیزی ہو جس سے خود تھک جائے یا راہگیروں سے ٹکراؤ نہ ہو، نہ ایسی قدم شماری جس سے غرور اور تمکنت پیدا ہو۔ (۱۴) بلند آواز سے رونا۔ (۱۵) میت کے اوصاف بیان کرنا (اور بلند آواز سے رونا) ہاں اگر یہ

نہ مدرجہ ایک لکڑی جس کا سہرا گول ہوتا ہے اور بانٹ سے چھوٹی ہوتی ہے۔ اس سے اہل عرب حشرات الارض اور مضرت سال چیزوں سے اپنے بدن کی حفاظت کرتے ہیں، ان چیزوں کو اس سے رگڑ دیتے ہیں اور جہاں جسم میں کھلی ہوتی ہے وہاں کھجکا دیتے ہیں۔

گرمی وزاری اللہ کے خوف سے ہو یا زندگی کے گزشتہ اوقات کے بیکار جانے پر پشیمانی اور تاسف کے باعث ہو یا اس وجہ سے ہو کہ جس درجے پر پہنچنا پیش نظر تھا اس پر نہ پہنچ سکا۔ اور اس خیال سے دل شکستہ ہو کر روئے اور رونے میں آواز بلند ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے۔ (۱۶) لوگوں کے سامنے بدن کا میل چھڑانا۔ (۱۷) حمام، پاخانہ اور دوسرے گندے مقامات پر باتیں کرنا۔ (۱۸) ایسے مقامات پر کسی کو سلام کرنا یا سوال کا جواب دینا۔ (۱۹) لوگوں کے سامنے اپنے سر کو کھولنا اور اپنے بدن کے ان حصوں کو کھولنا جن کو عام طور پر ڈھانپا جاتا ہے۔ یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور کشف عورت حرام ہے۔ (۲۰) باپ کی یا اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی کسی حال میں بھی قسم کھانا۔ اگر قسم کھانا ہی ہے تو اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔ رسول اللہ کا ارشاد گرامی یہی ہے۔

دوسروں کے گھروں میں داخلہ

داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا

داخلہ کے آداب مسلمان کیلئے افضل یہ ہے کہ جب وہ کسی سے ملتے جائے تو دروازے پر رک کر کہے: السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ روایت میں آیا ہے کہ قبیلہ بنی عامر کا ایک شخص حاضر ہوا، حضور اس وقت کاشانہ نبوت میں تشریف فرما تھے، اس نے آستانہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا: کیا میں اندر آ جاؤں؟ حضور والانے غلام سے فرمایا: باہر جا کر اس کو اجازت طلب کرنا سکھاؤ اور اس سے کہو کہ یوں کہے: "السلام علیکم! کیا میں اندر آ جاؤں؟" اس شخص نے یہ ارشاد والا سن لیا اور عرض کیا، السلام علیکم! کیا میں اندر آ جاؤں؟ حضور والانے اس کو اجازت مرحمت فرمادی اور وہ اندر آ گیا۔ دروازے پر جا کر بکارتے والے کو چاہیے کہ دروازے کی طرف پیٹھ کر کے زیادہ فاصلہ پر کھڑا نہ ہو، اس طرح (جواب میں دی جانے والی) آواز اچھی طرح سنائی نہیں دیتی۔ اجازت تین بار طلب کی جائے اگر مل جائے تو بہتر ہے ورنہ لوٹ جائے لیکن اگر گمان غالب یہ ہو کہ دوری کی وجہ سے صاحب خانہ نے میری آواز نہیں سنی ہوگی یا کسی کام میں مشغول ہونے کے باعث آواز نہ سن سکے ہوں گے تو تین مرتبہ سے زیادہ بھی اجازت طلب کرنا جائز ہے اور اس کی دلیل حضرت ابو سعید خدریؓ کی وہ روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا کہ "گھر میں داخل ہونے کے لئے تین بار اجازت طلب کرنا چاہیے اگر اجازت ملے تو اندر آ جائے ورنہ واپس ہو جائے" طلب اجازت کا حکم سب کے لئے برابر ہے۔ ایک ہر کسی شخص نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ کیا ماں کے پاس داخل ہونے کی بھی اجازت لینا میرے لئے ضروری ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: "ہاں! اس نے عرض کیا کہ میں تو ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں، آپ نے فرمایا: "پھر بھی اجازت لو! اس نے عرض کیا کہ میں تو اس کا خادم ہوں، فرمایا پھر بھی اجازت لو، کیا تم اس کو برہنہ دیکھنا پسند کرتے ہو؟

اگر گھر میں اس کی لونڈی یا بیوی ہو (جس کے لئے قربت جائز ہے) تو پھر اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے

اگر وہ برہنہ ہوں تب بھی اٹھیں دیکھ لینا مباح ہے لیکن پھر بھی مستحب ہی ہے کہ گھر میں اس طرح داخل ہو کہ انھیں اس کے آنے کی خبر ہو جائے۔ منہی کی روایت میں امام احمد نے اس طرح صراحت کی ہے: "گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرے، اس سے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں اسی طرح آیا ہے: سفر سے واپس آئے تو رات کو اجا بک گھر والوں کے پاس نہ پہنچے۔ رسول اللہ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے؛ دو آدمیوں نے ایسا کیا تھا تو انھوں نے اپنی بیویوں کی وہ حالت دیکھی جس کو وہ پسند نہیں کرتے تھے۔

دوسرے کے گھر میں داخلے کی اجازت مل جائے تو صاحب خانہ جہاں بیٹھنے کی اجازت دے، وہیں بیٹھ جائے خواہ صاحب خانہ ذمی کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر لوگ کھانا کھا رہے ہوں تو جب تک صاحب خانہ اپنی خوشی سے کھانے میں شریک نہ کرے خود کھانے میں شریک نہ ہو۔

دست و پائے راست و چپ کا استعمال

کوئی چیز لینا، کھانا پینا، مصافحہ کرنا، وضو کرنے، جوتا پہننے اور کپڑے پہننے کی ابتداء دائیں ہاتھ سے مستحب ہے، مقدس مقامات، مسجدوں میں داخل ہوتے وقت پہلے دائیں پاؤں داخل کرنا چاہیے۔ گندے کانگوں جیسے میل دور کرنا، ناک صاف کرنا، استنجا کرنا اور پلیدی کو دھونے کا کام بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔ ہاں اگر کسی کے لئے ایسا کرنا دشوار ہو (یعنی بائیں ہاتھ میں چوٹ ہو یا کٹ گیا ہو) تو دائیں ہاتھ سے کر سکتا ہے۔ ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے ہاں اگر تھوڑا سا چلنا ہو جیسے ایک جوتا پہن لیا ہے اور دوسرا کچھ فاصلے پر ہے یا دوسرے جوتے کا لقمہ ٹوٹ گیا ہے تو مرمت کی غرض سے قدرے چل سکتا ہے۔

کسی شخص کو خط یا فرمان وغیرہ دینا ہو تو دائیں ہاتھ سے دینا چاہئے، بلند مرتبہ شخص کے ساتھ اگر چلنا ہو تو اس کے دائیں طرف چلے (جس طرح دو آدمیوں کی جماعت میں امام کو بائیں ہاتھ کی طرف کر لیا جاتا ہے) اگر اپنے سے کم مرتبہ شخص کے ساتھ چلنا ہو تو اس کے بائیں جانب چلے۔ بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر صورت میں دائیں ہاتھ پر چلنا مستحب ہے تاکہ بائیں سمت متھوکنے وغیرہ کے لئے خالی رہے۔

آداب اکل و شرب

کھانے پینے میں مستحب یہ ہے کہ اول بسم اللہ کہے (اللہ تعالیٰ کا نام لے) اور فارغ ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اس سے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور شیطان دور بھاگتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں مگر سیری نہیں ہوتی۔ فرمایا شاید تم لوگ

ملہ صاحب فنیۃ الطالبین فرماتے ہیں کہ اس کا تفصیلی بیان باب دُلو المنزل میں انشاء اللہ آئے گا۔

الگ الگ کھاتے ہو، صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا رکھتے ہو کر کھایا کرو اور (کھانا شروع کرتے وقت) بسم اللہ کر دیا کرو، کھانے میں برکت حاصل ہوگی، حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا، حضور والا ارشاد فرما رہے تھے کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو اور وہ داخل ہونے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ کہہ لے تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ اب نہ تم اس گھر میں رات کو رہ سکو گے نہ وہاں کھانے میں شریک ہو سکو گے، اب یہاں سے بھاگو، اس کے برعکس جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ تم کو آج رات رہنے کو ٹھکانہ مل گیا اور رات کو کھانا بھی کھا سکو گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ہم کھانے کے وقت جب آنحضرت کے ساتھ شریک ہوئے تو حضور والا سے پہلے کوئی کھانے پر ہاتھ نہیں ڈالتا تھا، ایک بار ہم حضور کے ساتھ کھانے پر موجود تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی (دیہاتی) آیا، آتے ہی کھانے پر ہاتھ ڈالنے لگا حضور والا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، اتنے میں ایک لڑکی آئی اور وہ ایسی حالت میں تھی کہ گویا کوئی اس کو دھکیلتا لارہا ہے، اس نے بھی آتے ہی کھانے پر ہاتھ ڈالنا چاہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا "جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے شیطان اس کو حلال سمجھتا ہے، اس دیہاتی کے ساتھ بھی شیطان آیا تھا اور کھانے کو اپنے لئے حلال بنانا چاہتا تھا اور اس لڑکی کے ساتھ بھی آیا تھا کہ اس لڑکی کے ذریعہ اس کھانے کو اپنے لئے حلال بنائے؛ میں نے اس دیہاتی کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور اس لڑکی کا بھی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بعد حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا معمول جائے تو یاد آنے پر اس طرح کہے بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ حضرت عائشہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

کھانے کا طریقہ | کھانا نمک سے شروع کرنا اور نمک پر ختم کرنا مستحب ہے (یعنی اول نمکین کھانا کھائے اور آخر میں بھی کوئی نمکین چیز کھائے) دائیں ہاتھ سے لقمے کر چھوٹا نوالہ منہ میں رکھتے اور خوب دیر تک چبائے اور آہستہ آہستہ نکلے، ایک قسم کا کھانا ہو تو اپنے سامنے سے کھائے اور اگر مختلف قسم کے کھانے ہوں یا پھل وغیرہ ہوں تو برتن میں ادھر ادھر سے لینے میں کوئی ہرج نہیں جس کھانے کو کھائے اس کو چوٹی یا بیچ سے نہ کھائے بلکہ کنارے سے شروع کرے اگر شریک ہو تو تین انگلیوں سے کھائے اور آخر میں انگلیاں چاٹ لے۔ کھانے پر چھونکیں نہ مارے (مٹھنڈا کرنے کے لئے) کھانے کے برتن میں سانس نہ چھوڑے، سانس لینا ہو تو برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لے، تکیہ لگا کر کھانا پینا مکروہ ہے، کھڑے ہو کر کھانا پینا درست ہے مگر بعض اس کو مکروہ بتاتے ہیں۔ اس لئے بیٹھ کر کھانا پینا زیادہ اچھا ہے اگر اہل مجلس سے کسی کو برتن دینا ہو تو دائیں طرف والے سے شروع کرے۔

دفعہ طعام | سونے چاندی یا سونے چاندی کا مٹی کے ہوئے برتنوں میں کھانا پینا ناجائز ہے۔ اگر کسی ایسے برتن میں کھانا سامنے آئے تو کھاتے وقت کسی ایسے دوسرے برتن میں اس کو الٹ لینا چاہیے جس میں کھانا

اور عرب کا ایک مشہور کھانا، روٹی کے ٹکڑے گوشت میں نمکین پکے ہوئے۔

جائز ہو یا روٹی پر ڈال لے۔ اور جو شخص ایسے برتن میں کھانا لایا ہو اس کو ملامت کرے۔ ایسے برتنوں میں دھونی دنیا بھی جائز نہیں ہے اسی طرح چاندی یا سونے کا گلاب پاش بھی استعمال کرنا منع ہے جس جگہ ایسے برتن استعمال ہوتے ہیں وہاں کھانا کھانے کے لئے نہ جائے۔ اور اگر اتفاقاً پہنچ جائے تو واپس چسلائے اور صاحب خانہ کو نرمی سے سمجھائے کہ آپ کو زیبا یہ ہے کہ جس چیز کو شریعت نے حلال کیا ہے اور زینت برسانے والا قرار دیا ہے اسی کے مطابق آرائش کریں اور جس چیز کی بندش کی گئی اس کو زینت کا سبب نہ بنائیں جس لذت کا نتیجہ گناہ ہو اس میں کچھ بھلائی نہیں ہے، اللہ آپ پر رحم فرمائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس کو یاد دلائیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے ”جو آدمی سونے یا چاندی کے برتن میں کھائے یا ایسے برتن میں جس میں یہ دونوں شامل ہوں وہ دونوں کا کام ہو“ تو ایسا شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔

کھانا کھانے میں منہ کا نوالہ باہر نہ نکالے ہاں اگر مجبور ہو جائے مثلاً نوالہ حلق میں پھنس جائے، پھندا لگ جائے یا جلتا ہو نوالہ ہو اور منہ جلنے لگے تو نوالہ باہر نکال دینا جائز ہے۔ کھانے میں چھینک آجائے تو منہ پر کوئی چیز رکھ لے اور منہ کو اچھی طرح چھپالے۔ کھانے سے دور ہو کر چھینکے۔

کھانے والے کے پاس اگر کوئی شخص کھڑا ہو یعنی خدمت گار وغیرہ تو اس کو بیٹھنے کی اجازت دے دے اور وہ اگر انکار کرے تو عمدہ کھانے سے لقمہ اٹھا کر دے دے، کوئی غلام، خدمتی لڑکا یا پانی پلانے والا کھڑا ہو تو اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کرے، برتن میں اگر کچھ بچ جائے تو اس کو بھی صاف کر لے۔ برتن، طباق وغیرہ کے کناروں پر جو کھانا لگا رہ جائے اس کو بھی پونچھ کر کھا لینا چاہیے۔ جو لوگ کھانے میں شریک ہوں ان کے ساتھ خوش گلابی سے پیش آئے کہ اگر وہ رنجیدہ ہوں تو ان کی رنجش دُور ہو جائے۔ اگر اپنے سے بلند مرتبہ لوگوں کے ساتھ کھانا کھائے تو ادب ملحوظ رکھے، اگر غریبوں (فقروں) کے ساتھ کھائے تو ان کو خود پر ترجیح دیتے ہوئے وہ چیزیں کھائے جو ان کو مرغوب ہوں، دوستوں کے ساتھ کھائے تو شگفتہ مزاجی کے ساتھ کھائے، عاملوں کے ساتھ اس خیال سے کھائے کہ ان کی پیروی کرے گا اور ان سے آداب حاصل کرے گا۔ نابینا کے ساتھ کھائے تو اس کو جو چیزیں سامنے ہوں وہ بتائے کہ بسا اوقات وہ اپنی گوری دنیا بینائی کی وجہ سے اچھا کھانا (عمدہ غذا میں) کھانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ضیافت کے آداب شادی کے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے، جانے کے بعد اختیار ہے کھائے یا نہ کھائے، اگر نہ کھائے تو دعائے خیر کر کے چلا آئے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضور والا نے فرمایا جس کی دعوت کی گئی اور اس نے قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ جو بغیر بلائے (دعوت وغیرہ میں) جاتا ہے وہ چور ہو کر داخل ہوتا ہے اور لٹیروں کو واپس آتا ہے۔ دعوت کے یہ احکام اس وقت کے ہیں جب مجلس بُری (نا جائز) باتوں سے پاک ہو۔ اگر وہاں کوئی ممنوع چیز ہے مثلاً دُھول، سارنگی، بربط، نفیری، شہابیہ، رہاب، طنبورے، سرود وغیرہ ہو کہ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ صرف دفن کا استعمال نکاح کے وقت جائز ہے۔ اس کے ساتھ ناچنا نا مکروہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ** (لوگوں میں بعض وہ ہیں جو یہودہ باتیں خریدتے ہیں) کی تفسیر میں بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ ”لہو الحدیث“ سے مراد راگ اور شعر ہے۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ ناگ دل کے اندر اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح سیلاب ہنرے کو اکاتا ہے۔

حضرت شبلیؒ سے لوگوں نے دریافت کیا، کیا گانا سننا درست ہے حضرت شبلیؒ نے کہا نہیں، لوگوں نے پوچھا پھر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا درست نہ ہونے کی صورت میں گمراہی کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

راگ کے ناجائز ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس کو شن کر طبیعت میں جوش اور شہوت میں ہيجان پیدا ہوتا ہے، عورتوں کی طرف میلان، بے عقلی، سبکی، گھینگی اور بہت سی نفسانی خواہشات اس سے بیدار ہوتی ہیں۔ پس اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے اللہ کی یاد میں مشغول ہونا ایک ایسا عمل ہے جو پاکیزگی کے ساتھ ساتھ عافیت بخشنے والا ہے۔

دعوتِ ختمہ ۷۷۱
دعوتِ ختمہ مستحب نہیں ہے اس لئے دعوتِ ختمہ قبول کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ بچھاؤ لینا مکروہ ہے کیونکہ اس میں لوٹ سے مشابہت پائی جاتی ہے علاوہ ازیں چھپو راہن اور نفس کی ذلت بھی ہے۔ ولیمہ نکاح کے علاوہ کسی اور خوشی کے موقع پر دعوت اگر اس طرف سے کی جائے جو حضور والا کے ارشادِ منہ سے ہوئے طریقہ کے خلاف ہو یعنی ضرورت مندوں کو اس میں شرکت سے روکا گیا ہو اور مالدار جن کو دعوت کی ضرورت نہیں اس میں موجود ہوں تو ایسی دعوت مکروہ ہے اہل علم و فضل کے لئے دعوتِ طعام کے قبول کرنے میں عجلت کرنا بلا حجب و قبول کر لینا مکروہ ہے۔ یہ ایک طرح کی بے شرمی بھی ہے اور نذیرہ پن بھی۔ جن بٹائے کسی دعوت میں شرکت کرنا دوہرا گناہ ہے۔ ایک تو بغیر ملائے کسی کے گھر میں داخل ہونا دوسرے بغیر دعوت کے کھانا اور اس طرح کسی کی پوشیدہ باتوں کو دیکھنا اور جگہ میں نہنگی پیدا کرنا بے شرمی کی باتیں ہیں۔

کھانے کے آداب

کھانا کھاتے وقت تہذیب کا تقاضہ ہے کہ کھانے والوں کے چہروں کو نہ تکیے، اس طرح ان کو شرمندگی ہوگی، کھانے پر ایسی باتیں نہیں کرنا چاہیے جس سے لوگ گھین کھائیں۔ اسی طرح ہنسانے والی باتیں بھی نہیں کرنا چاہیے اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے حلق میں نوالہ پھنس کر بھنڈا لگ جائے گا۔ ایسی باتیں بھی نہیں کرنا چاہیے جس کو سن کر لوگ کبیرہ خاطر ہوں اس سے کھانے کا لطف جاتا رہتا ہے۔

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دگوں باحقول کا دھونا مستحب ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مکروہ ہے البتہ بعد میں دھونا مستحب ہے، پیاز، لہسن اور انگڑیا، کھانا مکروہ ہے اس لئے کہ ان سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدبو دار کسبیاں کھائے وہ بھاری مسجدوں میں نہ آئے۔

اتنا زیادہ کھانا جس سے بدبھنی کا خطرہ ہو، مکروہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”پیٹ سے بدتر کسی برتن کو آدمی نہیں بھرتا“ میزان کی اجازت کے بغیر ایک مہمان اپنا کھانا کسی دوسرے مہمان کو اگر دے تو یہ مکروہ ہے۔ اس لئے کہ میزان کی چیز (کھانا وغیرہ) صرف مہمان کے لئے ہے۔ دوسروں کو دینے کا اس کو حق حاصل نہیں ہے، دعوت کھانے سے انسان دعوت کا مالک نہیں بن جاتا۔ اکثر لوگوں نے اس سلسلے میں اختلاط کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ جتنا کھانا مہمان کے پیٹ میں چلا جاتا ہے وہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کھانے والا، میزان کے کھانے کا مالک بن ہی نہیں سکتا۔

جب کھانا سامنے لا کر رکھا جائے تو کھانا شروع کرے۔ اس وقت مزید اجازت کی ضرورت نہیں۔ اپنی چیز جان کر کھانا

شروع کر دے بشرطیکہ اس سستی کا رواج ایسا ہی ہو، اصل اجازت رواج ہی ہے۔ منہ سے کوئی چیز نکال کر کھانے کے برتن میں ڈالنا مکروہ ہے (بڑی وغیرہ کو الگ برتن میں رکھنے) کھاتے وقت خلال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ دونوں باتیں مکروہ ہیں۔ آلودہ ہاتھ روٹی سے صاف نہیں کرنا چاہیئے۔ (روٹی خراب ہوگی) چند اقسام کے کھانے یکجا ملا کر نہ کھائے خواہ کھانے والے کی طبیعت کو یہ بات مرغوب ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ بہت سے لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں۔ کھانے کی بُرائی کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح میزبان کو اپنے کھانے کی تعریف نہیں کرنا چاہیئے۔ کھانے کی قیمت لگانا بھی منع ہے اس سے رکاکت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کی نہ تعریف فرماتے اور نہ برائی۔

کھانے والے کا اگر پیٹ بھر چکا ہو تب بھی اس وقت تک کھانے سے ہاتھ نہ ہٹائے۔ (کچھ کچھ تھوڑا تھوڑا کھانا رہے) جب تک دوسرے لوگ اپنا ہاتھ نہ ہٹالیں ہاں اگر دوسرے لوگوں کی طرف سے بے تکلفی محسوس ہو تو پھر خود بھی تکلف نہ کرے اور ہاتھ کھینچ لے، مستحب ہے کہ کھانے والے ایک ہی طشت میں ہاتھ دھو لیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم پر آگاہ نہ ہو اگر تفرقہ کرو گے تو تمہاری جمعیت بھی پر آگاہ ہو جائے گی۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب تک طشت دھوؤں سے بھر نہ جائے اسے مت اٹھاؤ۔“

ہاتھ کن چیزوں سے
دھونا منع ہے

کھانے کی چیزوں سے ہاتھ دھونے یا صاف کرنا کی بھی ممانعت ہے جیسے آٹا (بیسن) باقلا، مسور وغیرہ سے (بطور صابن) ہاتھ دھونے کا کام نہ لیا جائے، بھوسی سے ہاتھ دھونا جائز ہے۔

دو کھجوریں ملا کر ایک ساتھ نہ کھائے، رسول اللہ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تنہا کھا رہا ہو یا خود کھانے کا ٹماک ہو تو ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ مہمان کو چاہیئے کہ اپنی مرضی کے کھانے صاحب خانہ (میزبان) سے طلب نہ کرے، اس سے میزبان کو تکلیف ہوگی پس جو کچھ وہ پیش کر دے اسی پر اکتفا کرے، رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے میں اور میری اُمت کے پرہیزگار لوگ تکلف سے بیزار ہیں۔ ہاں اگر میزبان مہمان سے اس کی پسند اور مرضی دریافت کرے تو بتا دے کوئی ہرج ہیں ہے۔

اگر کھانے پینے کی چیز میں مکھی کے علاوہ کوئی اور سیال خون والی چیز گر پڑے تو کھانا ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کو کھانا ناجائز ہو جاتا ہے، ہاں اگر خشک چیز ہو تو اٹھالے اگر سیال خون والی نہ ہو لیکن زہریلی ہو تو اس کو نہ کھائے۔ سانپ بھجویا کوئی اور نقصان پہنچانے والی چیز کھانے میں گر جائے تو کھانا حرام ہو جاتا ہے، اگر مکھی گر جائے تو اس کو اتنا غوطہ دیدے کہ اس کے دونوں بازو ڈوب جائیں، پھر اس کو نکال کر پھینک دے کھانا پاک ہے گا خواہ مکھی گر کر مر ہی کیوں نہ گئی ہو، ایسا کھانا کھایا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کسی کے برتن میں اگر مکھی گر جائے تو اسکو غوطہ دیدے کیونکہ مکھی کے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے اور مکھی شفا والے بازو کو ڈوبنے سے بچائے رکھتی ہے اور بیماری والے کو ڈبو دیتی ہے۔

پینے کے مسائل پینے کی چیز کو چوس چوس کر پینا مستحب ہے یعنی گھونٹ گھونٹ کر کے، جانور کی طرح ایک دم سانس کھینچ کر

کے گزریے بلکہ سانس لے لے کر تین مرتبہ میں پیئے مگر برتن میں سانس نہ لے۔ شروع میں بسم اللہ کہے اور آخر میں الحمد للہ۔

ان تمام متذکرہ باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ کھانے پینے میں بارہ باتیں خاص ہیں۔ ان میں گیارہ فرض ہیں، چار خلاصہ کلام سنتیں اور گیارہ مستحب ہیں۔

فرض باتیں یہ ہیں: (۱) کھانے والے کو معلوم ہو کہ کھانا کہاں سے اور کن ذرائع سے حاصل ہوا ہو (حلال ذریعہ سے ہے حرام ذریعہ سے تو نہیں)۔ (۲) کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) جو ملے اور جتنا ملے اس پر قناعت کرنا۔ (۴) آخر میں شکر بجالانا۔

سنتیں یہ ہیں: (۱) کھانا کھانے میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔ (۲) تین انگلیوں سے کھائے۔ (۳) کھانے سے فارغ ہونے پر انگلیوں کو بچانے۔ (۴) اپنے سامنے اور قریب سے کھائے۔

چار مستحب یہ ہیں: (۱) چھوٹا لقمہ کھائے اور اگلے خوب چبائے۔ (۲) لوگوں کی طرف کم دیکھے۔ (۳) روٹی کو دسترخوان کی طرح فرش نہ بنائے کہ اس پر سالن رکھ کر کھائے۔ (۴) تکیہ لگا کر یا چت لیٹ کر نہ کھائے۔

مہمانی میں روزہ افطار کرنا

روزہ دار شخص اگر کسی دوسرے شخص کے یہاں (مہمان بنکر) روزہ افطار کرے تو یہ دعا پڑھے۔

أَفْطَرُ عِنْدَ كُمْ الصَّائِمُونَ وَ أَكُلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ (ترجمہ) روزہ داروں نے تمہارے پاس افطار کیا، نیکوں نے تمہارا کھانا کھایا، تم پر رحمت نازل ہو، فرشتے تمہارے لئے دعا کریں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا، مسلمان بنایا، گمراہی سے نکال کر سیدھے راستے پر لگایا اور اپنی کثیر مخلوق پر ہم کو فضیلت عطا فرمائی، اے اللہ! امت محمدی علیہ وسلم کے بھوکوں کا پیٹ بھر دے، جو ننگے ہیں ان کو کپڑے پہنائے، بیماروں کو تندرست فرمائے، مسافروں کو وطن میں لوٹا دے، گھر والوں کو رقیم کی پریشانی دور کر دے، ان کی روزی جاری فرمائے اور ان کے یہاں ہمارے آنے کو باعث برکت اور یہاں سے ہمارے جانے کو مغفرت کا باعث بنائے، ہم کو دونوں جہاں کی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ! اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

حمام - برہنگی - انگشتی - بیت الخلا

رفع حاجت اور استنجا کا طریقہ غسل

حمام کا حکم | حرم کا بنانا، بیچنا، خریدنا اور کرایہ پر دینا ہر چیز مکدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ستر عورت نہیں ہو سکتا۔

بلکہ عام طور پر برہنہ کی صورت پائی جاتی ہے، حضرت علیؑ کا فرمان منقول ہے کہ "حمام بُرا مقام ہے جہاں حیا کا لباس اتار دیا جاتا ہے اور قرآن کی تلاوت نہیں کی جاتی ہے"۔

اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو حمام میں نہ جانا بہتر ہے، ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ حمام سے نفرت کرتے تھے اور اس کا سبب یہ بتاتے تھے کہ (حمام میں غسل کرنا) یہ عیش پرستی ہے۔ حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ حمام میں نہیں جاتے تھے۔ امام احمدؒ کے صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو حمام میں جاتے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن اگر ضرورت ہی آپڑے تو حمام میں داخل ہونا جائز ہے مگر تہبند سے اپنے ستر کو چھپائے ہوئے اور دوسروں کے ستر سے آنکھیں چرائے ہوئے حمام میں داخل ہو۔ اگر حمام کا خالی ہونا ممکن ہو کسی وقت (تورات کو یاد دلانے کے لیے وقت کہ گناہ کا اندیشہ کم ہو حمام میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام احمدؒ سے حمام میں داخل ہونے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا "اگر تم کو معلوم ہو کہ حمام کے اندر جتنے لوگ ہیں سب تہبند باندھے ہوئے ہیں تو داخل ہو سکتے ہو ورنہ نہیں! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدسؐ نے فرمایا، حمام بُرا مقام ہے جہاں نہ پردہ ہوتا ہے اور نہ اس کا پانی پاک ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر کوہ احد کے برابر گھونٹا مل جائے اور اس کے عوض حمام میں جانا پڑے تب بھی مجھے حمام میں جانے کی خوشی نہیں ہوگی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے کہ حضور گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے بغیر تہبند کے (باندھے) حمام میں نہیں جانا چاہیے۔

اگر عورتیں حمام میں جانا چاہیں تو ان شرائط کے تحت جا سکتی ہیں جو مردوں کے لئے بیان ہوئے ہیں۔ عورتوں کا حمام میں جانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری امت کے لوگو! سرزمینِ عجم (ایران) بہت جلد فتح ہوگی اور وہاں تم ایسے گھر پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہے لہذا مرد بغیر تہبند کے وہاں نہ جائیں اور عورتوں کو وہاں بغیر حیض و نفاس کی مجبوری کے نہ جانے دیں۔

جب حمام میں جائے تو نہ السلام علیکم کہے اور نہ قرآن شریف پڑھے اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آداب

غسل کی حالت میں بھی بالکل برہنہ ہونے کی مخالفت ہے۔ ابو داؤدؒ نے اپنی اسناد کے ساتھ بہز بن حکیم سے اور انھوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نے عزن کیا یا رسول اللہ ہم کس سے ستر چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا اپنی بیوی اور باندی کے سوا تم اس کو سب سے چھپاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص تنہا ہو، فرمایا آدمیوں سے زیادہ اللہ حق دار ہے کہ اس کی شرم کی جائے۔ ابو داؤدؒ نے اپنی اسناد سے حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت

نقل کی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا "مرد، مرد کا ستر نہ دیکھے نہ عورت عورت کا، مرد مرد کے ساتھ ایک کپڑا اوڑھ کر نہ لیٹے۔ اور نہ عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑا اوڑھ کر لیٹے، اگر جبکہ بالکل تنہا ہو اور کوئی دیکھتا بھی نہ ہو تب بھی بغیر تہبند باندھے۔

نہانا مکروہ ہے، ابو داؤد نے اپنی اسناد سے حضرت عطاء بن یعنی بن اُمیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو بغیر تہبند کے غسل کرتے ملاحظہ فرمایا تو آپ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ بڑا احب دار اور پرہیز میں رہنے والا ہے اور حیا اور پرہیز کو پسند فرماتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کر لیا کرے۔ اگر کوئی غسل وغیرہ کے لئے پانی (دریا، حوض، چشمہ) میں داخل ہو تب بھی بغیر تہبند ہونا مکروہ ہے، پانی میں بھی تو بکثرت رہنے والے موجود ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر تہبند کے پانی میں داخل ہونے کی ممانعت فرمائی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ پانی میں بکثرت رہنے والے ہیں ان سے پردہ کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں یعنی پانی کے اندر رہنے والی مخلوق سے بھی ستر عورت کرنا چاہئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام احمدؒ نے بغیر تہبند کے پانی میں داخل ہونے کی اجازت دیدی تھی اور اس امر کو مکروہ نہیں سمجھا۔ کسی شخص نے امام صاحب سے دریافت کیا کوئی شخص نہر میں نہکا نہا رہا ہو اور اسے کوئی نہ دیکھے تو اس کے لئے کیا حکم ہے آپ نے جواب دیا کہ اس طرح نہانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ پانی میں بھی تہبند باندھ کر جائے۔

انگشتری

ابو داؤد نے اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بعض عجمی فرمانرواؤں کے نام مکتوب گرامی ارسال فرمانے کا ارادہ کیا تو آپ سے عرض کیا کہ وہ لوگ بغیر ہمر کے کسی خط کو نہیں پڑھتے، اس وقت آپ نے چاندی کی گہر بنوانے کا حکم دیا جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری انگوٹھی چاندی کی تھی مگر اس کا نگینہ مجلسی عقیق کا تھا۔ ابو داؤد ناہق سے اور وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنی انگوٹھی سونے کی بنوائی تھی جس میں چاندی کا نگینہ تھا۔ اور اس نگینہ پر محمد رسول اللہ کندہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نگینہ کا رخ ہمیشہ اپنی کف دست کی جانب رکھتے تھے۔ آپ کے زمانے میں اور لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں، حضور والا نے جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو اپنی انگوٹھی اتار ڈالی اور فرمایا اب میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا، اس کے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی انگشتری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہنی ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ (ایک موقع پر) یہ انگشتری آپ کی انگلی سے نکل کر تچاہ اریس میں گر گئی اور پھر ہمیشہ اسی میں رہی۔

لوہے اور پتیل کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے، ابو داؤد سے روایت عبد اللہ بن بریدہ مروی ہے کہ ایک شخص پتیل کی انگوٹھی پہنے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ مجھے تیری طرف سے بتوں کی جو محسوس ہو رہی ہے، اس شخص نے فوراً انگوٹھی اتار کر پھینک دی، دوبارہ ذہبی شخص لوہے کی

انگوٹھی پہن کر حاضر خدمت ہوا حضور نے فرمایا "کیا وجہ ہے کہ میں تجھے دوزخیوں کا زبور پہنے دیکھ رہا ہوں اس نے فوراً انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور عرض کیا کہ یا رسول میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ آپ نے فرمایا "چاندی کی مگر ایک شقال کی پوری نہ ہو" درمیانی اور شہادت کی انگوٹھی میں انگوٹھی پہننا مکروہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے منع فرمایا تھا، پس بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں پہننا بہتر ہے۔ ابو داؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں ہاتھ میں انگشتی پہنا کرتے تھے جس کا نگینہ کف دست کی طرف رکھتے تھے، سلف صالحین کا یہی طریقہ منقول ہے اس کے خلاف بدعتیوں کا عمل اور ان کی نشانی ہے۔ مستحب امر یہی ہے کہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر چیزوں کو بائیں ہاتھ میں لیا جائے بس یہی انگشتی کے لئے بھی مستحب ہے۔ انگوٹھی پر حروف اور نام کندہ ہوتے ہیں ان کا ادب بھی اسی طریقے سے ہوتا ہے۔ حضرت علی رضا کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ اپنے دائیں ہاتھ میں انگشتی پہنا کرتے تھے لہذا اس روایت کے پیش نظر دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننے کا حکم مساوی تحقیق رکھتا ہے مگر پسندیدہ بات پہلی ہی ہے۔

بیت الخلا، رفع حاجت اور استنجا کا طریقہ

جب پاخانے میں جانے کا ارادہ ہو تو سب سے پہلے وہ تمام چیزیں نکال کر الگ رکھ دے جن پر اللہ کا نام ہو جیسے کپڑے، تعویذ وغیرہ۔ پھر الٹا پاؤں آگے بڑھائے اور دایاں پاؤں پیچھے رکھے یعنی بائیں پاؤں پہلے بیت الخلا میں رکھے پھر دایاں) اور کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ وَمِنْ الرَّجْسِ الْجَنَسِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (یعنی بسم اللہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں خبیث اور مادیہ جنات سے اور پلیدہ گندے پھٹکالے ہوئے شیطان سے) حدیث شریف میں آیا ہے حضور اقدس نے فرمایا ان پاخانوں میں شیطان ہوتے ہیں اس لئے تم شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو اور تم میں سے ہر شخص بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرَّجْسِ الْجَنَسِ الْحَبِیْثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور جب تک زمین (بیت الخلا) کے قریب تک نہ پہنچ جائے اپنے کپڑے نہ اٹھائے۔ رفع حاجت کے لئے بیٹھے تو بائیں ٹانگ پر زور دے کر پیٹھے اس طریقے سے رفع حاجت میں سہولت ہوتی ہے فارغ ہونے سے قبل کسی سے بات نہ کرے، بات کرنے والے یا سلام کرنے والے کا بھی جواب نہ دے۔ اگر اس اثنا میں چھینک آجائے تو بدل میں اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے، آسمان کی طرف نہ دیکھے، اپنی یا کسی دوسرے شخص کی غلاظت ہوا (ریاح) خارج ہونے پر نہ ہلے۔ رفع حاجت کے لئے لوگوں سے دور چلا جائے، پیکیاب گیلنے جگہ نرم و جاذب تلاش کرے تاکہ لوٹ کر چھینٹیں نہ

پڑیں کسی کو اپنی شرمگاہ نہ دیکھنے دے، جہاں رفع حاجت کو بیٹھا ہے اگر وہ جگہ سخت ہو یا ہوا کا رخ مخالف ہو سامنے سے آتی ہو، تو شرمگاہ کا منہ زمین سے ملا کر رکھے، جنگل میں قبلہ کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھے، جنوب رو یہ کیا شمال رو یہ بیٹھے۔ چاند یا سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھا بھی منع ہے، کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے، کسی پھل والے یا غیر میوہ دار درخت کے نیچے پیشاب نہ کرے اس لئے کہ کبھی کبھی لوگ درخت کے نیچے (آرام کے لئے) بیٹھتے ہیں تو اس صورت میں ان کے کپڑے گندے ہو جائیں گے، اور جو پھل اوپر سے گرے گا وہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔ کسی راستے میں بھی پیشاب نہ کرے نہ کسی گھاٹ پر نہ کسی دیوار کے سائے میں، ایسا کرنا موجب لعنت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

رفع حاجت کے مقام پر قرآن پاک نہ پڑھے اور نہ کسی اور طرح اللہ کا ذکر کرے تاکہ اللہ کے نام کی بے ادبی نہ ہو صرف بسم اللہ اور اَعُوذُ بِاللّٰهِ پڑھے۔ رفع حاجت کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اٰذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ عَفْوَا نَافٍ (اللہ کا شکر ہے جس نے میرا دکھ درد دور کیا اور مجھے محفوظ رکھا، میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں) اس کے بعد اس جگہ سے ہٹ کر کسی پاک جگہ پر آجائے اور وہاں استنجا کرے تاکہ ہاتھ نجاست سے آلودہ نہ ہوں اور پانی کی چھینٹیں بدن اور کپڑوں پر نہ آئیں۔

اگر باہر نکلنے والی نجاست غیر معمولی طور پر مقام خروج سے ادھر ادھر نہ پھیلی ہو بلکہ سمٹی ہوئی (ایک جگہ) ہو تو استنجا کرنے والے کو اختیار ہے کہ اسی جگہ استنجا کرے لیکن یہ خیال رہے کہ نجاست سے ہاتھ آلودہ نہ ہوں اور بدن یا کپڑوں پر چھینٹیں نہ پڑیں۔ استنجا خشک چیز سے کرے یا پانی سے (اختیار ہے) اگر خشک چیز سے صاف کرنے کا ارادہ ہو تو پتھر یا مٹی کے تین ایسے ٹکڑے لے جو پاک ہوں (ان سے پہلے استنجا نہ کیا گیا ہو)۔ استنجا کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں پتھر یا مٹی کا ایک ٹھیلہ لیا جائے اور غلاطت کے خارج ہونے والے مقام کو اس سے رگڑے مگر اس سے قبل پیشاب کو ایسا خشک کر لے کہ ہر قطرہ نکلنے کا امکان نہ رہے، کھانسنے کو اس کی تحقیق کرے اس کو استبرأ کہتے ہیں اور جو قطرے برآمد ہوں ان کو دائیں ہاتھ کے پتھر سے خشک کرے، یہاں تک کہ سوراخ کے منہ پر تری کا نشان بھی باقی نہ رہے اس طرح تین پتھروں سے کیا جائے۔ اگر پتھر کے ٹکڑے میسر نہ آئیں تو تین ٹھیکریاں یا تین ڈھیلے لیکر ان پر مذکورہ عمل کرے۔ کچھ بھی نہ ہو تو تین مٹی کی ٹہنی لے لی جائے یا زمین یا دیوار سے غصو مخصوص کو مٹس کر کے ہر مرتبہ دیکھ لے کہ خشکی آئی یا نہیں، اس عمل کے بعد یقین کرے کہ استنجا کا حکم پورا ہو گیا۔ صرف سوتنے سے پرہیز کرے بلکہ دندڑی کے آخری حصے سے ستر کی طرف سوتنے۔ کیونکہ پیشاب کے قطرے اکثر دندڑی ہی میں رہ جاتے ہیں اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد نکلتے ہیں جس سے وضو وٹ جاتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ پاک کرنے اور کھانسنے سے قبل تین چار قدم زمین پر پیر مارتا ہوا چلے تاکہ پیشاب کا کوئی قطرہ باقی نہ رہ گیا ہو تو نکل جائے۔

پاخانے کے مقام (مقعد) کو صاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں پتھر لے کر آگے سے پیچھے کی طرف خسر دج (غلاطت) کے مقام تک کھینچے پھر اس پتھر کو پھینک دے اب دوسرا پتھر لے کر پیچھے سے آگے کی طرف کھینچے پھر اس کو بھی پھینک دے اب تیسرا پتھر لے کر مقام خروج کے چاروں طرف کنا روں پر ملے۔ پھر اس کو بھی پھینک دے اس طرح مزدری

طہارت حاصل ہو جائے گی۔ اگر تیسرے پتھر سے پوری طہارت نہ ہو اور تری نمودار ہو تو دو پتھر اور استعمال کرے یعنی پتھروں کی تعداد پانچ کرے اور اس سے بھی زیادہ سات پتھر استعمال کر سکتا ہے لیکن طاق تعداد ہونا چاہیے۔ اگر ایک یا دو پتھروں سے طہارت ہو جائے جب بھی تعداد تین تک بڑھائے شریعت کا یہی حکم ہے۔

پتھر استعمال کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے وہ اس طرح ہے کہ بائیں ہاتھ میں ایک پتھر لے کر مقام خردج کے دائیں کنارے پر آگے سے پیچھے تک لیجائے پھر اسی طرح بائیں کنارے سے آگے سے پیچھے تک لے جائے اب اس پتھر کو پھینک دے۔ اب دوسرا پتھر لے کر بائیں کنارے کے اگلے حصہ سے پھیرتا ہوا دائیں کنارے کے اگلے حصے تک لائے پھر تیسرے پتھر سے درمیانی حصے کی صفائی کرے۔ یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے کسی دیہاتی صحابی سے کہا میرے خیال میں تم کو اچھی طرح رفع حاجت کے لئے بیٹھنا بھی نہیں آتا، صحابی نے کہا آتا کیوں نہیں، تیرے باپ کی قسم میں اس سے اچھی طرح واقف ہوں، اس شخص نے کہا اچھا بیان کرو، صحابی نے کہا کہ میں رفع حاجت کے لئے بیٹھتے وقت قدموں کو دور دور رکھتا ہوں، ڈھیلے تیار رکھتا ہوں۔ شیخ گھاس کی طرف منہ اور ہوا کے رخ پر پشت رکھتا ہوں، ہرن کی طرح دونوں پاؤں پر زور دے کر بیٹھتا ہوں اور شتر مرغ کی طرح سرین کو اونچا رکھتا ہوں۔

پانی سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عضو مخصوص کو بائیں ہاتھ سے تمام کر دائیں ہاتھ سے اس پر سات دفعہ پانی ڈال کر دھوئے، دھونے میں عضو مخصوص کو سونتے یعنی استبرأ کرے تاکہ باقی قطرات بھی خارج ہو جائیں۔ فقہائے مدینہ نے مرد کی شرمگاہ کو جانور کے تھن سے تشبیہ دی ہے کہ جب تک سونتا جاتا ہے کچھ نہ کچھ برآمد ہی ہوتا ہے یہاں تک کہ جب پانی ڈالا جاتا ہے تو پیناب بند ہو جاتا ہے۔

پچھلی شرمگاہ کی طہارت کی شکل یہ ہے کہ پانی دائیں ہاتھ سے ڈالے اور بائیں ہاتھ سے صفائی کرے، پانی مسلسل ڈالتا رہے، مخرج کو کسی قدر ڈھیلا چھوڑ دے اور ہاتھ سے خوب ملے یہاں تک کہ پاکیزگی اور طہارت کا یقین ہو جائے۔ اگلی اور پچھلی شرمگاہ کے اندر دنی حصوں کا دھونا ضروری نہیں ہے۔ ہوا خارج ہونے کے بعد استنجا ضروری نہیں۔

طہارت کے لئے خشک چیزوں کا استعمال بھی کا ذاب ہے مگر اس کے ساتھ پانی سے بھی استنجا کرے تو بہتر ہے، پانی کا استعمال ہر حال میں اولیٰ اور افضل ہے۔ پانی سے اگر استنجا نہ کیا جائے تو دوسرا پیدا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ کچھ شاعر یا پانی سے استنجا نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان سے یہ ہودہ اور فحش کلام سرزد ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے گندے اور فحش کلام سے پناہ میں رکھتے۔ اگر نجاست پھیل کر مرد کی شرمگاہ کے سر کے بیشتر حصہ تک پہنچ جائے یا پچھلی شرمگاہ کے دونوں کناروں پر لگ جائے تو ایسی صورت میں بغیر پانی کے استنجا درست نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ نجاست خشت کی جگہ سے باہر نکل گئی ہے اور اس نجاست کے مانند ہوگی جو باقی بدن پر ہو جیسے ران اور سینہ وغیرہ، اس لئے پانی کے بغیر پاکی ممکن نہیں ہوگی۔

لے عرب کی سرزمین پر ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے اس کو شح کہتے ہیں۔ لے حشفہ تک۔

جن چیزوں سے استنجا کرنا جائز ہے وہ خشک پاک اور صاف ہوں اور از قیسم طعام نہ ہوں
 اسی طرح ان چیزوں سے بھی استنجا کرنا درست نہیں جن کا احترام کیا جاتا ہے۔ اور ان سے
 جو کسی جانور کے جسم کا حصہ ہوں جیسے ہڈی یا گوشت وغیرہ، کیونکہ یہ اشیاء جنات کی غذا ہیں۔
 زخم ڈالنے والی یا خراش پیدا کرنے والی چیزوں سے بھی استنجا نہیں کرنا چاہیے، جیسے شیشہ، کوئلہ یا کنکریاں وغیرہ۔
 ریح کے علاوہ باقی جو چیز بھی دونوں راستوں (عضو مخصوص اور مقعد) سے برآمد ہو اس صورت میں
 استنجا واجب ہے جیسے پاخانہ، کھڑے، پتھری، پیپ، لہو، بول۔
 مرد کی شرمگاہ (عضو مخصوص) سے نکلنے والی چیزیں یہ پانچ ہیں۔

(۱) پیشاب؛
 (۲) مذی، وہ رقیق سفید پانی جو لیسدار ہوتا ہے، جو شہوانی باتوں یا شہوت کے وقت خارج ہوتا ہے، اس صورت میں
 صرف پیشاب گاہ کا دھونا کافی نہیں بلکہ فوطوں کو بھی دھونا چاہیے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی
 رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "یہ مرد کا پانی ہے، ہر مرد سے نکلتا ہے اور جب یہ نکلے تو اس مقام
 کو اور فوطوں کو دھولینا چاہیے۔"
 (۳) ودی، وہ سفید گاڑھا پانی یا رطوبت جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے۔ اس کا حکم پیشاب کا ہے۔
 (۴) منی، یعنی وہ سفید پانی جو جماع یا احتلام کی خصوصی کیفیت کے وقت شرمگاہ سے کود کر نکلتا ہے۔ آدمی میں قوت
 زیادہ ہو تو اس کا رنگ زرد ہوتا ہے اور کثرت جماع کی وجہ سے اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ ضعف بدن اور
 کمزوری کی وجہ سے اس میں پتلا پن پیدا ہو جاتا ہے، اس کی بو کھجور کے شگونے یا گوندھے ہوئے آلے کی بو کی طرح ہوتی ہے
 ایک روایت میں اس کو پاک قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے نکلنے سے پورے بدن کا دھونا (غسل) واجب ہو جاتا ہے۔ عورت
 کا پانی (منی) زرد رنگ کا ہوتا ہے۔
 (۵) کبھی مرد کی اگلی شرمگاہ سے ہوا (ریح) خارج ہوتی ہے اس کے نکلنے پر استنجا ضروری نہیں۔

طہارت کبریٰ

(غسل)
 غسل جن کو طہارت کبریٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے دو طرح کا ہے ایک کامل اور ایک بقدر ضرورت
 کامل غسل یہ ہے کہ جنابت یا حدث اکبر کو دور کرنے کے لئے نیت کے ساتھ کیا جائے۔ دل سے
 نیت کرنے کے بعد زبان سے بھی کہہ لے تو افضل ہے۔ پانی جتنے وقت بسم اللہ پڑھے، تین بار دونوں ہاتھ دھوئے۔ بدن پر جو
 نجاست لگی ہو اس کو دھو ڈالے پھر پورا وضو کرے، پاؤں اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ دھوئے، تین چلو (اپ) پانی سر پر

اس طرح ڈالے کہ بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں پھر تین مرتبہ سارے جسم پر پانی بہائے، دونوں ہاتھوں سے بدن بھی ملتا جائے، رانوں کے گوشے رجن کو جھٹکا سے کہتے ہیں) اور بدن کی کھال کی شکنیں بھی دھوئے، ان مقامات پر پانی یقینی طور پر پہنچانا چاہیے۔ حضور اقدس کا ارشاد ہے ”بالوں کو تر کرو اور جلد کو خوب صاف کرو، غسل کے دوران اگر کوئی فعل ایسا سرزد نہ ہوا ہو جس سے وضو جاتا رہتا ہے تو اسی غسل سے نماز پڑھنا جائز ہے (مزید کی ضرورت نہیں ہے) حدیث اصغر اور حدیث اکبر دونوں کو دور کرنے کے لئے یہی غسل کافی ہوگا اگر غسل کے دوران وضو ٹوٹ گیا ہو تو نماز کے لئے دوبارہ وضو کیا جائے۔

غسل جنابت غسل جنابت کے سلسلے میں جو تفصیل پیش کی گئی اس کی اصل ثبوت وہ روایت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرنا چاہتے تو تین بار دونوں ہاتھ دھوتے پھر دائیں دست اقدس میں پانی لیکر بائیں دست مبارک پر پانی بہاتے پھر کئی فرماتے اور بائیں مبارک میں پانی پہنچاتے۔ تین بار چہرہ مبارک و زین بار دونوں دست مبارک دھوتے پھر تین بار سر مبارک پر پانی ڈالتے اور اس کو دھوتے جب غسل فرما کر باہر تشریف لاتے تو دونوں دست اقدس دھوتے۔

قسم دوم معنی کفایت کرنے والی طہارت یہ ہے کہ اپنی شرمگاہ کو دھو کر نیت کرے اور بسم اللہ پڑھ کر کلی کرے ناک میں پانی ڈالے کیونکہ وضو اور غسل دونوں میں پانی ڈالنا واجب ہے۔ اس کے بعد سارے جسم پر پانی بہائے۔ دوران غسل ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے کے بارے میں دو روایتیں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طہارت صغریٰ میں بھی جائز ہے لیکن ایسے غسل کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں جب تک کہ غسل اور وضو دونوں کی نیت نہ کی ہو، اگر وضو کی نیت نہ ہو تو وضو نہ ہوگا اور اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہوگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کا وضو نہ ہوگا اس کی نماز نہ ہوگی اور طہارت کبریٰ میں غسل بھی ہو گیا اور وضو بھی۔

پانی کا استعمال غسل میں پانی بیکار اور زائد استعمال کرنا مستحب نہیں، درمیان میں طور پر صرف کرنا اچھا بھی ہے اور مستحب بھی، اگر غسل اور وضو کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں تو اسراف کے مقابلے میں کم پانی استعمال کرنا بہتر ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مٹہ پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل فرماتے۔

اعضاء دھونے کے وقت کی مستحب عاتین

استنجا کے بعد کی دعا: استنجا سے فارغ ہو کر یہ پڑھے۔

اللَّهُمَّ نِقَّ قَلْبِي مِنَ الشَّكِّ وَالنِّفَاقِ الہی! میرے دل کو شک اور نفاق سے پاک رکھ اور میری

لے مٹہ پانی کا ہوتا ہے اور صاع ۴ مٹہ کا۔ رطل بیس سیر یا قدیم زمانے میں ہوتا تھا۔ جب کہ سیر ساڑھے چار مثقال کا ہوتا تھا۔ آج کل کے اعتبار سے مٹہ کا وزن سوا پانچ سیر کے برابر ہے۔

شرمگاہ کی بے حیائیوں سے حفاظت فرما۔

Amien

بِسْمِ اللّٰهِ کہتے وقت کی دعا :- بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے وقت کہے۔

پروردگار میں شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگتا ہوں۔
یا اللہ! اپنے شیطانوں کے آنے سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

Amien

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَ
اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّخْضَرُوْنِ ۝

ہاتھ دھوئے وقت کہے۔

الہی! میں تجھ سے خیر و برکت چاہتا ہوں اور نحوست،
بربادی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

Amien

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْیَمْنَ وَالْبَرَکَۃَ
وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشُّوْمِ وَالْهَلَکَۃِ

کلی کرتے وقت کی دعا :- کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

الہی! اپنی کتاب قرآن (پاک) کے پڑھنے میں اور اپنی یاد بکثرت کرنے میں
تیری مدد فرما تاکہ میں قرآن پاک خوب ٹھکڑوں اور کثرت سے تیری یاد رکھوں۔

Amien

اَللّٰهُمَّ اَعِیْزْنِیْ سِلَۃَ وَیۡۃِ الْقُرْاٰنِ
کِتَابُکَ وَ کَثَرۃِ الذِّکْرِ لَکَ ۝

ناک میں پانی ڈالتے وقت :- ناک میں پانی چڑھاتے وقت کہے۔

خدایا! اپنی خوشنودی کے ساتھ مجھے جنت کی خوشبو سونگھا
(مجھے جنت کی خوشبو سونگھا اور مجھ سے راضی ہو جا)

Amien

اَللّٰهُمَّ اَوْجِدْنِیْ رَاحِۃَ الْجَنَّةِ
وَ اَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ ۝

ناک صاف کرنے کے وقت :- یہ دعا پڑھے۔

الہی! میں دوزخ کی بو سے اور آخرت کے گھر کی خرابی
سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ رَّوَّاحِ النَّارِ
وَ مِنْ سَوِّ الدَّارِ ۝

منہ دھونے کے وقت :- یہ دعا پڑھے۔

الہی! اس روز میرے منہ کو سفید (روشن) کرنا جس روز
تیرے دوستوں کے منہ سفید ہونگے اور جس روز تیرے دشمنوں کے
چہرے سیاہ ہونگے اس روز میرے چہرے کو سیاہی سے محفوظ رکھنا

Amien

اَللّٰهُمَّ بَیِّنْ وَجْهَیْ یَوْمَ تَبْیِیْنٍ
وَ جُودَ اَوْلِیَآئِکَ وَ لَا تَسْوِدْ
وَ جْهَیْ یَوْمَ تَسْوِدُ وَ جُودَ اَعْدَاِکَ ۝

سیدھا ہاتھ دھوئے وقت :- یہ دعا پڑھے۔

الہی! اعمال نامہ میرے سیدھے ہاتھ میں دینا اور میرا
حساب آسان کر دینا۔

Amien

اَللّٰهُمَّ اِتِّبْنِیْ کِتَابًا یَسِیْرًا
وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا ۝

دست چپ دھوئے وقت :- یہ دعا پڑھے۔

الہی! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو بائیں
ہاتھ میں یا پشت کے پیچے سے میرا اعمال نامہ مجھے دے۔

Amien

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تُؤْتِیْنِیْ کِتَابِیْ
بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ دَرَاۤءِ ظَهْرِیْ ۝

سُحْر کا مسح کرتے وقت :- سر کا مسح کرتے وقت یہ کہیے :-

اللَّهُمَّ غَشِيَنِي بِرَحْمَتِكَ وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَأُظِلِّبْنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّكَ .

الہی مجھے اپنی رحمت میں چھپالے اور مجھ پر اپنی برکتیں نازل فرما اور اس دن اپنے عرش کے نیچے مجھے جگہ دے جس دن تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

کانوں کے مسح کے وقت کی دعا :- کانوں کے مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیے :-

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ، اللَّهُمَّ اسْمِعْنِي مُنَادِيَ الْجَنَّةِ مَعَ الْأَبْرَارِ

خدایا! مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو اچھی بات سن کر اس کی پیروی کرتے ہیں الہی مجھے نیکوں کے ساتھ بہشت کے منادی کی آواز سنا۔

گردن کا مسح کرتے وقت کی دعا :- گردن کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیے :-

اللَّهُمَّ فَكْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ .

الہی میری گردن کو دوزخ سے آزاد فرمائیے زنجیروں اور طوقوں سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھیے :-

اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ مَعَ أَقْدَامِ الْمُؤْمِنِينَ .

الہی! اہل ایمان کے ساتھ میرے قدم کو پل صراط پر قائم فرما۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا :- بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھیے :-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ تَزِلَّ قَدَمِي مِنَ الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزُلُّ أَقْدَامُ الْكَافِرِينَ .

الہی جس روز منافقوں کے قدم پل صراط سے پھسل جائینگے اس روز میں اپنے قدم کے پھسلنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

وضو سے فراغت پانے کی دعا :- وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ دعا پڑھیے :-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَجَلْتَ سُوءَ أَوْطَلَمْتُ نَفْسِي أَسْتَغْفِرُكَ وَأَسْأَلُكَ التَّوْبَةَ فَاغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ .

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ الہی! تو پاک ہے اور اپنی تعریف کا مستحق، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے بدی کی اور اپنی جان پر ظلم کیا میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور معافی کا خواستگار مجھے بخش دے اور معافی دے تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُطَهَّرِينَ وَاجْعَلْنِي صَبُورًا شُكُورًا أَذْكُرُكَ وَأَسْتَغْنِيكَ بِكَ لَا وَاصِلَ .

الہی مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور پاکبازوں میں سے بنائے اور صابر و شکر گزار کر دے اور ایسا کر دے کہ میں تیری یاد کیا کروں۔ اور صبح و شام تیری پاکی بیان کروں۔

Ameen

لباس، خواب اور گھر سے باہر نکلنے کے آداب

لباس پانچ طرح کا ہوتا ہے، ہر مکلف (بالغ، صاحب ہنم) کے لئے حرام (۲۰)، بعض کے لئے حلال اور بعض کے لئے حرام۔ (۱۳) مکروہ۔ (۱۴) مباح۔ (۱۵) وہ جس کے استعمال کی معافی ہے (یعنی اجازت ہے)۔

۱۔ چھینا ہوا لباس ہر مکلف (بالغ اور فہیم) کے لئے حرام ہے۔ (۲۱) ریشمی لباس عورتوں کے لئے حلال ہے اور بالغ مردوں کے لئے حرام ہے۔ نابالغ لڑکوں کو ریشمی لباس پہنانے کے جواز و عدم جواز کی دو روایتیں ہیں۔ جہاد میں مجاہدین کے لئے بھی ریشمی لباس پہننے کے جواز و عدم جواز کی بھی دو متضاد روایتیں ہیں۔ ان میں ایک روایت میں اس لباس کو مباح لکھا ہے۔ (۲۲) کپڑا اتنا لمبا پہننا کہ غور و تجسس کی حد میں داخل ہو جائے مکروہ ہے۔ (۲۱) اسی طرح وہ لباس بھی مکروہ ہے جو ریشم اور سوت سے مل کر بنا ہو لیکن ریشم اور سوت کی تعداد معلوم نہ ہو کہ کتنی ہے (نصف نصف ہے یا کم و بیش ہے)۔ (۱۵) وہ لباس جس کی معافی (اجازت) ہے وہ لباس ہے جو لوگوں میں معروف ہو اور مستعمل ہو لہذا ایسا لباس پہننے جیسا عموماً اہل شہر پہنتے ہیں تاکہ لباس سے بے گانگی کا اظہار نہ ہو۔ رواج سے ہٹ کر لباس پہننے والے پر لوگ عموماً انگشت نکاتی کرتے ہیں اور غیبت کرتے ہیں۔ اس طرح یہ لباس پہننے والے کے لئے بھی تکلیف کا باعث بنتا ہے اور دوسروں کے لئے غیبت کا سبب ہے۔

لباس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لباس واجب ہے اور دوسرا مستحب!! پھر واجب کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک حق اللہ (وہ جو اللہ تعالیٰ کے حق کی طرف راجع ہو)۔ دوسرا حق الناس (وہ جو صرف انسان کے حق کی طرف راجع ہو)۔

۱۔ حق اللہ یہ ہے کہ اپنی برہنہگی کو لوگوں سے اس طرح چھپائے جیسا چھپانے کا حکم ہے، اس کی تفصیل برہنہگی کے بیان میں۔ ہو چکی ہے۔ (۲) حق الناس یہ ہے کہ گری سردی اور اپنی حفاظت کے لئے انسان لباس پہنے۔ یہ واجب ہے ایسے لباس کو ترک کرنا حرام ہے کیونکہ اس کے ترک میں جان کا خطرہ ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔

مستحب لباس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک حق اللہ اور دوسری حق الناس۔ اول الذکر وہ لباس ہے جو چادر کی طرح نماز کی جماعتوں، عیدین کے اجتماعات اور جمعوں میں لوگ پہنتے ہیں، آدمی کو چاہئے کہ ایسے اجتماعات میں خوبصورت کپڑوں سے اپنے کندھوں کو برہنہ نہ کرے۔ دوسری قسم کا لباس یعنی حق الناس یہ ہے کہ عمدہ اور نفیس کپڑے جو مباح ہیں وہ پہنتے تاکہ آدمی کی شرافت نفس میں کمی نہ آئے لیکن ایسے کپڑے پہن کر دوسرے لوگوں کو حقیر نہ جانے۔

عمامہ یعنی پگڑی باندھتے وقت اس کا ایک سر دانٹوں میں دبائے اور پھر سر پر کیٹے یہ طریقہ مستحب ہے لباس کی ہر وہ وضع مکروہ ہے جو اہل عرب کی وضع کے خلاف اور

مجیموں سے مشابہہ ہو۔

تہنید

تہنید کا دامن بہت زیادہ لمبا رکھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا تہنید (انزار) آدھی پنڈلی تک ہوتا ہے یا ٹخنوں تک جو ٹخنوں سے نیچے ہو دوزخ میں جلے گا۔ یعنی جس قدر جامہ ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ دوزخ میں جلے گا۔ جو انزار (تہنید) کو گھسیٹتا ہوا چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کی ہے۔

نماز پڑھتے وقت چادر کو اتنا تنگ نہ پہنے کہ ہاتھ باہر نکالنے میں دقت ہو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ سدل بھی مکروہ ہے یعنی چادر کے وسطی حصے کو سر پر رکھنا اور ادھر ادھر کے دونوں کناروں کو پشت پر لٹکا دینا۔ یہ یہودیوں کا لباس ہے۔ اگر اندرونی کپڑے نہ پہنے ہو اور صرف تہنید باندھے ہو تو احتیاب بھی ناجائز ہے۔ احتیاب کی صورت یہ ہے کہ دونوں زانو کھڑے کر کے سینے کی جانب سمیٹ لے جائیں اور سرین کے بل بیٹھا جائے اور چادر کو پیچھے سے گھما کر سامنے لا کر گھٹنوں کو گھیرے میں لیکر باندھا جائے تاکہ کمر کا سہارا ہو جائے اس صورت میں شرمگاہ کے کھل جانے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن اگر کوئی کپڑا اندر پہنے ہو تو احتیاب جائز ہے۔ نماز میں منہ بالکل لپیٹ لینا اور ناک ڈھانک لینا مکروہ ہے (اس کو تلبیم کہتے ہیں)

مردوں کے لئے عورتوں کی وضع اختیار کرنا اور عورتوں کے لئے مردوں کے مشابہ لباس نہیں پہننا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے (مرد اور عورت) پر لعنت بھیجی ہے اور عذاب کی وعید سنائی ہے۔ نماز میں اتنا بھی مکروہ ہے اتنا کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پاؤں کے تلوے اور ایریاں اوپر کی طرف اوڑھ لیں زمین سے لگے ہوں اور آدمی ایریوں پر بیٹھا ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں سرینوں کی نوکوں پر بیٹھا ہو اور پاؤں کتے کی طرح آگے کی طرف پھیلے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ کتے کی بیٹھک ہے اور اس طرح بیٹھنا منع ہے ایسا لباس پہننا جس سے بدن نظر آتا ہو مکروہ ہے۔ اگر قصد ایسا لباس پہنے کا جس سے بدن کا ممنوعہ حصہ چھلکا ہو تو ایسا شخص فاسق ہے، ایسا لباس پہنکر نماز بھی درست نہیں ہوگی۔

پانچامہ (سراویل)

پانچامہ کی شریعت میں تعریف کی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچامہ کو نصف لباس قرار دیا ہے اور اسے مردوں کے لئے موزوں بتایا ہے۔ پانچامے کے پانچوں کی موریوں زیادہ کشادہ رکھنا مکروہ ہے۔ تنگ موریوں زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہیں۔ اس سے بے پردگی نہیں ہوتی۔ ستر عورت اچھی طرح ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الہی! پانچامہ پہننے والی عورتوں کو بخش دے، حضور نے یہ دعا اس وقت فرمائی جب ایک عورت جو پانچے اٹھائے ہوئے تھی۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے گر پڑی۔ حضور نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا۔ اس وقت کسی نے عرض کیا کہ یہ عورت پانچامہ پہنے ہے اس وقت آپ نے مندرجہ بالا دعا فرمائی۔ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور نے ایسے ڈھیلے پانچامہ کو جن کے پانچے پاؤں کے اوپری حصہ کو چھپا دیں ناپسند فرمایا ہے۔ کشادہ پانچوں والے ڈھیلے پانچامے کو مخرج عیش کہتے ہیں۔ چنانچہ مثل میں آیا ہے عیش مخرج (فراخ حالی کی زندگی)۔ سب سے بہتر وہ لباس ہے جو پردہ پوش ہے۔

لے جس طرح آج کل عام طور پر مغفل کے دونوں سرے پشت پر ڈال دیتے ہیں اور وسطی حصہ گلے میں رہتا ہے۔ (مترجم)

آداب خواب

۱۔ اصفہانی سہ ماہی آئندہ کہلاتا ہے۔

حضرت ابوقتادہؓ کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سچا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہودہ خواب شیطان کی طرف سے؛ پس اگر کوئی شخص ناپسندیدہ اور یہودہ خواب دیکھے تو بیدار ہونے پر بائیں طرف تین مرتبہ تھو کے اور اللہ سے اس کی برائی کی پناہ مانگے۔ ایسا شخص بُرے خواب سے محفوظ رہے گا۔

مومن کا خواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ فجر کی نماز سے فراغت کے بعد حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کیا آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر آپ فرماتے کہ میرے بعد سوائے سچے خواب کے نبوت کا کوئی اور حصہ باقی نہیں رہے گا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ”حضور دالانے ارشاد فرمایا کہ مومن کا خواب نبوت کا چمپا لیسواں حصہ ہے۔“

گھر سے باہر نکلنے کے آداب

گھر سے نکلنے کے وقت ان کلمات کو پڑھے جو حضرت ام سلمیٰ سے شعبی کی مروی حدیث میں ہے کہ انھوں نے فرمایا جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے باہر نکلے ہمیشہ آسمان کی طرف دوئے مبارک فرما کر یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا فرمائے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اُیْرَثَ اَوْ اُیْرَثَ اَوْ اُظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اُجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ (اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کر دیا جائے، میں پھنسل جاؤں یا مجھے پھنسا دیا جائے، میں خود ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، میں خود نادان ہوں یا نادان بنایا جاؤں۔)

اور پھر قل هو اللہ اور قل اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قل اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس (معوذتین) کے ساتھ صبح و شام یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ بِكَ نَصِيْحٌ وَبِكَ نَسِيْحٌ وَبِكَ نَمُوْتُ (اللہ! ہم تیرے ساتھ صبح کرتے ہیں اور تیرے ساتھ شام کرتے، تیرے ہی فضل سے جیتے اور تیرے ہی حکم سے مرتے ہیں۔) صبح کی دعا میں آخر میں وَ اِلَیْكَ النُّشُوْرُ کہے اور شام کی دعا کے آخر میں وَ اِلَیْكَ الْمَصِيْرُ کا اضافہ کرے، اس دعا کے پڑھنے کے بعد یہ دعا بھی پڑھے۔

اللہ! آج اور آج کے بعد جو خیر تو تقسیم کرے تو مجھے اپنے ان بندوں کی برابر کر دے جو تیرے نزدیک بڑے حصہ والے ہیں۔ خواہ وہ تیری طرف سے ہدایت بخشنے والا ہو یا تیری رحمت کا مادہ ہو یا تیرا دیا ہو یا رزق وسیع ہو یا تیری طرف سے دفع کردہ تکلیف یا معاف کیا ہو، اگناہ یا دور کی ہوئی مسحتی یا زائل کی ہوئی مصیبت یا احسان کے طور پر دی ہوئی عافیت ہو۔ بہر حال جو خیر بھی ہو مجھے اس میں بڑا حصہ یا پانی الے بندوں کے ساتھ اپنی رحمت میں شریک بنائے، تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَعْظَمِ عِبَادِكَ عِنْدَكَ نَصِيْبًا فِیْ كُلِّ خَیْرِ تَقْسِیْمٍ فِیْ هَذِهِ الْیَوْمِ وَ فِیْ مَا بَعْدَہُ مِنْ تَمَدِّیْ بِہٖ وَ رَحْمَۃٍ تَنْشُرُہَا اَوْ یَرْمِزُہَا تَبْسِیْطُہُ اَوْ خَیْرٌ تَكْشِفُہُ اَوْ ذَنْبًا تَغْفِرُہُ اَوْ شِدَّةً تُدْفِعُہَا اَوْ فِتْنَةً یَّرْفُئُہَا اَوْ مُعَاوَاةً مِّنْ بَیْہَا بِرَحْمَتِكَ اِنَّکَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

آداب مسجد

مسجد میں داخل ہونے کی دعا | مسجد میں داخل ہونا چاہے تو دایاں قدم آگے بڑھائے اور بایاں قدم پیچھے رکھے اور کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
وَاغْنِنِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي ابْوَابَ رَحْمَتِكَ
بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰہ کی طرف سے سلامتی ہو، رسول اللہ پر۔ الہی! محمد پر
رحمت نازل فرما اور ان کی اولاد پر۔ الہی میرے گناہ بخش دے
اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد میں اگر کوئی شخص موجود ہو تو اس کو سلام علیک کرے اور اگر موجود نہ ہو تو کہے السَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا
عَزَّ وَجَلَّ (اللہ بزرگ بزرگی طرف سے ہم پر سلامتی ہو) مسجد میں، دجائے تو دو گتیں پڑھے (بغیر نہ بیٹھے) اس کے بعد دل چاہے
تو نفل پڑھے یا اللہ کے ذکر میں بیٹھ کر مشغول رہے یا خاموش بیٹھ جائے۔ دنیا کی کسی بات کا تذکرہ نہ کرے بات کرے تو بقدر ضرورت
کرے زیادہ نہ کرے۔

نماز کا وقت شروع ہو جائے تو سنتیں پڑھ کر جماعت کے ساتھ فرض ادا کرے۔ نماز سے فارغ ہو کر جب مسجد سے باہر
نکلنا چاہے تو بایاں پاؤں آگے رکھے اور دایاں پیچھے اور کہے۔
بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَافْتَحْ لِي ابْوَابَ فَضْلِكَ

بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰہ کی طرف سے سلامتی ہو رسول اللہ پر، الہی محمد اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما، میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے
نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ (چونتیس بار) اللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھنا سنت ہے۔ جب سوکی
تو ادا مکمل ہو جائے تو خاتمے پر کہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْخَلْقُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخَيَّرُ وَيُمَيَّنُ وَهُوَ خَيَّرُ
لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
يُمَيِّدُ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی
حکومت ہے، اسی کے لئے ہر تعریف زیبا ہے وہی زندہ کرنا ہے وہی مارتا ہے
وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے، رنگا نہیں وہ عظمت بزرگی والا ہے، بہتری
اور بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے

ہر وقت یاد ضرور رہنا مستحب ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا، اپنی عمر میں ہر وقت با طہارت رہو۔ جتنا ہو سکے رات اور دن میں نماز پڑھتے رہو، نگہبان فرشتے تم سے محبت
رکھیں گے۔ بچاشت کی نماز پڑھا کر دیکھو کہ یہ نماز اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی ہے (صلوۃ الاوابین) گھر میں داخل ہو تو
گھر والوں کو سلام کیا کرو، اس سے گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔ بڑی عمر والے مسلمانوں کی عزت کرو اور چھوٹوں پر شفقت
رکھو تم جنت میں میرے رفیق بن جاؤ گے۔ اس حدیث میں بکثرت (اخلاقی اور سماجی) آداب کو جمع فرما دیا گیا ہے۔

باب ۴

گھر میں داخلے، کسبِ حلال اور

خلوت نشینی اختیار کرنے کا بیان

گھر میں داخلہ | گھر میں داخل ہونے سے قبل دروازے پر کھڑا ہو کر کھنکائے اور کہے السَّلَام عَلَیْنَا مِنْ رَبَّنَا، بعض احادیث میں آیا ہے کہ جب مومن اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ اس کے دروازے پر دو فرشتوں کو مقرر فرمادیتا ہے جو اس کے مال اور گھر والوں کی نگہداشت کرتے ہیں اور شیطان ستر سرکش شیطانوں کو مقرر کر دیتا ہے، واپس ہو کر جب مومن اپنے دروازے کے قریب پہنچتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں الٰہی اگر یہ حلال کمائی کر کے لوٹا ہے تو اس کو توفیق دے، پھر جب وہ کھنکارتا ہے تو فرشتے قریب آ جاتے ہیں اور جب السَّلَام عَلَیْنَا مِنْ رَبَّنَا کہتا ہے تو شیطان روپوش ہو جاتے ہیں اور دونوں فرشتے آ کر اس کے دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب دروازے کھول کر بسم اللہ کہتا ہے تو شیطان چلے جاتے ہیں اور فرشتے اس کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہیں، اس کے گھر کی ہر چیز سنوار دیتے ہیں۔ اور اس کا دن آسائش سے گزرتا ہے، آرام سے بیٹھتا ہے، فرشتے اس کے سر کے اوپر ہوتے ہیں، جو کچھ وہ کھاتا پیتا ہے وہ پاک اور حلال ہوتا ہے، دن رات جتنا عرصہ بھی وہ گھر میں رہتا ہے اس کی جان بھی پاک رہتی ہے۔

اگر کوئی مسلمان ان باتوں پر عمل نہیں کرتا تو فرشتے وہاں سے چلے جاتے ہیں اور شیطان اس آدمی کے ساتھ گھر میں گھس جاتے ہیں اور گھر کی ہر چیز اس کی نظر میں قبیح بنا دیتے ہیں گھر والوں کی طرف سے ایسی باتیں سنواتے ہیں جو اس کو ناگوار گزرتی ہیں یہاں تک کہ اس کے گھر والوں کے ساتھ اس کے جھگڑے شروع ہوتے ہیں، اگر وہ بغیر بیوی کے ہے تو اس پر اد نگہ اور سستی طاری ہو جاتی ہے۔ مردار کی طرح سوتا ہے، اٹھ کر بیٹھتا ہے تو غیر مفید چیزوں کی آرزو کرتا ہے۔ وہ خبیث النفس ہو جاتا ہے، اس کا کھانا پینا سونا سب کچھ اپنے لئے بگاڑ لیتا ہے۔

معیشت

کسبِ معاش کے سلسلے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوال سے بچنے گھر والوں کی روزی حاصل کرنے اور ہمسائے پر مہربانی کرنے کے لئے حلال دنیا طلب کرتا ہے، قیامت کے دن جب اللہ اس کو اٹھائے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح (مدش) ہوگا۔ اور جو شخص دوسروں کے مقابلے میں اپنے دل کو بڑھانے، فخر کرنے اور لوگوں پر اپنا متول ظاہر کرنے کے لئے مال طلب کرتا ہے، قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش ہوگا۔

گداگری | حضرت ثابت بنانیؓ کی روایت کرتے ہیں کہ آسائش دس چیزوں میں ہے۔ نو تو وہ ہیں جن کا تعلق طلبِ معاش سے ہے اور ایک کا عبادت سے ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، سرکار نے فرمایا جو شخص اپنے لئے

ہاں کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس کے لئے محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جو سوال کرنے سے بچتا ہے اللہ بھی اسے سوال سے بچاتا ہے۔ جو شخص لوگوں سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کو غنی کر دیتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی رسی لیکر جنگل کو جا کر لکڑیاں جمع کر کے بازار میں لا کر ایک مہم جو دل کے عوض اس کو فروخت کرے تو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بہتر ہے کہ لوگ دین یاد دیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے محتاجی اور فقری کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا "عیالدار کھانے والے مومن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور جو تندرست شخص نکمّا ہے نہ دنیا کے کام کا نہ دین کے کام کا، اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند فرماتا ہے۔"

روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے خلیفہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ میری معاش کا ذریعہ میرے ہاتھ کی کمانی کو بنا دے۔ اللہ نے ان کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا۔ ان کے ہاتھ میں لوہا موم اور گندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو گیا۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کوہے کی زر میں بنا کر بیچتے تھے اور ان کی قیمت سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کی روزی کھاتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا "پروردگار میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ میرے بعد ایسی حکومت کسی اور کو عطا نہ فرمائی جائے تو نے میری اس درخواست کو بھی قبول فرمایا اس کے باوجود میں اگر تیرا پورا وراثتہ ادا کرنے سے قاصر ہوں تو مجھے ایسا کوئی بندہ بتائے جو مجھ سے زیادہ تیرا شکر ادا کرنے والا ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے سلیمان! میرا ایک بندہ اپنے ہاتھ سے کما کر اپنا پیٹ پالتا ہے، اسی سے اپنا بدن دھوا نکاتا ہے اور میری بندگی میں لگا رہتا ہے یہی وہ بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ شکر گزار ہے۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی کہ الہی مجھے بھی اپنے ہاتھ سے کھانا سکھائے۔ پس حضرت جبریل تشریف لائے اور آپ کو کھجور کے پتوں سے ٹوکے بنا یا سکھایا چنانچہ سب سے پہلی زنبیل (ٹوکری) جس نے بنائی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔

دین و دنیا کی درستی چار قسم کے لوگوں سے ہے

ایک انشہ کا قول ہے کہ دین و دنیا کی درستی صرف چار قسم کے لوگوں سے ہوتی ہے۔ عالم۔ حاکم۔ مجاہد سپاہی اور پیشہ ور۔ حکام نگراں ہیں یعنی چرواہے کی مانند ہیں۔ خدا کے بندوں کی نگرانی اس طرح کرتے ہیں جس طرح چرواہا اپنے ریوڑ کی۔ عالم پیغمبروں کے وارث ہیں، مگر ان کو آخرت کا راستہ دکھاتے ہیں اور لوگ ان کی اچھی عادتیں اختیار کرتے ہیں۔ مجاہد سپاہی (غازی) زمین پر خدا کا لشکر ہے جو کافروں کی تیغ کشی کرتا ہے۔ اور کسب کربوائے اللہ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے امین ہیں، انہی سے مصالح خلق کی سدا ہی اور زمین کی آبادی وابستہ ہے، اگر چرواہے بھڑپے نبھائیں تو بکریوں کی حفاظت کون کرے۔ اگر علما علم کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو جائیں تو لوگ کس کی پیروی کریں، اگر مجاہد فخر و غرور کے لئے سوار ہوں یا لوگوں کو ٹٹنے کی نیت سے سوار ہو کر نکلیں تو دشمن پر شرح کیسے پائیں۔ کسب حلال کرنے والے خائن ہو جائیں تو لوگ ان کو کس طرح اپنا امین سمجھیں۔

اگر تاجر میں بین بائیں نہ ہوئی تو وہ دین و دنیا دونوں میں محتاج رہے گا۔ اول یہ کہ زبان کو تین چیزوں سے بچائے، جھوٹ بولنے سے، بیہودہ گفتگو کرنے اور جھوٹی قسم کھانے سے۔ دوم یہ کہ اپنے ہمسایوں اور دوستوں کے سلسلے میں اپنے دل کو دھوکے اور حسد سے پاک کرے۔ سوم یہ کہ اپنے آپ کو تین باتوں کا عادی نہ بنائے، نماز جماد اور جماعت کا۔ رات اور دن کے کسی حصے میں کم حاصل کرنے اور ہر

شے پر اللہ کی رضا مندی کو ترجیح دینا، کسب حرام سے بچنے کا۔
 روایت ہے کہ بندہ جب بایک کمائی کر کے اس میں سے کچھ کھانا چاہتا ہے اور بسم اللہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے جب تو نے کمائی کی تھی تو میں تیرے ساتھ تھا اب تجھ سے الگ نہ ہونگا تیرے ساتھ شریک رہوں گا چنانچہ ہر حرام کھانے والے کے ساتھ شیطان شریک رہتا ہے
 اس ارشاد خداوندی کے بموجب و شَرَّكُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ (شیطان کو خطاب کر کے فرمایا گیا تو انسانوں کے ساتھ ان کے مال و اولاد میں شریک ہو جا) مال سے مراد حرام مال ہے اور اولاد میں شیطان کی شرکت سے مراد وہ اولاد جو زنا کی اولاد ہو (تفسیر آیت میں یہی صراحت کی گئی ہے۔)

حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کسب حرام سے مال کما کر اس سے کچھ صدقہ کرتا ہے اس کو ثواب کے بجائے عذاب ہوتا ہے اور جو کچھ اس مال سے وہ خرچ کرتا ہے ہرگز برکت کا باعث نہیں ہوتا اور ایسے حرام مال سے اگر کچھ چھوڑ جاتا ہے تو یہ اس کے لئے دوزخ کا گوشہ ہوتا ہے۔ حرام مال سے وہی بچتا ہے جس کو اپنے خون اور گوشت کے بارے میں دوزخ میں جانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے، آدمی کی ذینت گوشت اور خون ہی سے ہے اس لئے لازم ہے کہ خود بھی حرام مال سے بچے اور گھر والوں کو بھی بچائے ورنہ حرام کمائی کھانے والوں کے پاس بھی نہ بیٹھے نہ ان کا کھانا کھائے نہ کسی کو حرام کمائی کا راستہ بتائے ورنہ اس کو بھی اس کا شریک مانا جائے گا۔ پرہیزگاری دین کی اصل ہے، عبادت کا فوادم (رابطہ) ہے اور آخرت کے کام پورے ہونے کا ذریعہ ہے۔

گوشہ نشینی اور خاموشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گوشہ نشینی کے متعلق ارشاد ہے "گوشہ نشینی اختیار کرو، گوشہ تنہائی میں بیٹھنا بھی عبادت ہے" آپ نے فرمایا "مومن وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے" یہ بھی ارشاد فرمایا "سب سے افضل آدمی وہ ہے جو گوشہ گیر ہو کر لوگوں سے اپنی برائی کو روکے رکھے (لوگ اس کی برائی سے محفوظ رہیں)" حدیث کے بعض الفاظ میں آیا ہے "آپ نے فرمایا مسافر وہ ہے جو اپنے دین سے بھالتا ہے"

حضرت بشر حافی جو صلحائے سلف میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ خاموش رہنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کا زمانہ ہے۔
 جب حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ عقیق میں اپنے گھر کے اندر سے الگ ہو کر بیٹھ رہے (نکلنا اور ملنا جلنا بند کر دیا) تو لوگوں نے کہا آپ نے بازاروں کا جانا، اور اجتماع میں شرکت کرنا کیوں چھوڑ دیا اور آپ تنہائی پسند کیوں ہو گئے؟ فرمایا میں نے بازاروں کو یہود اور لوگوں کے جلسوں کو یہود و لعب کی جگہ پایا، اس لئے میں نے گوشہ نشینی ہی میں عافیت سمجھی۔
 وھب بن الورد کا قول ہے میں پچاس برس تک لوگوں سے ملتا جلتا رہا مگر اتنی مدت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو میرا ایک قصور معاف کر دیتا، میرا ایک عیب چھپاتا، غصہ کی حالت میں مجھ سے درگزر کرنا، نہ کوئی ایسا شخص نظر آیا جو حرص و ہوا میں مبتلا نہ ہو (ہر شخص کو اپنی خواہشات کے گھوڑے پر سوار پایا)۔

شعبی فرماتے ہیں کہ ایک مدت تک لوگوں کا میل جول (معاشرہ) دین کے زیر اثر رہا؛ دین گیا تو معاشرہ شرافت نفس کے زیر اثر آگیا، شرافت نفس بھی کئی تو شرم و حیا کے تحت رہا۔ جب وہ بھی رخصت ہوئی تو اب لوگ رغبت اور خوف سے زندگی بسر کرتے

ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ سخت حالات پیش آنے والے ہیں۔
 ایک دانا کا قول ہے کہ عبادت کے دس حصے ہیں۔ نو حصے تو خاموشی میں ہیں اور ایک گوشہ نشینی میں۔ میں نے خاموش رہنے پر
 نفس کو آمادہ کیا مگر میرا قابو نہ چلا تو میں گوشہ نشینی کی طرف مائل ہو گیا تو مجھے وہ نو حصے بھی مل گئے۔ اسی دانا کا ارشاد ہے کہ قبر سے بڑا
 کوئی داعظ نہیں کتاب سے زیادہ دل بستگی کے لئے کوئی چیز نہیں اور تنہائی (گوشہ نشینی) سے زیادہ کسی شے میں عافیت نہیں۔

بشر بن حارث کہتے ہیں کہ علم کی طلب نیلے فرار کے لئے ہوتی ہے، دنیا کو طلب کرنے کے لئے نہیں ہوتی۔
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کس شخص کی ہم نشینی بہتر ہے؟ فرمایا اس
 شخص کی جس کے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آجائے اور اس کے علم سے آخرت یاد آئے اور جس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو۔
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصیحت فرماتے ہیں! اے حواریو! اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو گنہگاروں سے نفرت کرو، اس کا
 قرب چاہتے ہو تو نافرمانوں سے دور رہو، اللہ کی خوشنودی اس کے دشمنوں کی ناراضگی میں ہے۔
 اگر محل جوں کے بغیر چارہ نہیں ہو تو علماء کی صحبت اختیار کرو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے علماء کی ہم نشینی
 عبادت ہے یہ بھی حضور نے فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ اپنے دل کو فکر میں جسم کو صبر میں اور آنکھوں کو گریہ و زاری میں مصروف رکھے
 کل کی روزی کی فکر نہ کر داس لئے کہ یہ گناہ ہے جو اعمال کے میں لکھا جاتا ہے۔

مسجدوں سے چھٹے رہو (مسجدوں میں آجانا لازمی رکھو)۔ اللہ کے گھر کو آباد رکھنے والے اہل اللہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا مسجدوں میں زیادہ آمد و رفت رکھنے والا کبھی اپنے ایسے بھائی سے ملاقات کر لیتا ہے جس کے گناہ بخشے جا چکے ہیں، کبھی
 وہ اس رحمت کو پالیتا ہے جس کا وہ منتظر ہوتا ہے، کبھی ہدایت کا راستہ بتانے والا اور ہلاکت سے بچانے والا لفظ اس کو مل جاتا ہے
 ایسی باتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو ہدایت کا راستہ بتانے والی اور ہلاکت سے بچانے والی ہیں (عمدہ اور عجیب علم حاصل ہوتا ہے) محبت
 اور خدا کے خوف کے باعث وہ گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔

گوشہ نشینی اختیار کرنے والے کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی گوشہ نشینی کے باعث (اجامعت نماز جمعہ اور جماعت
 پنجگانہ) کو ترک کر دے۔ نماز جمعہ کو بطور دوام (ہمیشہ کے لئے) ترک کر لینے والا گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا جو شخص بلا عذر بن جموع ترک کر دیتا ہے اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضور
 نے حج الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا "جان لو کہ اس جگہ اس مہینے میں، اس سال میں اللہ نے قیامت کے دن تک کے لئے تم پر
 جو فرض کر دیا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص امام ظالم یا عادل ہونے کے باوجود نماز جمعہ کو حقیر سمجھے یا فرض کا انکار کرے یا اس کو
 ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور نہ کرے گا۔ نہ ہی اس کے کام پورے فرمائے گا۔ سن لو! نہ اس کی نماز قبول ہوگی اور نہ اس کی زکوٰۃ
 ادا ہوگی۔ نہ اس کا حج قبول ہوگا، اور نہ روزہ تا وقتیکہ وہ توبہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔
 (مندرجہ بالا سزا اس لئے ہے کہ نماز جمعہ کا تارک فوت الہی کی تحقیر تو ہیں کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَوَدَّيْ لِمَا تَوَدُّوْنَ
 تَوَدُّوْهُ الْجُمُعَةَ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۖ

اے ایمان والو! جب تم کو جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جائے
 تو اللہ کو یاد کرنے کے لئے تیزی کے ساتھ بڑھو۔

Imam

گوشہ گری اور خلوت نشینی کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ لوگوں پر طعن زد کرو اور نہ ان کی جماعتوں کو چھوڑو، بس جہاں تک ہو سکے ان سے کنارہ کش ہو جاؤ اس لئے لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے لوگوں سے الگ تھلک رہنے کی کوشش کرے، کیونکہ جھوٹی بات دو آدمیوں ہی کے درمیان ہوتی ہے ایک کہتا ہے دوسرا سنتا ہے (زنا بھی دو کے ملنے سے ہوتا ہے اسی طرح قتل بھی دو کے بغیر نہیں ہوتا) ایک قاتل دوسرا مقتول (رہزنی بھی دو آدمیوں کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ ایک الجیر دوسرا راجزن) بس سب سے الگ تھلک اور تنہائی اختیار کرنے میں سلامتی ہے البتہ دینی معاملات میں اگر کوئی تعاون کرے تو گوشہ گیری اور تنہائی مناسب نہیں ہے۔

آداب سفر و رفاقت سفر

سفر کا ارادہ
کسی سفر کا ارادہ ہو یا کوئی شخص، حج، جہاد یا کسی کام کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے سفر کا ارادہ کرے تو سفر شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ بَلِّغْ بِلَاغًا مُبْلَغَ خَيْرِهِ وَمَغْفِرَةً مِنْكَ وَ...
 رِضْوَانًا بِيَدِكَ الْخَيْرَ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ
 فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ. اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا
 السَّفَرَ وَاطْوِعْنَا الْبُعْدَ اللَّهُمَّ إِنِّي آخُذُ
 بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ
 وَرُسُوءِ الْمُنْتَظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ ه

سفر کا ارادہ پختہ ہفتہ یا دو شنبہ کے روز صبح کے وقت کرے، جب سواری پر ٹھیک طرح سے بیٹھ جائے تو کہے۔
سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ہ
پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارا مطیع بنایا، ہم میں اس کو قابو
میں کھنے کی طاقت نہیں تھی اور بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانوالے ہیں۔
وَاِنَّا اِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ہ

سفر سے واپس آئے تو دو رکعت نفل نماز پڑھ کر یہ دعا مانگی:-
 اَبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۝ اَہم اللہ کی طرف کوٹھنے والے توبہ کرنے والے اس کی عبادت کرنے والے اور اسی کے ثنا خواں ہیں)

روایت میں آیا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے، سفر میں اگر کوئی دوسرا امیر جماعت (امیر کارواں) نہ ہو تو خود ان کا امیر یا رہبر بننے کی جگہ قیام (بڑاؤ) کرنے کا مشورہ دے، اگر کوئی شخص راستہ جاننے والا سفر میں ساتھ ہو تو اس کی پیروی کرے۔ سفر میں خاموش رہے، ساتھیوں کی رفاقت اچھی طرح کرے اور ان کو خوب فائدہ پہنچائے۔ بیکار باتوں سے گریز کرے، راستہ پر اور ٹھناک جگہ پر بڑاؤ نہ کرے، کیونکہ ایسی جگہ سانیوں اور درندوں کی گزرگاہ ہوتی ہے، ایسے مقامات سے ہٹ کر اترے، رات کے آخری حصے میں راستے پر نہ ٹھہرے کیونکہ امر بھی مکروہ ہے۔ سفر میں ناپسندیدہ طریق کار اختیار نہ کرے، خواہشات نفسانی کو ترک کرے

رضائے الہی کا طالب رہنا واجب ہے۔

شہر سے نکلنے اور سفر پر جانے کا جب ارادہ ہو تو سب سے پہلے ضروری ہے کہ جن لوگوں سے تعلقات خراب ہیں ان کو راضی کرے والدین اور اپنے دوسرے بزرگ عزیزوں کی رضامندی حاصل کرے، اہل و عیال کو ساتھ لیجائے یا کسی ایسے شخص کو مقرر کر کے جائے جو غیر حاضری میں اس کے امور انجام دے سکے۔

مسافر کا سفر اگر سفر طاعت ہو زیادہ مناسب ہے جیسے حج یا روضہ رسول اللہ کی زیارت یا کسی بزرگ کی ملاقات یا مقامات مقربہ میں سے کسی کی زیارت، یا مباح امور کے لئے جیسے تجارت، تحصیل علم وغیرہ۔ مگر یہ سفر عبادات پنجگانہ کے مسائل سے بیکھنے کے بعد ہونا چاہیے۔ کیونکہ عبادات کا علم فرض ہے، اس کے علاوہ دوسرا علم مباح ہے بعض اس کو فرض کفایہ کہتے ہیں۔

سفر میں رفیقان سفر کے ساتھ خوش خلقی اور نرمی کا برتاؤ کرے کسی کی مخالفت نہ کرے، اپنے رفیقوں کی خدمت کرتا رہے اور غیر مجبوری کے کسی سے خدمت نہ لے۔ سفر میں ہر وقت پاک رہے، آداب رفاقت میں یہ بھی ہے کہ اگر ساتھی تھک جائے تو خود بھی ٹھہر جائے، پیاسا ہو تو پانی پلائے اگر ارفیق سفر سختی کے ساتھ پیش آئے تو اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے، وہ ناراض ہو تو اس کو منائے اگر وہ سوتا ہو تو اس کی اور اس کے سامان کی حفاظت کرے اگر اس کے پاس زاد راہ کم ہو تو اس کو اپنی ذات پر مقدم رکھے، اگر مالی کٹ کش حاصل ہو تو تنہا ہی نہ لے لے اس کی ہمدردی بھی کرے، اس سے کوئی راز نہ چھپائے اور نہ اس کا راز فاش کرے، اس کی غیبت میں بھلائی کے ساتھ اس کا تذکرہ کرے، اس کی غیبت رد کر دے، نہ کسی سے اس کی شکایت کرے بلکہ اچھے الفاظ میں اس کا ذکر کرے۔ وہ مشورہ طلب کرے تو خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے اگر رفیق سفر مرتبہ میں اس سے بڑا ہے تب بھی اس کی بھلائی کے لئے اس کو نصیحت کرنے سے گریز نہ کرے، اس کا نام و نسبت اور وطن دریافت کر لے۔

اگرچہ خود سب رفیقوں کا سردار ہو مگر سب سے پہلی ظاہر کرے میں تابع اور فرمانبردار ہوں، جو لوگ اس کے تابع ہوں، ان سے خیر خواہی ان کو ان کے عیوب سے واقف کرے، ملامت اور سختی کا رویہ اختیار نہ کرے، اگر کسی چیز کا ڈر ہو یا کسی جگہ پڑاؤ کرے تو یہ دعا پڑھے۔

مَنْزِلٌ پَر ٹھہرنے کی دعا
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِكَلِيَّتِهِ التَّائِمَاتِ
الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا
فَاعِدٌ وَبِاسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ
اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَعٌ وَبَرَعٌ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنْ
السَّمَاءِ وَمَا يَخْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَعٌ فِي الْاَرْضِ
وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتْنَةِ الْاَيْلِ وَالنَّهَارِ
وَمِنْ طَارِقِ الْاَيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ مِثْلًا
يَخْتَرِبُ يَا اَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ هـ وَمِنْ كُلِّ دَابَّةٍ
رَبِّيْ اَخِذْ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلِيٌّ
صَرِيحٌ مُّسْتَقِيْمٌ هـ

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کے اُن پورے کلمات (کلام) کی پناہ لیتا ہوں جن کے دائرے سے نہ کوئی نیاک باہر نکل سکتا ہے اور نہ کوئی بد اور اس کے تمام چھپے ناموں کی پناہ لیتا ہوں۔ خواہ وہ مجھے معلوم ہوں یا نہ ہوں، ان تمام چیزوں کے شر سے جو اللہ نے پیدا کیں، بکھیریں اور ایجاد کیں۔ اور ان چیزوں کے شر سے جو اوپر سے اترتی ہیں اور جو آسمان پر چڑھتی ہیں اور ہر اس چیز کی شرارت سے جو اس نے زمین پر پھیلانی ہیں اور روز و شب کی مصیبتوں سے اور شبانہ روز کے حوادث سے، ان حوادث کے سوا جو اے ارحم الرحیم تیری طرف سے خیر لے کر آئیں اور ہر اس جالوز کے شر سے جو پورے طہر پر اللہ کے قبضے میں ہے، یقیناً میرا رب ہی سیدھا راستہ ہے۔

سواری کے جانوروں کے گلے میں گھنٹاں

سواروں (اونٹوں) کی گردنوں پر گھنٹیاں نہ باندھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گھنٹی

(جس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ ان مسافروں کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے جن کے ساتھ (اونٹوں کے گلے میں) گھنٹیاں ہوں، مستحب ہے کہ سفر میں

اپنے ساتھ لاشی رکھے اور کوشش کرے کہ کسی وقت اس سے خالی نہ ہو۔ یحییٰ بن مہران نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ بعض اعضاء ساتھ رکھنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور مسلمانوں کی عادت ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عرصہ میں چھ خوبیاں ہیں۔ (۱) انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، نیک لوگوں کی روش

مذہبی جانوروں (سانپ بھوہ وغیرہ) کے مقابلہ کے لئے ہتھیار ہے، کمزور کا سہارا ہے، منافقوں کو ذلیل کرنے والا ہے، نیکیوں

میں اضافہ کا سبب ہے، کہتے ہیں، جس مومن کے پاس لاشی ہوتی ہے اس سے شیطان بھاگتا ہے، منافق اور بدکار اس سے ڈرتا

ہے، نماز کے وقت وہ قبلہ کا کام دیتی ہے (نمازی لاشی کو سامنے رکھ لیتا ہے اور) وہ شجرہ بن جاتی ہے، تھک جاتا ہے تو اس سے

سہارا لیتا ہے اور اپنی طاقت بحال کر لے اسی طرح لاشی (عصا) کے ادب بہت فائدہ ہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے قے میں بیان فرمایا ہے: "اَتَوَكَّلْ عَلَيْنَا وَ اَنْهَشْ بِنَا عَلٰى غَنَمِيْ ذِيْ فَيْهٍ مَّا رِبْ اَحْزٰى" (اور میری لاشی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لئے درختوں کے پتے (اس سے) جھاڑتا ہوں، اس سے میری اور ضرورتیں

بھی دابستہ ہیں۔

جانوروں اور غلام کو خستی کرنا

کسی جانور یا غلام کو خستی کرنا جائز نہیں ہے، حرب اور ابوطالب کی روایت میں امام احمد نے یہی تصریح

فرمائی ہے، اسی طرح جانور کے چہرے کو داغنا بھی ناجائز ہے۔ ابوطالب نے امام احمد کا یہی قول نقل کیا ہے

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی جانور چوپایہ کو خستی نہ کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انس بن

مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے لئے کانوں کے داغنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اور چہرے پر داغ

لگانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اگر دوسرے جانوروں میں شناخت کی ضرورت ہو (یعنی گلے میں اپنا جانور پہچاننے کے لئے) تو چہرے

کے علاوہ کسی اور عضو مثلاً ران یا گوبان کو داغ دینا جائز ہے۔

جانور اور غلام کو خستی کرنے کی ممانعت

آداب مساجد

مساجد میں کوئی ناپاک اور پلید کام کرنا جائز نہیں، دوسرے کام مثلاً کپڑا سینا، بیچنا، خریدنا اور اس

طرح کے دوسرے کام بھی مسجدوں میں کرنا مکروہ ہیں، ذکر خدا کے علاوہ کسی قسم کی آواز بلند کرنا بھی

مکروہ ہے مسجد میں تھوکن مکروہ ہے، اس کا تدارک اس طرح کرے کہ تھوک پر مٹی ڈال دے، مسجد کو

نفس و نگار سے مزین کرنا بھی مکروہ ہے۔ پکا پلاستر اور گھٹا کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ مسافر یا محکمات کے سوا مسجدوں کو

مسجدوں میں کام کرنے کے مسائل

شب باشی کی حکایت، مکروہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی عبد قیس کے وفد کو اور ایک دوسری روایت کے مطابق قبیلہ ثقیف کے نمایندوں کو مسجد میں ٹھہرایا تھا۔ مساجد میں ایسے اشعار اور قصیدے پڑھے جاسکتے ہیں جو یہود کی اور مسلمانوں کی ہجو سے خالی ہوں۔ لیوں شعر خوانی سے مسجدوں کو مھٹوں و محفوظ رکھنا اولیٰ ہے البتہ ایسے اشعار پڑھے جاسکتے ہیں جو زہد کی طرف مائل کرنے والے، دلوں کو گداز اور شوق (محبت) کو بڑھانے والے اور خوف خدا سے رلانے والے ہوں ایسے اشعار اگر بار بار پڑھے جائیں جب بھی جائز ہے لیکن ان سب سے بہتر اور افضل یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت اور تسبیح و تہلیل کی جائے کیونکہ مسجدوں کی بناء ہی ذکر الہی اور نماز کے لئے ہوا کرتی ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی کام مسجدوں میں نہ کیا جائے۔ مسجد کی زمین سے مٹی نکال کر منتقل کرنا بھی مکروہ ہے، ہاں مسجدوں کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا اور جھاڑن باہر نکال کر پھینک دینا جائز ہے اور اس کام کا بڑا ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حوروں کا مہر ہے۔ بچوں اور دیوانوں کو مسجدوں میں نہ جانے دیا جائے، ان کا جانا مکروہ ہے، ہاں جنبی (جنابت والا) شخص اگر مسجد سے گزر جائے تو کچھ قباحات نہیں ہے۔ اگر ایسی حالت میں مسجد کے اندر داخل ہونا پڑے تو وضو کر کے داخل ہو۔

مسجد میں حائضہ عورت کو داخل ہونے سے روک دیا جائے کہ اس صورت میں مسجد کا نجاست سے آلودہ ہو جائیگا اندیشہ ہے بوقت ضرورت جنابت والے کے لئے وضو کر کے مسجد کے اندر اتنی دیر ٹھہرنا جائز ہے کہ وہ غسل کر سکے مگر بہتر یہ ہے کہ وضو کے ساتھ جنابت کے لئے یتیم کرے اگر مسجد کے کنوئیں میں پانی نہ ملے تو کنوئیں تک پہنچنے کے لئے یتیم کر کے مسجد میں سے گزرنا جائز ہے۔ جب کنوئیں تک پہنچ جائے تو غسل کر لے۔

اشعار خوانی اور قرآن خوانی

اشعار دو قسم کے ہوتے ہیں مباح اور ممنوع۔ جن اشعار میں کوئی یہود کی نہ ہو ان کا پڑھنا جائز ہے اور یہودہ باقتضاً اشعار (الفاظ و موضوع) اشعار کا پڑھنا جائز ہے۔ جن اشعار میں لہو و لعب کی آمیزش ہو (باعتبار موضوع) ان کا پڑھنا بہر حال ممنوع ہے۔ جن اشعار میں حماقت کی باتیں ہوں یا ان میں سبکی (راکٹ) مہری ہو ایسے اشعار بھی پڑھنا درست نہیں ہے۔

قرآن پاک کی تعظیم و تقدیس کے پیش نظر اس کو گویوں کی طرح گا کر پڑھنا مکروہ ہے، اس کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ گاکر پڑھنے سے کلام اپنی اصلی حالت سے تجاوز کر جاتا ہے یعنی مد اور ہمزہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جن حروف کو لمبا کر کے پڑھنا ہوتا ہے گانے کے طرز میں وہ مختصر ہو جاتے ہیں اور جنہیں مختصر کرنا ہوتا ہے وہ طویل ہو جاتے ہیں اکثر حروف مدغم ہو جاتے ہیں۔

کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک پڑھنے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اس سے خوف خدا پیدا ہو، نصیحت کی باتیں سن کر سامع کو نافرمانی سے ڈر سکے، قرآنی دلائل و براہین، قصص اور امثال سن کر عبرت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا جو قرآن میں کئے گئے ہیں امید وار بنے۔ یہ تمام فوائد گاکر پڑھنے میں ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ لُزُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ رَبِّهِمْ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَ"

عَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ (مومن وہی ہیں کہ اللہ کی یاد کے وقت ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ جب اللہ کا کلام ان کے سامنے۔
پڑھا جاتا ہے تو یہ تلاوت ان کے ایمان میں اضافہ کا سبب بن جاتی ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ (یہ لوگ قرآن پر غور کیوں نہیں کرتے) اس سلسلے کی ایک اور آیت ہے۔
وَإِذْ أَسْمِعْنَا مَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الشَّيْءِ نَسْأَلُكَ (ترجمہ) جو لوگ اُس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اتارا گیا ہے تو تم کو
أَعْيَيْنَهُمْ تَفْيِضُ مِنَ الدَّمِ مِمَّا عَرَضُوا (نظر آئے گا کہ حق کو پہچان لینے کی وجہ سے ان کی آنکھوں
مِنَ الْحَقِّ ۝ سے آنسو جاری ہوں گے۔ (وہ روتے ہوں گے)

چونکہ تفریحی شے ان چیزوں کے حصول سے مانع ہوتے ہیں اس لئے مکمل وہ ہیں۔

قرآن کی احتیاط کافروں سے جنگ کے لئے نکلا ہوا تو اس کو ساتھ نہ رکھے اس لئے اگر وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے گا تو وہ
اس کی بے حرمتی کریں گے۔ اگر کوئی نادانف جوان عورت قرآن پڑھ رہی ہو تو اس کی طرف کان نہ لگائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ اگر نماز میں نمازی کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو مرد سبحان اللہ کہے اور عورت تالی بجا دے (آواز نہ نکالے کہ اس
صورت میں اجنبی آواز مرد کے کان میں پڑے گی)۔ جب کہ نماز کے لئے یہ حکم ہے تو ایسے اشعار اور ایسی باتیں جن میں غلطی
معمولی کے تذکرے ہوں اور محبت کے رمز و کنائے ہوں جن سے لوگوں کی طبیعت براہینختہ ہوتی ہو اس لئے ان کا سننا کسی کے
لئے جائز نہیں۔

محرم جذبات اشعار اگر کوئی شخص کہے کہ میں ایسے اشعار سن کر ان کو ایسے معنی پر محمول کرتا ہوں جس سے میں عند اللہ گناہ
سے محفوظ رہتا ہوں تو ہم اس بات کو صحیح نہیں مانتے گے۔ شریعت نے حرمت میں کوئی تفسیر
نہیں کی ہے۔ (جو چیز حرام ہے بس وہ ہر صورت میں حرام ہے) اگر کسی کے لئے جائز ہوتا تو انبیاء علیہم السلام کے لئے جائز ہوتا
اگر یہ عذر صحیح ہوتا تو اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مفتیہ کے گانے سننے سے میرے اندر شہوانی جوش پیدا نہیں ہوتا تو کیا اس
کے لئے زیندلوں کا گانا سننا مباح ہو جائے گا، کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اسے شراب پینے سے نشہ نہیں ہوتا تو کیا شراب پینا اس کے
لئے حلال ہو جائے گا۔ اگر کوئی یہ بھی کہے کہ میری عادت ہی یہ ہے کہ شراب پینے کے بعد میں حرام سے رک جاتا ہوں تب بھی اس کے
لئے شراب پینا حلال نہیں ہو سکتا یا اگر کوئی شخص کہے کہ اُمردوں، نوخیز لڑکوں اور عورتوں کو اس لئے دیکھتا ہوں اور ان سے اس
لئے خلوت کرتا ہوں (تنہائی میں ملتا جلتا ہوں) کہ میں ان کے حسن سے سستی حاصل کرتا ہوں تب بھی یہی کہا جائے گا کہ ایسا کرنے
جائز نہیں بلکہ اس کا ترک واجب ہے۔ عبرت تو ایسی چیزوں سے بھی بہت کچھ حاصل کی جاسکتی ہے جو حرام نہیں ہیں۔ خفیقت میں یہ
طریقہ ان لوگوں کا ہے جو حرام کا ارتکاب کرنا چاہتے ہیں اور اپنے نفس کے مطیع ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کی بات قبول نہیں کر سکتے اور
ان کی طرف التفات کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَخْضَعُونَ لِأَهْلِهَا رِجَالًا وَمِنْ أَهْلِهَا نِسَاءٌ يُحْضَعْنَ إِلَىٰ نِسَائِهِمْ ۝
فَسِرُّوهُمْ ۝ اہل ایمان سے ہمہ جہت کہ اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے پاکیزہ ترین فعل ہے۔

۳۔ جو شخص کہے کہ نامحرم کو دیکھنا پاکیزہ عمل ہے وہ قسراً کو جھٹلاتا ہے۔

کس جانور کو مارنا جائز ہے اور کس کو ناجائز؟

گھر کے اندر اگر سانپ دکھائی دے تو تین بار اس کو خبردار کر دے اگر اس کے بعد بھی وہ سامنے آئے تو مار ڈالے۔
سانپ کا مارنا جنگل میں بغیر خبردار کئے مار ڈالنا جائز ہے۔ اگر ایسا سانپ نظر آجائے جس کی دم اتنی چھوٹی ہے کہ وہ کبھی ہونٹ نظر آئے یا اس کی پشت پر دو سیاہ خط ہوں یا جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے اس آنکھوں میں سیاہ بال بھی نظر آئیں ایسے سانپ (یا سانپوں) کو بغیر اعلان کے ہلاک کر دے۔

خبردار کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس سے کہے کہ جان لے کر چلا جا ہم کو آزار نہ دے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر لو سانپوں کی بابت دریافت کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے گھر میں سانپ دیکھو تو اس سے کہو میں تمہیں اس قول کی قسم دیتا ہوں جو پیغمبر خدا حضرت نوح علیہ السلام نے تم سے لیا تھا اور اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تم سے لیا تھا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ہمیں آزار نہ پہنچاؤ۔

اگر وہ نہ جائیں تو پھر ان کو مار ڈالے۔ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو سانپ نظر آئے اسے مار ڈالو اور جو شخص سانپ کے مارنے سے اس لئے ڈرتا ہے کہ وہ اس کے دشمن ہو جائیں گے تو ایسا شخص میری امت میں سے نہیں ہے۔“

حضرت سالم بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سانپوں کو مار دو، دو خط والا سانپ اور کٹی دم (چھوٹی دم) کا سانپ یہ دونوں اندھا کر دیتے ہیں اور حمل کو بھی گرا دیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ جس سانپ کو بھی دیکھ لیتے تھے اسے مار ڈالتے تھے چنانچہ حضرت ابولبابہؓ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک سانپ کی گھات میں بیٹھتے انھوں نے کہا کہ حضورؐ نے گھروں میں گرہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے اور بطور دلیل ابو سائبؓ کی یہ روایت پیش کی کہ ”ایک دفعہ میں ابو سعیدؓ کے پاس گیا ہم تخت پر بیٹھے تھے کہ تخت کے نیچے کوئی شے حرکت کرنی ہوئی محسوس ہوئی دیکھا تو ہتھ، میں کھڑا ہو گیا، حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یہاں سانپ ہے، وہ کہنے لگے پھر متھرا کیا ادا ہے؟ میں نے کہا میں اسے مار ڈالنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابو سعیدؓ نے اپنے گھر کے سامنے والی کوٹھری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں میرا چچا زاد بھائی رہتا تھا، نئی نئی شادی ہوئی تھی، جنگ احزاب کے دن اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر آنے کی اجازت مانگی، حضورؐ نے اس کو اجازت مرحمت فرمادی اور حکم دیا کہ ہتھیار ساتھ لے کر جائے، وہ گھر پہنچا تو بیوی کو دروازہ پر کھڑا پایا، میرے بھتیجے نے یہ دیکھ کر بیوی کی طرف نیزہ سپدھا کیا تاکہ اسے مار ڈالے، اس کی بیوی نے کہا کہ جلدی نہ کرو پہلے اندر جا کر دیکھ لو کہ میرے باہر آنے کی کیا وجہ ہے۔ وہ کوٹھری کے اندر گیا تو بڑا ہیبت ناک سانپ وہاں موجود تھا اس نے نیزے سے اس کو چھید لیا اور نیزے میں جھپکا ہوا پھر کتا ہوا سانپ لے کر باہر نکلا لیکن خود بھی فوراً گر کر مر گیا، حضرت

ابو سعید کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہلے کون مرا! سانپ یا میرا بن عم!! اس کے قبیلے کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ ہمارے آدمی کو واپس کر دے، حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم سانپ مارنے والے کے لئے مغفرت کی دعا مانگو۔ پھر فرمایا ”مدینہ میں جنوں کی ایک جماعت ایسا لائی ہے انہیں تم سانپوں کی شکل میں دیکھو گے جب دیکھو تو تین مرتبہ ان کو متنبہ کرو، تنبیہ کے بعد بھی اگر وہ سامنے کرے تو مار ڈالو۔“ بعض احادیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ”اس رتین مرتہ خبردار کہ دو بھر بھی سامنے آئے تو اس کو مار ڈالو وہ شیطان ہے۔“

گرگٹ کا مارنا گرگٹ کا ہڈا کر دینا بھی جائز ہے۔ عامر بن سعید نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا پہلی ضرب میں مار ڈالنے والے کے لئے ستر نیکیاں ہیں۔

چیونٹیاں کا مارنا چیونٹیاں جب تک آزار نہ پہنچائیں ان کو مارنا مکروہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کسی چیونٹی نے ایک پیغمبر کے کاٹ لیا، پیغمبر نے چیونٹیوں کا بل جلا دینے کا حکم دے دیا حکم کے بموجب چیونٹیوں کا بل جلا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر دجی نازل کی کہ ایک چیونٹی نے تمہارے کاٹا کھا مگر تم نے اللہ کی سیب کو نیوالی پوری امت کو ہلاک کر دیا“

مینڈک کا مارنا مینڈک (ضفدع) کا مارنا بھی مکروہ ہے حضرت عبدالرحمن بن عثمان سے روایت ہے کہ کسی شخص نے دولے کے لئے مینڈک کو مار ڈالنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا ”مینڈک کو مت مارو“ اور جن جانوروں کو مار ڈالنا جائز ہے ان کو آگ میں نہ جلاؤ مثلاً جوں پستو، مچھر، چیونٹیاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی جانور کو آگ کا عذاب نہ دیا جائے کہ آگ کا عذاب سوائے آگ کے خالق کے اور کوئی نہیں دے سکتا۔

موزی جانور جو جانور خلقۃ موزی ہیں، خواہ اس سے ایذا پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو مگر اس کو مار ڈالنا جائز ہے کیونکہ اذیت پہنچانا اس کی فطرت ہے جیسے سانپ (اس کے بارے میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے)۔ بچھو، کاٹنے والا کتا۔ چوہا وغیرہ بہت زیادہ کائے کتے کا بھی یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔

پیارے جانور کو پانی پلانا ثواب ہے بشرطیکہ وہ موزی نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ”ہر سوختہ جگر کو پانی پلانے کا ثواب ہے بشرطیکہ وہ موزی نہ ہو“ موزی جانور کو پانی پلانے سے اس کی شرارت اور ایذا رسانی میں اور اضافہ ہوگا۔

کٹا شکار، کھیتی یا چوپاؤں کی حفاظت کے لئے اگر کتا یا لاجائے نو جائز ہے ورنہ نہیں۔ کاٹنے والے کتے کو آزاد چھوڑ رکھنا مکروہ ہے لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لئے کاٹنے والے کتے کو مار ڈالنا جائز ہے۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ شکار اور چوپاؤں کی حفاظت کے سوا جس نے کتا پال رکھا ہے اس کی نیکیوں کے ثواب سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

جانوروں پر بوجھ لاونا جانوروں پر ان کی برداشت سے زیادہ بار ڈالنا جائز نہیں ہے خواہ وہ جانور زمین پر ہو یا ہوا میں۔ بوجھ کا ہونا بوجھ ڈھونے یا سواری کا۔ اگر جانور کو بقدر کفایت چارہ نہ دے گا تو گھنگار ہوگا، جانوروں کو ان کی خواہش سے زیادہ کھلانا بھی مکروہ ہے، جیسا کہ بعض لوگ موٹا کرنے کے لئے ان کو ایسی خوراک دیتے ہیں۔

حقوق والدین

ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا اور دنیا میں ان دونوں کا اچھا ساتھ دو ایک اور جگہ ارشاد ہے اِنَّ اَشْكُوْنِي وَاِلَى الدِّيْنِ ط (میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر اور تجھے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے) حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ اگر کوئی شخص ماں باپ کو رات بھر ناراض رکھے یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو صبح سے شام تک ماں باپ کو ناراض رکھے اس کے لئے بھی دوزخ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اگر ماں باپ میں سے کسی ایک کو ناراض کرے تو اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے خواہ اس ناراضی میں زیادتی ماں باپ کی طرف سے کیوں نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی رضا مندی ماں باپ کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔ یہ بھی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا، میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں، حضور نے ارشاد فرمایا کیا تیرے والدین ہیں؟ اس نے جواب دیا ہاں! آپ نے فرمایا ان ہی کی خدمت میں جہاد ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی صورت یہ ہے کہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرے، انہیں تکلیف نہ پہنچنے دے، والدین کے ساتھ بچوں جیسی نرمی اور محبت کی باتیں کرے، ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی کرے والدین سے کھینچی نہ رہے۔ سچے دل اور محبت سے ان کی خدمت کرے۔ ان کی طرف سے دکھ برداشت کرے۔ ان کی آواز سے اپنی آواز ادبھی نہ کرے۔ شرعی مخالفت نہ ہو تو کسی کام میں ان کی مخالفت نہ کرے۔ اگر وہ کسی ایسے کام کے لئے کہیں (جو خلاف شرع ہو) تو اس حکم کو نہ مانے جیسے حج، نماز، زکوٰۃ، کفارہ اور اللہ تعالیٰ کی نذر وغیرہ ترک کرنے کا حکم نہ مانے، اگر والدین کے حکم سے کسی حرام کام کا ارتکاب ہوتا ہو جیسے زنا، شراب نوشی، قتل، زنا کی تہمت لگانا، ناجائز مال لینا یعنی چوری اور ڈاکہ وغیرہ تو اس حکم کی اطاعت نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان باتوں یا کاموں میں مخلوق کی تابعداری نہ کرو جو خانگی کی ناراضگی کا باعث ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ

وَصَاحِبُهَا فِي الدِّينِ مَعْرُوفٌ (اور اگر تیرے والدین تجھے اس لئے تکلیف میں ڈالیں کہ تو اس چیز کو خدا کا شریک قرار دے جس کا تجھے علم ہی نہیں تو تو ان کا کہنا نہ مان، ہاں دنیا میں ان کا صرف نیکی میں ساتھ دے۔)

مندرجہ حدیث اور ارشادات ربانی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی اللہ کی یا فرمائی یا اللہ کی اطاعت ترک کرنے کا حکم دے اس کی بات نہ مانی جائے۔ امام احمد، ابوطالب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو اس کے والدین نماز، جماعت میں شرکت سے منع کیا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ فرائض کو ترک کرنے کے بارے میں ماں باپ کے حکم کی اطاعت کمت کر دو

والدین کی فرمانبرداری کے لئے نفلوں کو ترک کیا جاسکتا ہے اور یہ افضل ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ان سے خود بھی ترک تعلق کرے اور جن لوگوں سے والدین کے تعلقات ہوں ان سے خود بھی تعلق رکھے۔ والدین کے معاملے میں محافلوں پر

اطاعت والدین کے مزید احکام

ایسا ہی غصہ کرے جیسا اپنی ذات کے لئے کرتا ہے۔ اگر والدین کی کسی بات پر غصہ آئے تو اس وقت والدین کی ان تکالیف ان کے ایشاء قربانی اور خلوص و محبت کو یاد کرو جو انھوں نے تمھاری پرورش کے دوران کی ہیں اور اس وقت اللہ کے اس فرمان کو بھی یاد کرو **قُلْ لَهُمَا قَوْلَا كَرِيمًا** والدین کے ساتھ عزت کے ساتھ بات کرو۔ اگر والدین کی شفقت کی یاد بھی غصہ کو فروز کر سکے تو سمجھ لے کہ وہ بدنصیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گرفتار ہے۔

اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ماں باپ کے ساتھ کوئی سلوک کیا ہے تو غصہ فرو ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی چاہو اور توبہ کرو۔

اگر کسی ایسے سفر پر جانا چاہو جو تم پر واجب نہیں ہے تو والدین کی رضا مندی کے بغیر مت جاؤ، ماں باپ کی رضامندی کے بغیر جہاد پر بھی نہ جاؤ، والدین کو کوئی دکھ نہ پہنچاؤ، اس کا خیال رکھو کہ تمھاری وجہ سے تمھارے والدین کو کوئی شخص آزار پہنچانے کا باعث نہ بنے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو ماں اور بچے میں جدائی کا باعث ہو، اگر کہیں سے کھانے پینے کی چیزیں لاؤ تو سب اچھا کھانا ماں باپ کو دو۔ کیونکہ وہ بھی (تمھاری خاطر) اکثر بھوکے رہے ہیں اور تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے اور تمھارا پیٹ بھرا ہے، خود بیدار رہے ہیں اور تم کو سٹلایا ہے۔

معاشرت کی متفرق باتیں

کسی مولود (بچے) کا نام مع کنیت وہ رکھنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک مع کنیت تھا **مُسْتَحَبٌّ** اور **مُكْرَهُ** مکروہ ہے لیکن اگر صرف محمد یا ابوالقاسم رکھ لیا جائے تو مکروہ نہیں ہے، امام احمد کے اس بارے میں دو قول مروی ہیں ایک تو یہ صورت جواز موجود ہے اور دوسری روایت یہ صورت عدم جواز منقول ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک رکھ لینا اور کنیت نہ رکھنا حضرت ابوہریرہ اور حضرت انسؓ کی روایتوں سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا نام رکھ لیا کرو، میری کنیت نہ رکھا کرو۔

نام اور کنیت

نام مع کفیت رکھنے کا جواز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک عورت نے خدمت دال میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام محمد اور کفیت ابو القاسم مقرر کی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ حضور وال کو یہ بات پسند نہیں ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا وہ کون سی چیز ہے جس نے میرے نام کو حلال اور میری کفیت کو حرام کیا ہے اور وہ کون سی چیز ہے جس نے میری کفیت کو حلال اور میرے نام کو حرام کیا ہے (یعنی میری کفیت کے جواز اور نام کے عدم جواز کا موجب کیا ہے)

ابو یحییٰ اور ابو علی کے ساتھ کفیت رکھنا مکروہ ہے۔ اپنے غلام کا نام افلیح، سجاح، یسار، نافع، رباح، اور کینز کے نام بڑے بڑے۔ حزن اور عاصیہ رکھنا مکروہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا اگر میں زندہ رہا تو غلاموں کے نام یسار، برکت، رباح، سجاح یا افلیح رکھنے کی ممانعت کر دوں گا۔ ایسے نام اور لقب جو اللہ تعالیٰ کے ناموں کے مثل ہوں رکھنا مکروہ ہیں جیسے مالک الملوک، شہنشاہ وغیرہ کیونکہ یہ اہل فارس میں رائج ہیں۔ وہ نام رکھنا بھی مکروہ ہیں جو صرف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں جیسے قدوس، الہ، خالق، مہمین اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَجْعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ قُلُوبُكُمْ سَمَّوْهُمُ الْمُشْرِكُونَ نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں فرمادیجئے یہ اُن کے من گھڑت نام ہیں (بعض مفسرین اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ ان شریکوں کے نام بھی میرے ناموں کی طرح رکھو پھر دیکھو کہ شریکوں کے ایسے نام رکھنا مناسب ہے یا نامناسب۔)

اپنے بھائی یا غلام کو کریمہ لقب سے پکارنا حرام ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَسْمُوا بَنِيَّ لَا تُلَاقِبُوا لِعَنِي بُرْسُ الْقَابِ سے بلاؤ، اللہ تعالیٰ نے اسے فسق فرمایا ہے اور مستحب یہ ہے کہ اپنے بھائی کو ایسے ناموں سے پکارتے جو اُسے سب سے زیادہ پسند ہوں۔

غصہ کی حالت کے احکام غصے کے دفت اگر کوئی آدمی کھڑا ہو تو بیٹھ جائے (اس سے غصہ کچھ فرو ہو جاتا ہے) اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ غصے میں ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر پڑنے سے غصہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ”غصہ ایک انگارا ہے جو آدمی کے دل میں ڈبکتا ہے۔ اگر کسی کی ایسی کیفیت ہو اور کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو تکیہ کے سہارے سے ٹیک لگالے۔“

اگر کچھ لوگ اپنے راز کی باتوں میں مشغول ہوں تو ان کے درمیان گھس کر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ رسول اللہ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ دھوپ اور سایہ کے درمیان یعنی کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ بائیں ہاتھ پر سہارا دے کر بیٹھنا مکروہ ہے۔ بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان لیٹنا مکروہ ہے۔ اور جب مجلس سے اٹھے تو کفارہ مجلس کے طور پر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ۝
اے اللہ! تو پاک ہے سب تعریف تیرے ہی لئے ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری بخشش چاہتا ہوں دیریری ہی طرف توبہ کرتا ہوں

قبرستان سے جوتے پہن کر گزرنا مکروہ ہے۔ قبرستان میں جانے والے کے لئے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے :-

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذَا الْأَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ
الْمُخْرَجَةِ الَّتِي خَرَجَتْ مِنْ دَارِ الدُّنْيَا وَهِيَ بِكَ مُؤَمِّنَةٌ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ دَوْحًا مِنْكَ سَلَامًا مَبْنِيًّا

اے اللہ! اُن پرانے جسموں اور بوسیدہ ہڈیوں کے مالک جو دنیا
سے نکلنے وقت ایمان دار تھے محمد اور آل محمد پر اپنی رحمت
اور اپنی طرف سے رحمت نازل فرما اور میرا سلام ان کو پہنچانے

جب قبرستان میں داخل ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ہ
(مومنوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام ہو، انا اللہ ہم بھی تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں) ایک روایت میں بھی آیا ہے۔
کسی قبر کی زیارت کے وقت قبر پر ہاتھ نہ رکھے نہ بوسہ دے، یہ یہودیوں کا طریقہ ہے نہ قبر پر بیٹھے نہ اس سے ٹیک لگائے
نہ قبر کو پاؤں سے ٹھوکرا مارے، سخت مجبوری کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔ قبر سے اتنے فاصلے پر اور ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں صاحب
قبر کی زندگی میں کھڑا ہوتا تھا اور ویسا ہی اس کا احترام کرے جیسے اگر وہ زندہ ہوتا تو کرتا۔

گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) اور کچھ دیگر آیات قرآنی پڑھ کر صاحب قبر کو اس کا ثواب پہنچائے اور اللہ سے اس طرح
عرض کرے کہ الہی اگر سورہ کو پڑھنے کا ثواب تو نے میرے لئے مقرر کیا ہے تو میں وہ ثواب اس صاحب قبر کے لئے ہدیہ کرتا ہوں اس
کے بعد اللہ سے اپنی مراد مانگے۔ مرقے کی ہڈی نہ توڑے اور نہ اس کو پامال کرے، اگر وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو گیا ہو یا اتفاقاً ایسا
ہو جائے تو استغفار پڑھے اور اہل قبر کے لئے بخشش کی دعا کرے۔

بدشگونی: بدشگونی کرنا منع ہے۔ نیک فال کی ممانعت نہیں ہے۔

دوسروں کے ساتھ برتاؤ: ہر شخص سے عاجزی اور انحراف کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ بوڑھوں کی عزت اور بچوں پر شفقت کرنا
مناسب ہے، چھوٹوں کے قصور اور خطاؤں سے درگزر کرنا بھی مستحب ہے مگر ادب آموزی ترک نہ کرے۔

رحمت کی دعا: ہر ایک کے لئے یہ کہنا کہ ”اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل کرے یا فلاں بن فلاں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت بھیجے“
جائز ہے بمقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا ”صلی اللہ علیک (اللہ تعالیٰ
تم پر رحمت نازل کرے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا ”ابی احنیٰ کی اولاد پر رحمت نازل فرما“

مصابحہ: ذمی کا سر سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے بموجب حضور نے ارشاد فرمایا
”ذمیوں سے مصافحہ نہ کرو“

دعا کا طریقہ: دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پھیلائے، اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ورد بھیجے
پھر اپنی مراد مانگے۔ دعا مانگنے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے، دعا مانگنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر
پھیرے، حضور اقدس کا ارشاد ہے ”دونوں ہاتھ پھیلا کر اللہ سے دعا مانگو پھر انھیں منہ پر پھیر لو“

ترانی تعویذ: قرآن شریف کے ساتھ تعویذ (پناہ چاہنا) جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ (شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ) اللہ تعالیٰ نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ
بِرَبِّ النَّاسِ میں بھی فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور جب بیمار ہوتے تو یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے
تھے حضور والا یہ دعا بھی پڑھتے تھے۔

اعوذُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ ذُرْعَ وَ بَدْعَ وَ مِثْنِ
شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّي اخِذْ بِنَاصِيَتِهِمَا

قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی کو بطور امنوں پڑھنا بھی جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (ہم نے قرآن میں ان چیزوں کو نازل کیا ہے جو مسلمانوں کے لئے شفا اور رحمت کا باعث ہیں) دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے هٰذَا الْكِتَابُ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكًا (یہ وہ کتاب ہے جو ہم نے آسمانی اور جو برکت والی ہے) حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کو (یعنی نظریہ) جھاڑ کر دو، اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت کرتی تو وہ بیک نظری ہوتی۔

بپڑا زوہ شخص کے لئے تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالا جاسکتا ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ مجھے بخار ہو گیا تو میرے لئے بخار کا یہ تعویذ لکھا گیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُبَّ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَ
سَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَ اَسْرٰدُوْبِهِ كَيْدًا
نَجَعَلْنَا هُمْ اِلٰهًا خَسِرٰنَ ۝ اَللّٰهُمَّ رَبِّ جِبْرِیْلَ
وَ مِکٰئِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ اَسْخِطْ صَاحِبَ هٰذَا الْكِتَابِ
بِحَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ وَ جِبْرِتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

بعض علمائے اصحاب حضرت مصطفیٰؐ کا قول ہے کہ جس عورت کے بچہ پیدا ہونے میں دشواری کا سامنا ہو تو وضع حمل کی آسانی کے لئے کسی پیالے یا دوسرے پاک برتن میں مندرجہ ذیل دعا لکھ کر پانی سے دھو کر کچھ پانی اس عورت کو پلایا جائے اور کچھ اس کے سینے پر چھڑک دیا جائے۔ تعویذ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَكِیْمُ الْكَرِیْمُ
فُتِحْنَ اللّٰهُ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ كَاَنْتُمْ یَوْمَ یُرْوٰی عَنْكُمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا
عَشِیَّةً اَوْ ضُحًیًا كَاَنْتُمْ یَوْمَ یَسْرُوْنَ مَا یُؤْعَدُوْنَ
لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَاَلَمْ
یَفْکُرْ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اس خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمن اور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے، سب تعریف اسی کے لئے ہے جو جہانوں کا پالنے والا ہے، گویا وہ (کفار) اس کو اس دن دیکھیں گے جس کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ نہیں ٹھہریں گے مگر ایک گھڑی دن کے برابر۔ قرآن کا پہنچانا حکم ہے پس کافروں کی قوم کے سوا کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔

جبوتی، سانپ، بچھو، کھٹل، بٹو، مجھڑ وغیرہ کے کاٹنے میں منتر کا پڑھنا ردم کرنا) جائز ہے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نہ ہریے جانور کے کاٹنے میں دم کرنے (منتر پڑھنے) کی اجازت دی اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص شام کو بن بار۔ صلی اللہ علیہ وسلم دعا نوح السلام اللہ تعالیٰ نوح پر درود بھیجے اور نوح پر سلام ہو) پڑھے گا تو اس رات اس کو بچھو نہیں کاٹے گا۔

حضور کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص شام کو تین بار اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (یعنی ہر شے کی بدی سے جو پیدا کی گئی ہے میں اللہ کے ان کلمات کے ساتھ جو پورے اور کامل ہیں پناہ مانگتا ہوں) اس رات اس کو کوئی ذہک (زہر) دگھ نہیں پہنچائے گا۔ منتر پڑھ کر دم کرنا جائز ہے، تھکا کرنا مکروہ ہے۔

نظر بد کا علاج اندرونی اعضا کو بھی ایک برتن میں دھوئے، پھر اس دھوؤں کو اس شخص پر ڈالے جس کو نظر بد لگی وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ میں غسل کر رہا تھا، عامر بن ربیعہ نے میرے بدن کو دیکھ لیا اور تعجب سے کہنے لگا: "خدا کی قسم آج جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا، کسی پردہ نشین عورت کی جلد بھی میں نے ایسی (حسین) نہیں دیکھی۔" مجھے

فالج ہو گیا ایسا کہ میں سر بھی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ لوگوں نے اس بات کا تذکرہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے ارشاد فرمایا تم کسی کو مکلم نہ ٹھہراتے ہو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ عامر بن ربیعہ نے ایسا ایسا کہا تھا۔ حضور نے عامر کو بلوایا اور مجھے بھی

لاب فرمایا اور ارشاد کیا سبحان اللہ کوئی اپنے بھائی کو کیوں مارے ڈالتا ہے، اگر کوئی چیز کسی کو پسند ہو (دیکھ کر تعجب کرے) تو اس کے لئے برکت کی دعا کرے۔ پھر آنحضرت نے عامر کو حکم دیا کہ غسل کرو، عامر نے اپنا چہرہ دھویا، اوپری ہاتھ دھوئے، دونوں کہنیاں دھویں

پھر سینہ اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اس کے بعد دونوں زانو، دونوں پاؤں مع پستیلیوں کے دھوئے، یہ اعضا اس طرح دھوئے کہ پانی ایک برتن میں دھوؤں کا جمع ہو گیا، حضور کے ارشاد کے بموجب وہ تمام پانی میرے اوپر سے بہا دیا گیا، ابو امامہ کہتے ہیں کہ حسب حکم

کچھ پانی میرے بدن پر مل دیا گیا تھا۔ اس عمل کے فوراً بعد میں خود سٹاروں کے ساتھ چل کر لوٹ آیا۔ اگر پورا غسل کر کے نظر زدہ پر پانی ڈالا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

سینگی لگوانا، فصد کھلوانا بیماریوں کے علاج کے لئے سینگی لگوانا، فصد کھلوانا، داغ لگوانا، دوائیں، شربت اور عرق پیسنا،

لوگوں کا کاٹنا، زخموں کو چیرنا، سائے بدن میں کیڑے پڑ جانے کے خوف سے کسی عضو کا کاٹنا، بواسیر کے مسوں کا کٹوانا، (عمل جراحی کرنا)، غرض ایسے کام کرنا جن سے جسم کی اصلاح مقصود ہے جائز ہیں البتہ تندرست اور صحیح بدن کو کاٹنے سے بچانا چاہیے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور طبیب سے مشورہ فرمایا، اور طبیبوں سے فرمایا تمہاری رائے ہی علاج ہے۔ طبیبوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا طب میں کچھ فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے بیماری آزاری ہے اس نے دوا بھی آزاری ہے

حضرت امام احمد سے جم داغنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا، آپ نے فرمایا دیہات کے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے داغ سے علاج کیا ہے (داغ لگایا ہے) ایک اور مقام پر حضرت امام احمد نے فرمایا کہ حضرت عمران بن حصین عرق النساء کو چیرا تھا۔ امام صاحب سے ایک اور روایت میں داغنے کی کراہت منقول ہے۔

حرام چیز کا بطور دوا استعمال درست نہیں، جیسے شراب، زہر، مردار، ناپاک چیز وغیرہ۔ گدھی کے دودھ سے بھی علاج درست نہیں ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ حرام چیزوں میں میری امت کی شفا نہیں کبھی گئی ہے۔ اس قدر درست کے سوا حقیقتہً کرنا بھی مکروہ ہے

۱۔ ایک رنگ کا نام۔ ۲۔ اینٹا دینا یا لگانا حقیقتہً کہلاتا ہے۔

طاہر سے بھاگ جائے نہیں لیکن کہیں طاعون پھیلے ہو تو اس جگہ جانا نہیں چاہیے۔ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں نہ ڈالے۔

اجنبی عورت کے ساتھ نامحرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا

ہے کہ وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے کیونکہ شیطان ان کو گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔ کسی جوان عورت کی طرف مجبوری کے سوا نظر اٹھا کر نہ دیکھے، مجبوری کی صورت علاج یا گواہی وغیرہ ہے اور

اور کھلے چہرے والی عورت کو دیکھ لینا جائز ہے۔ جوان عورت کو دیکھنے سے فتنے میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ دودھ دیا دودھ توں کو برہمنہ

ایک لحاف میں یا ایک چادر میں ہم نہ ہونا چاہیے۔ رسول اللہ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے، اس طرح برہمنہ لینے سے ایک کی نظر دوسرے کے

گستر پر پڑتی ہے اور یہ منع ہے پھر شیطان کے درغلانے سے اگر کتاب گناہ کا بھی ڈر ہے۔ اپنے غلام اور باندی کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، ان سے ناقابل برداشت کام نہ لے، ان کو کپڑا پہنانے کھانا

باندی اور غلاموں سے نرمی برتنا کھلانے اگر وہ خواہش مند ہوں تو ان کا نکاح بھی کرے لیکن ان کو نکاح پر مجبور نہ کرے اس میں اگر کوئی کوتاہی

کرے کہ یا تو گنہگار ہوگا، اگر چاہے تو ان کو فروخت کرے چاہے آزاد کرے۔ اگر غلام آزادی کا مطالبہ کرے تو کچھ روپیہ

رقم مقرر کر کے انھیں آزاد کرے (یعنی وہ مزدوری کے ذریعہ مقررہ رقم جب ادا کرے تو آزاد کر دیا جائے) حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی کہ نماز کے پابند رہنا اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ دشمن کے ملک میں (دوران جہاد) قرآن کو ساتھ لیجنا مکروہ ہے، مبادا وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے اور

قرآن پاک کو ساتھ رکھنا وہ قرآن کی بے ادبی کریں۔ ہاں اگر مسلمانوں کا غیر معمولی دہڑبہ اور غلبہ ہو تو پڑھنے کے لئے ساتھ لیجنا جائز

ہے تاکہ پڑھا ہوا بھول نہ جائے۔

منتفرق دعائیں

آئینہ دیکھتے وقت آئینہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَوَّیْ خَلْقِیْ وَ اَحْسَنَ صُوْرَتِیْ وَ زَانَ مِیْنَتِیْ مَا شَانَ مِنْ عَیْبِیْ وَ اَللّٰہُ کَیْ لَیْ حَمْدُ وَ ثَنَا ہے جس نے مجھے درست پیدا کیا اور مہربی بنا دت کی مجھے خوبصورتی عطا کی اور مجھے ایسے خوبصورت اعضا دیئے جو عیب دار اعضا کے مقابلہ میں خوشنما دکھائی

دیتے ہیں) یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کے کان بجھنے لگیں تو وہ درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

کان بجنا ذکر اللہ من ذکر فی بخیر جس نے مجھے بھلائی سے یاد کیا اللہ تعالیٰ اس کو یاد کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی شخص کے کسی عضو میں درد ہو تو یہ دعا پڑھ کر دم کرے۔

درد دور کرنے کی دعا رَبَّنَا اللّٰہُ الَّذِیْ فِی السَّمَاوِیَّاتِ ہمارا اللہ وہ ہے جس کا نام آسمانوں میں مقدس ہے۔ الہی تیرا

تَقْدِسُ اِسْمُکَ اَمْوُکَ فِی السَّمَاوِیَّاتِ وَ اَلْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُکَ فِی السَّمَاوِیَّاتِ وَ اَلْاَرْضِ اَغْفِرْ لَنَا حَوْبَنَا وَ خَطَايَا نَا یَا دَبِّ

حکم آسمان اور زمین میں ایسا ہی مافد و جاری ہے جیسے تیرا رحمت آسمان و زمین میں عام ہے۔ الہی ہمارے گناہ اور قصور معاف کر دے

الطَّيِّبِينَ أَنْزَلَ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شَفَائِكَ عَلَى النَّوَجِعِ الَّذِي بِهِ ه

لے پاک لوگوں کے رب اپنی رحمت کا کچھ چھینٹا اور اپنی شفا میں سے اس درد کو جو لاحق ہے شفا دے۔

بدشگونی کا دفعیہ بِالشَّيْبَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ه (الہی! بھلائیوں کو تیرے سوا کوئی نہیں لانا

اور نہ تیرے سوا کوئی برائیوں کو دفع کرے۔) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی دعا مروی ہے۔

کلیسا، آتشکدہ یا بتکدہ دیکھنے پر اگر کوئی شخص یہودیوں کا عبادت خانہ (سبیل) دیکھے، باتری یا سنگہ (بوق) کی آواز سنے یا کسی جگہ یہودیوں مشرکوں اور عیسائیوں کی جماعت دیکھے تو اس کو یہ الفاظ کہنا چاہیے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، إِلَهًا وَاحِدًا لَا يُغْنِي عَنْهُ

دعائیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کوئی اس کا شریک نہیں اس کے سوا میں کس آمد کی بندگی نہیں کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مذکورہ بالا الفاظ کہے گا، مشرکوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اسے گناہ معاف فرما دے گا۔

رعد اور گرج کی آواز رعد اور گرج کی آواز سن کر کہے۔

اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تَهْلِكْنَا بَعْدَ ابْنِكَ وَخَافْنَا قَبْلَكَ ذَلِكْ ه

الہی! ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ کر دینا اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہم کو بچانا۔

آندھی کے وقت کی دعا آندھی آتی دیکھ کر یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ الْعَوْدُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا

الہی! میں تجھ سے اس کی خیر کا طلبگار ہوں اور جس کام کے لئے اس کو بھیجا گیا ہے اس کی خیر کا بھی..... اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس کیلئے اس کو بھیجا گیا ہے۔

بازار میں جانا بازار میں جانے والے کو چاہیے کہ وہ یہ دعا پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی پڑھتے تھے۔

حضور یہ فرمایا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا السُّوقِ وَخَيْرَ مَا فِيهِ

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا فِيهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ

بِكَ أَنْ أُصِيبَ فِيهَا يَمِينًا فَاجِرَةً أَوْ صَفَةً خَائِسَةً لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أَمْلِكْ وَلَهُ الْحَمْدُ يُجْنِي وَيُنِيتُ

وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِسَيِّدِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ه

الہی! میں تجھ سے بازار اور جو کچھ بازار میں موجود ہے، اس سے بھلائی کا خواستگار ہوں اور بازار کی برائی اور اس میں جو کچھ موجود ہے اس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، الہی میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں بازار میں جھوٹی قسم میں مبتلا ہو جاؤں یا کوئی نقصان کا سودا مجھ پر پڑے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایسا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی حکومت ہے اسی کے لئے تمام تعریف، وہی زندہ کرتا ہے اور رہی

ماتا ہے۔ وہ زندہ ہے، اس کے لئے موت نہیں ہے۔ اسی کے قبضہ میں بھلائی ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وہی زندہ کرتا ہے اور رہی

میں نے کانیا چاند دیکھ کر پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِهْلِكْ عَلَيْنَا بِالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رِقِيَّ وَرَبِّكَ اللّٰهُ
(الہی، اس چاند کو برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ ہم پر نمودار فرما! اللہ میرا اور تیرا رب ہے)

جب کسی شخص کو دکھ اور مصیبت میں مبتلا دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔
مَصِیْبَتُہ کو دیکھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِنْهَا اَبَدًا ۝ اللّٰہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس کی سے محفوظ رکھا، جس میں تجھے مبتلا
ہو، وَفَضَّلَنِیْ عَلَیْکَ وَ عَلَیْ کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْصِیْلًا ۝ کیا اور مجھے تجھ پر اور بہت سی مخلوق پر برتری اور فضیلت عطا فرمائی۔
جب تک یہ دعا پڑھنے والا زندہ رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اس دکھ سے محفوظ رکھے گا۔ (خواہ کوئی دکھ ہو)

حاجی جب سفر حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کے وقت کہے !!
حَاجِی سَے مَلاقات پَر تَقَبَّلَ اللّٰهُ نَسْکَکَ وَ اَعْظَمَ اللّٰهُ الشَّرِیْرَ ۝ حج کو قبول فرمائے، تجھے بڑا اجر عطا فرمائے اور جو
اَجْرَکَ وَ اَخْلَفَ نَفْسَکَ ۝ کچھ تیرا خرچ ہو گیا ہے اس کا عوض تجھ کو عطا کرے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاجی سے ملاقات کے وقت ہی فرمایا کرتے تھے۔
بیمار کی عیادت کے موقع پر دعا کسی مسلمان بیمار کی عیادت کو جائے اور اس کو حالت نزع میں دیکھے یا اسے مردہ پائے تو یہ دعا پڑھے جو
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، موت گھبراہٹ کا وقت ہے لہذا
جب تم اپنے کسی رفیق کو اس حالت میں دیکھو تو یہ دعا پڑھو۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَکْتُبْہُ عِنْدَکَ فِی الْمَحْسِنِیْنَ وَ اَجْعَلْ کِتَابَہُ فِیْ عِلَیِّیْنَ ۝ وَ اَخْلَفْ عَلَیْ غَیْبِہُ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہُ ۝ وَ لَا تَفْشِرْنَا بَعْدَہُ ۝
بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم لوٹنے والے ہیں
اپنے رب کے پاس ہی ہم کو بلک کر جانا ہے۔ الہی اپنے پاس اس کو نیکو
کے کاروں میں لکھ لے، اور اس کا نام اعمال عِلِّیْنَ میں رکھ دے اور اس
کے پسند گان کی تو نیکوئی فرما۔ ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ کر
اور اس کے بعد ہم کو مصیبت میں نہ ڈال۔

یہ متنبہ ہے کہ مرنے والا شخص اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرے اور اپنے داروں کو مشورہ دے کہ جو کچھ حقوق العباد اس کے ذمے ہیں
اس کو ادا کریں جو غریب شہداء اس کے وارث نہیں ہیں اپنے کل مال کا تہائی رقم جھڑان کر دینے کی وصیت کرے، اگر ایسے رشتہ دار نہ ہوں
تو محتاجوں، مسکینوں، مسجودوں، یتیموں اور دوسرے نیکی کے کاموں میں رقم مال صرف کرنے کی وصیت کر دے۔

مردوں کو قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، مردوں کو قبروں میں رکھتے وقت کہو۔
بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلَیْ مَلِکِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۝ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو قبر میں رکھتے وقت
یہی الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ جتر پر مٹی ڈالتے وقت کہے۔

اِنِّیْٓ اَنَا بِیْٓتٌ وَ تَصْنِیْدُ یَقَآرِ رَسُوْلِیْٓ وَ اِنِّیْٓ اَنَا بِبَقِیْنِیْٓ ۝ میں تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تیرے پیغمبر کی تصدیق کی میں حشر پر
ہذا مَا وَعَدَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُہُ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُہُ ۝ ایمان لایا ہوں یہ وہ ہے جس کا اللہ اور اللہ کے رسول نے وعدہ کیا ہے
حضرت علی اکرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا اسے خاک کے ذوق کے برابر نیکیاں ملیں گی۔

باب ۵

نکاح - مباشرت - حمل - بیوی — اور

اطاعت گزاری، ولیمہ نکاح کا خطبہ

نکاح کے آداب

نکاح کرنے سے نکاح کرنے والے کا اہل مقصود اللہ کے حکم کی تعمیل ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نکاح کے احکام

وَالْيَحْوَ الْآيَا مَنِ مِنْكُمْ وَالْقَابِلِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ رَأْسِي بَوَاقِلِ الْكَاحِ كَرُوْا هِي طَرَحِ
نیک لفظوں اور غلاموں کا نکاح کر دو، دوسری جگہ ارشاد ربّانی ہے فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبْعَ
(ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں، دو دو تین تین چار چار)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نکاح کر دو
اور اپنی اولاد بڑھاؤ، خواہ حمل ساقط ہی کیوں نہ ہو جائیں کیونکہ میں اپنی کثرت امت پر فخر کرنے والا ہوں۔ ان دونوں آیتوں اور
حدیثوں سے ثابت ہے کہ زنا کا ڈر ہو یا نہ ہو نکاح کرنا بہر صورت واجب ہے۔

امام احمد کی روایت کی رو سے ابو داؤد کے نزدیک نکاح مطلقاً واجب ہے (زنا کا ڈر ہو یا نہ ہو) پس واجب کی ادائیگی
کی نیت کرنے والے کے لئے حکم خداوندی کی تعمیل کا ثواب ہو گا۔ ارشاد خداوندی کی تعمیل کے ساتھ ساتھ اپنے دین کی تعمیل اور حفاظت بھی
مقصود ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنا نصف دین محفوظ کر لیا۔ دوسرا فرمان نبوی ہے
”جب بندے نے نکاح کر لیا تو اس نے اپنا نصف دین مکمل کر لیا“

نکاح کے لئے ایسی عورت انتخاب کرے جو مالی نسب ہو، قربت دار نہ ہو اور ایسی عورتوں میں سے ہو جو کثیر النسل مشہور ہیں (اس
خاندان کی ہو جس خاندان کی عورتوں کے زیادہ اولاد پیدا ہوتی ہو) حضرت جابر بن عبد اللہ نے جب رسول اللہ کو بتایا کہ میں نے دائرہ (بیوہ)
سے نکاح کیا ہے تو حضور نے فرمایا تم نے دو چیز سے نکاح کیا کہ تمہارا پہلا واسطہ سے ہوتا اور اس کا تم سے۔

کثیر النسل ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”باہم نکاح کرو اور نسلیں بڑھاؤ“ میں
تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا اگرچہ بیچہ کچا ہی ہو۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو بہت بچے
پیدا کرنے والی اور زیادہ محبت کرنے والی ہو۔ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

عورت کے قربت دار ارشدہ دار نہ ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ اگر باہم نفرت و عداوت ہو جائے تو اس قربت کو قطع نہ کرنا پڑے
جس کو جوڑے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی لئے مشریت نے نکاح کے اندر دو بہنوں کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ زبان دراز، طلاق کی ضمانت
اور بدلہ گدوانے والی عورت سے بھی نکاح نہ کرنا چاہیے۔ نکاح کرنے کے بعد عورت سے طش اخلاقی سے پیش آئے اس کو دکھ نہ دے

J. 100

اور اس پر سختی نہ کرے کہ وہ خلع کی خواست نگاری کرے اور اپنے ہر کو خلع کے بدل میں محسوب کر دے۔ بیوی کے والدین کو گالی نہ دے اگر ایسا کرے گا تو اس سے اللہ اور اللہ کے رسول دونوں بیزار ہوں گے۔

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے عورتوں سے بھلائی کرنے کا میرا آخری حکم مانو، وہ تمہارے پاس فدیہ ہیں۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی عورت سے گھر کے ساتھ نکاح کرے اور نیت تہرہ کرے کی نہ ہو تو وہ قیامت کے دن زانی کی حالت میں آئے گا؛ عورت اگر اپنی زبان درازی سے شوہر کو دکھ پہنچائے تو مرد کو چاہیے کہ اس عورت سے علیحدہ ہو جائے یا اللہ کی طرف رجوع کرے اور مضرع و زاری کے ساتھ دعا کرے اللہ اس کے کام کو پورا کرے گا اور اگر اس گریخ آورد کہ میں بصر کرے گا تو راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔ اگر عورت بوضا و رغبت جبر کے بغیر اپنا کچھ مال شوہر کو دے دے تو خوشی سے لے لینا چاہیے۔ اس کا ٹھکانا مرد کے لئے جائز ہے۔

مناسب ہے کہ نکاح سے پہلے عورت کا چہرہ اور ظاہری بدن دیکھ لے (یعنی منہ اور ہاتھوں کو اچھی طرح دیکھ لے) تاکہ بعد کو مفارقت باطلاق کی نوبت نہ آئے کیونکہ طلاق اور مفارقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ اور ناپسندیدہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح چیزوں میں طلاق سے ناپسندیدہ چیز ہے۔

عورت کے چہرے وغیرہ کو دیکھ لینے کے سلسلے میں اصل دلیل یہ حدیث ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں کسی کے دل میں کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھجوانے کا ارادہ اللہ تعالیٰ پیدا کرے تو پہلے اس عورت کے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کو دیکھ لینا چاہیے۔ یہ صورت آپس میں محبت پیدا کرنے کے لئے نہایت مناسب ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اگر اس عورت کے اُن اعضا کا دیکھنا ممکن ہو جو نکاح کی طرف رغبت دلاتے ہیں دیکھ لے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا اور چھپ کر اتنا حصہ بھی دیکھ لیا جس نے مجھے اس سے نکاح کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ ابو داؤد نے یہ روایت اپنی سنن میں نقل کی ہے۔

عورت کو دیندار اور ذی فہم ہونا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عورت سے نکاح چار خوبیوں کے پیش نظر کیا جاتا ہے دولت، حسن، عالی نسب اور دینداری۔

کامیابی اس شخص کی ہے جو محض دینداری کی بنا پر عورت سے نکاح کرتا ہے۔ رسول اللہ نے دیندار عورت سے نکاح کرنے کی صراحت اس لئے فرمائی ہے کہ دیندار عورت شوہر کی مددگار ہوتی ہے اور نفوذی روزی پر قناعت کر لیتی ہے اس کے برخلاف دینداری سے حالی عورتیں گناہ اور مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ ایسی عورتوں سے دہی بچنا ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاَلَا سِنَّ بَشِيرًا هُنَّ وَابْتِغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ (یعنی اب ان سے مباشرت کرو اور اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ لکھ دیا ہے اس کی طلب کرو) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ مباشرت سے مراد جماع اور ابتغاء سے مراد طلب اولاد ہے عورت کے لئے بھی یہی مناسب ہے کہ نکاح کرنے میں اس کا مقصد بھی اپنی مصیبت کا تحفظ، اولاد کی طلب اور اللہ کی طرف سے دیا ہوا اجر عظیم ہو۔ اور وہ اسی نیت سے شوہر کی قربت میں رہ کر حمل و ولادت اور اولاد کی پرورش کو بھرے برداشت کرے زیاد بن میمون نے حضرت انس بن مالکؓ کا قول نقل کیا ہے کہ مدینہ کی رہنے والی ایک عطر فروش عورت جس کا نام حولا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، ام المومنین میرا شوہر انسان شریف ہے۔ میں

ہر رات عطر لگا کر اور سنگھار کر کے شب زفاف کی دلہن کی طرح ہو جاتی ہوں۔ جب وہ آکر اپنے بستر میں لیٹ جاتا ہے تو میں اس کے لحاف میں گھس جاتی ہوں۔ ان کاموں سے میرا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہوتا ہے مگر میرا شوہر میری طرف سے منہ پھیر دیتا ہے میرے خیال میں اس کو مجھ سے نفرت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ رسول اللہ تشریف لے آئیں۔ اس اثنا میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا یہ خوشبو کیسی ہے؟ کیا حولا آئی ہے؟ کیا تم نے اس سے کچھ خریدا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا میں نے کچھ نہیں خریدا ہے، پھر حولا نے اپنا عقدہ عرض کیا، حضور گرامی نے فرمایا جا اس کی بات سن اور اس کا حکم مان! حولا نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایسا ہی کروں گی مجھے اس کا کیا ثواب ملے گا؟ آنحضرت نے جواب دیا جو عورت اپنے خاوند کی آراستگی اور درستی کے لئے کوئی چیز اٹھا کر رکھتی ہے، اس کے عوض اس کو ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور جو حاملہ عورت حمل کی کوئی تکلیف برداشت کرتی ہے اس کے لئے قائم اللیل اور صائم النہار اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا اجر ملتا ہے اور جب اسے درد زہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے عوض اس کو ایک جان (غلام) آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان سے دودھ کی چسکی لیتا ہے تو ہر چسکی کے عوض اس عورت کو اس قدر ثواب ملتا ہے جتنا غلام کو آزاد کرنے کا۔ جب عورت اپنے بچہ کا دودھ چھڑاتی ہے تو آسان سے ندا آتی ہے کہ اے عورت! تو نے ماہی کے سب کام پورے کر دیئے اب جو زمانہ باقی ہے اس کا کام شروع کر۔ (یعنی پچھلی زندگی کے سارے گناہ معاف ہو گئے اب از سر نو زندگی شروع کر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! مردوں کے ثواب کا کیا حال ہے؟ عورتوں کو تو اس قدر ثواب حصہ دار بنادیا گیا؟ یہ سوال سن کر حضور نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ جو مرد اپنی بیوی کا ہاتھ اس کو بہلانے کے لئے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ جب مرد بیمار سے عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالتا ہے اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے تو دنیا و مافیہا سے بہتر ہو جاتا ہے۔ اور جب غسل جنابت کرتا ہے تو بدن کے جس بال پر سے پانی گزرتا ہے اس ہر بال کے عوض اس کی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ کم کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ اونچا کر دیا جاتا ہے اور غسل کے عوض جو کچھ ثواب اس کو دیا جائے گا وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس سرورات میں غسل جنابت کے لئے اٹھا ہے۔ اسے میرے پروردگار ہونے کا یقین ہے۔ تم بھی اس بات پر گواہ رہنا کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

ابن مبارک بن فضال نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی میری وصیت مانو وہ تمہارے پاس قید ہیں۔ خود مختار نہیں ہیں، تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال بنایا ہے۔

عبادۃ بن کثیر نے بحوالہ عبداللہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا میری امانت کے مردوں میں بہترین مرد وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور میری امانت کی عورتوں میں سب سے بہتر وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہے۔ ایسی عورت کو رات دن میں ایسے ایک ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ شہید ہوتے ہیں اور اس کے اجر کی امید اللہ سے رکھتے ہیں۔ ان عورتوں میں سے ہر عورت جنت کی حور عین پر ایسی ہی۔

فضیلت کہتی ہے جیسی محمد کو تم میں سے اونی مرد پر۔ میری امت کی عورتوں میں وہ عورت سب سے بہتر ہے جو اپنے شوہر کی اس کی خواہش کے مطابق فرمانبرداری کرتی ہے، نگناہ کے کاموں کے سوا۔ فرمایا: میری امت کے مردوں میں بہتر وہ مرد ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اسی طرح مہربانی سے پیش آتا ہے جس طرح ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ، ایسے مرد کے لئے ہر دن رات میں صبر و شکر کے ساتھ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے سو مردوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس موقع پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا بات ہے کہ عورت کو ہزار شہیدوں کا ثواب اور مرد کو سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم کو نہیں معلوم کہ اجر اور ثواب میں عورت مرد سے بڑھ کر اور افضل ہے۔ جنت میں اللہ تعالیٰ مرد کے درجات میں مزید درجات کا اضافہ اس لئے فرمائے گا کہ اس کی بیوی اس سے خوش ہے اور اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ عورت کے لئے شکر کے بعد سب سے بڑا گناہ شوہر کی نافرمانی ہے، خبردار کمزوروں کے حق کی بابت اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے ان دونوں کے بارے میں باز پرس کریگا۔ یتیم اور عورت جس نے ان دونوں سے بھلائی کی وہ اللہ اور اس کی رضامندی کے پہنچ گیا اور جس نے ان دونوں کو برائی کی وہ اللہ کے غضب کا سزاوار ہو گیا۔ شوہر کا حق بیوی پر ایسا ہے جیسا میرا حق تم پر ہے جس نے میری حق تلفی کی اس نے اللہ کا حق ضائع کیا اور وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہو کر کوٹا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم بہت بڑی جگہ ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالہ سے حضرت ابو جعفر بن محمد بن علی نے بیان کیا کہ میں اور حنیفہ بزرگ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت آئی اور سلام کہہ کر آپ کے سر پر ہاتھ رکھی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں سے کافی مسافت پر کچھ عورتیں ہیں میں ان کی طرف سے ایچی (نمائندہ) بن کر آپ کی خدمت آئی ہوں اور ان کی طرف سے یہ پیغام لائی ہوں کہ مردوں اور عورتوں کا رب اللہ تعالیٰ ہے، آدم (علیہ السلام) مردوں کے باپ تھے اور عورتوں کے بھی، حق مردوں کی بھی مال نہیں اور عورتوں کی بھی، مرد جب راہ خدا میں مارے جاتے ہیں تو وہ اپنے رب کے پاس زندہ رہتے ہیں اور ان کو وہاں ... روزی دی جاتی ہے اور رنجی ہو جاتے ہیں تب بھی ان کے لئے ایسا ہی ثواب ہے جیسا کہ آپ آگاہ ہیں اور ہم مردوں پر (بندھی) بیٹھی رہتی ہیں اور ان کی خدمت میں مشغول رہتی ہیں تو کیا ہمارے لئے بھی کچھ اجر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف سے عورتوں کو سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ شوہر کی اطاعت اور اس کے حق کا اقرار مردوں کے جہاد کے ثواب کے برابر ہے، محکم تم میں سے کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔

حضرت ثابت بن النض کا بیان ہے، مجھے عورتوں نے رسول اللہ کی خدمت میں بھلیجا، میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عورتوں کی طرف سے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا مرد بزرگی میں بڑھ گئے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کا اجر پائے ہم عورتوں کے لئے کسی ایسے عمل کا تذکرہ نہیں ہے جس کے باعث ہم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے عمل کی برابری کر سکیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا: گھر میں بیٹھ کر تم میں سے ہر ایک کا کام کاج کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے عمل کے برابر ہے۔

حضرت عمران بن حصیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سے دریافت کیا گیا: کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے فرمایا ہاں! ان کا جہاد غیرت ہے، وہ اپنے نفسوں سے جہاد کرتی ہیں۔ پس اگر وہ صبر کریں تو وہ جہاد کرنے والی ہیں، اور اگر وہ (لفظی کی کمی و بیشی) راضی رہیں گی تو وہ گویا جہاد کی تیاری کرنے والی ہیں پس عورتوں کے لئے دو ہزار اجر ہے لہذا مرد اور عورت دونوں کے لئے مناسب ہے

کہ وہ ثواب ملنے پر اعتقاد رکھیں۔ میاں بیوی پر لازم ہے کہ عقد اور جماع کے وقت اس ثواب پر بھی اعتقاد رکھیں جس کا ذکر حدیث میں آچکا ہے۔

زوجین کے حقوق | میاں بیوی میں سے ہر ایک کا حق دوسرے پر واجب ہے اس کا ثبوت اس آیت سے ہوتا ہے وَلَقَدْ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ جِئَا بِهِنَّ ارْحَمًا مِنْ عَوْرَتٍ لَّهِنَّ فِي مِمَّا كُنْتُمْ تُحْرِمْنَ مِثْلُ مَا كُنْتُمْ تُحْرِمْنَ

کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے برابر بن جائیں۔ عورت کو یہ اعتقاد بھی رکھنا چاہیے کہ اس کے لئے انتظام خانہ داری اور شوہر کی اطاعت جہاد بہتر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا، عورت کے لئے شوہر باقر سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو، عرض کیا یا رسول اللہ خواہ وہ (مرد) غنی ہو آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اگرچہ وہ مال کے لحاظ سے غنی ہو، پھر ارشاد فرمایا مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، عرض کیا خواہ وہ مالدار ہو، حضور نے فرمایا اگرچہ مال کے لحاظ سے غنی ہو۔

نکاح جمعرات یا جمعہ کو کرنا مستحب ہے، صبح کی بجائے شام کے وقت نکاح کرنا ادنیٰ و افضل ہے، ایجاب قبول سے پہلے خطبہ نکاح پڑھنا مسنون ہے اگرچہ بعد میں بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

نکاح میں اختیار ہے کہ خود کرے یا وکیل کی معرفت کرے، نکاح ہو چکے تو حاضرین کے لئے یہ الفاظ کہنا مستحب ہیں :-
بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ وَعَافِيَةٍ هَذَا اللهُمَّ كُوبِرْكَ دَعَاؤُكُمْ بِرَأْسِي رَحْمَةً نَازِلَةً فَرَمَا، نیکی اور تندرستی کے ساتھ تم کو اکٹھا رکھے۔

نکاح کے بعد | نکاح کے بعد اگر عورت کے گھر والے مہلت طلب کریں۔ تو ان کو نفلت دے دی جائے تاکہ اس مدت میں وہ دلہن کا سامان درست کر لیں (جہیز، سامان آرائش اور زیورات وغیرہ)۔

جب عورت مرد کے گھر آئے تو اس روایت پر عمل کریں جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے بیان کیا کہ میں نے ایک دو شیرہ سے نکاح کر لیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے پسند نہیں کرے گی یا نہ کرے، حضرت عبداللہ نے فرمایا الفت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور نفرت شیطان کی جانب سے، جب تم بیوی کے پاس جاؤ تو سب سے پہلے اس کو کہو کہ وہ تمہارے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے نماز کے بعد تم اس طرح دعا کرنا !

اللَّهُمَّ بَارِكْ لِي فِي أَهْلِي وَبَارِكْ لِأَهْلِي فِي، اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي مِنْهُمْ وَارْزُقْهُمْ مِنِّي اللَّهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا إِذَا جُمِعْتَ خَيْرٌ وَتَرَقَّ بَيْنَنَا إِذَا تَفَرَّقْتَ إِلَى خَيْرٍ
الہی! میرے لئے میرے اہل میں برکت عطا فرما، مجھ سے میرے اہل کے لئے برکت دے، اے اللہ مجھے اس سے اور اس کو مجھ سے روزی دے یا اللہ جب تو ہم کو یکجا کرے یا الگ کرے تو حصول خیر ہی کے لئے کرنا۔

جب بیوی سے مباشرت کرے تو یہ دعا پڑھے۔
بِسْمِ اللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تَخْرِجَ مِنْ صُلْبِي اللَّهُمَّ اجْنُبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ
عالی مرتبہ عظمت والے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں! الہی اگر تو نے مقدر کر لیا ہے کہ میری پشت سے کوئی اولاد برآمد ہو تو اس کو پاکیزہ بنا

الہی شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور جو اولاد تو مجھے روزی کرے اس

سورہ بقرہ سے بھی شیطان کو دور رکھو۔

جماع سے فراغت کے بعد بغیر کب ہلائے دل میں یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ أَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ
مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا
وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ه

بسم اللہ! اس اللہ کے لئے تعریف ہے جس نے آدمی کو پانی سے پیدا کیا
میں اس کے لئے رب ہم محبت پیدا کرنے کے لئے (رشتہ اور سسرال
کو بنایا اور تیرا رب ہر شے پر قادر ہے۔

اس مضمون کی اصل وہ حدیث ہے جو کرب نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنی بجوی کے ساتھ بچا ہونے کا ارادہ کرو تو کہو اے اللہ ہمیں در اس بچے کو جو ہمیں عطا کرنا ہے، شیطان سے دور رکھنا! اگر ان کے مقدر میں کچھ کی ولادت ہے تو شیطان اس بچے کو کبھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

حمل کے زمانے میں

حمل ظاہر ہونے پر مرد کو لازم ہے کہ عورت کی غذا کو حرام اور حرام کے شبہ سے بھی پاک رکھے تاکہ بچے کی سیدائش اس بنیاد پر ہو کہ شیطان کی وہاں ایک سانی ہی نہ ہو سکے، بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ حلال کی غذا

ہے کی پابندی نہ فات (اول روز کی مباشرت) ہی سے کی جائے تاکہ وہ خود اور اس کی بیوی اور بچے (پیدا ہونے والے) دنیا میں شیطان کی دسترس سے اور آخرت میں دوزخ سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا رِأَيْتُمْ إِيَّاهُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكُمْ زُلُفُوهُ فَسُتَ أَعْيُنُكُمْ وَأَلْصَقُ بِلَابِهِ إِذَا تُخِذُوا مِصْرَارًا يَجْعَلُ يَدَيْكُم مُّغْلَقَاتٍ يَتَوَلَّى رُكُودًا لَّا تُحِيطُ بِشَيْءٍ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

جماع کے بعد بشرطیکہ دوبارہ جماع کا قصد ہو، اگر قصد نہ ہو تو غسل کرے، ناپاکی کی حالت میں نہ سوئے ایسا کرنا مکروہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی مروی ہے، البتہ اگر شدید سردی کی وجہ سے نہانا دشوار ہو یا حمام دور ہو یا پانی دور ہو یا غسل کرنے میں کچھ خوف حاصل ہو تو بغیر غسل کے سو جائے اور اس وقت تک بغیر غسل رہے جب تک یہ عذر دور نہ ہو جائیں (مواضع)

فراہم ہوتے ہی غسل کرے۔

جماع کے وقت قبضہ نہ ہو، پوشیدہ جگر پر جماعت کرے (کسی کی نظر کے سامنے نہ ہو) یہاں تک کہ چھوٹے

﴿جمع کے وقت﴾ بچے کے سامنے بھی نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے قرب کرے تو بردہ کر لے! بے پردہ ہو گا تو ملائکہ جہا کی وجہ سے باہر نکل جائیں گے اور شیطان آجائیں گے

اب اگر کوئی بچہ ہوا تو شیطان کی اس میں شرکت ہوگی، بزرگان سلف سے منقول ہے کہ جماع کے وقت اگر بسم اللہ نہ پڑھیں تو اس صورت میں مرد کی شرمگاہ سے شیطان لپٹ جاتا ہے اور اس فرد کی طرح وہ بھی جماع کرنا ہے۔

کے جماع سے پہلے عورت کو جماع کی طرف رغب کرنا مسخّن ہے اگر ایسا نہ کیا جائے تو عورت کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے جو اکثر عداوت اور جدائی تک پہنچا دیتا ہے۔

عزل کرنا | شرمگاہ گئے باہر انزال کرنا جائز نہیں ہے، اگر عورت آزاد ہے تو اس کی اجازت لینا ضروری ہے اور اگر وہ کسی کی

باندی ہو تو اس کے آقا کی اجازت ضروری ہے، ہاں اگر خود اپنی باندی ہے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں اس کو خود اختیار ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ: میری ایک باندی ہے جو ہماری خدمتگار بھی ہے میں اس سے مجامعت کرتا ہوں مگر اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے، حضور نے ارشاد فرمایا اگر چاہو تو عزل کر لیا کرو لیکن جو اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے اس کو ضرور ملے گا۔

جماع سے پرہیز حیض و نفاس کی حالت میں جماع سے پرہیز کرنا چاہیے، ایک قول کے لحاظ سے حیض کا خون ختم ہونے کے بعد غسل سے پہلے جماع نہیں کرنا چاہیے۔ اور نفاس کی صورت میں نفاس کے چالیس روز گزرنے سے پہلے اگر خون کا آنا بند ہو گیا ہے تب بھی جماع نہ کرنا مستحب ہے، عورت کو اگر غسل کے لئے پانی نہ ملے تو تیمم کرے۔ اگر حیض نفاس کی اس مدت کے اندر جماع کیا تو ایک روایت کے بموجب ایک یا نصف دینار بطور کفارہ خیرات کرے اور دوسری روایت کے لحاظ سے کفارہ مقرر نہیں ہے بلکہ اللہ سے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرے۔ عورت کے غیر مخصوص مقام میں جماع نہیں کرنا چاہیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو عورت سے لواطت کرتا ہے۔

عورت کی خواہش جماع اگر مرد کو جماع کی خواہش نہ ہو تب بھی ترک جماع جائز نہیں ہے کیونکہ اس معاملہ میں عورت کا بھی حق ہے اور ترک جماع سے عورت کو ضرر پہنچنے کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ عورت کی خواہش جماع مرد کی خواہش سے بہت زیادہ ہوتی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: عورت کی خواہش جماع مرد کی خواہش (جماع) سے (۹۹) درجہ زائد ہے مگر اللہ نے اس پر حیا کو مسلط فرمادیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ شہوت (خواہش جماع) کے دس حصے ہیں تو عورتوں کے لئے ہیں اور ایک مردوں کے لئے۔ بغیر عذر کے چار ماہ سے زیادہ عورت سے الگ رہنا جائز نہیں اگر چار ماہ سے زیادہ مدت گزر جائے تو عورت جدائی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اگر مرد سفر میں چھ ماہ سے زیادہ رہے اور عورت اس کو وطن میں واپس بلائے اور مرد قدرت رکھنے کے باوجود جانے سے انکار کرے اس صورت میں عورت حاکم سے تفسیق (طلونگی) کی خواہش کرے تو حاکم دونوں میں تفریق کرا دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے سفر پر جانے والوں کے لئے یہی مدت مقرر فرمائی تھی یعنی چار ماہ سفر پر رہیں چار ماہ گھر میں رہیں دو دو ماہ سفر میں آمد و رفت کے رکھے گئے تھے۔ اگر غیر عورت کو دیکھ کر اس کا حسن پسند آئے اس کی طرف رغبت ہو تو گھر آ کر اپنی بیوی سے قوت کے برائی سے بچاؤ تاکہ جوش شہوانی کا ہیجان ختم ہو جائے ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی اجنبی عورت اچھی لگے تو اپنی بیوی سے قوت کے کیونکہ عورت کی شکل میں شیطان اس کے سامنے آنے جانے لگتا ہے۔ اپنی بیوی نہ ہو تو اللہ کی طرف رجوع کرے اور اسی سے گناہ سے محفوظ رکھنے کی درخواست کرے، شیطان مردود سے اسی کی پناہ مانگے۔ اپنی بیوی سے جماع کرنے کی حالت و کیفیت کا کسی سے تذکرہ کرنا مرد کے لئے جائز نہیں، نہ عورت کے راز کی باتوں کا بیان نہ کرنا۔

وشرعاً بھی بُرا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو بیوی سے جماع کرتا ہے اور دروازہ بند کر لیتا ہے اور اپنے اوپر پردہ ڈال لیتا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق پردے میں چھپ جاتا ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ایسے لوگ ہیں، تب رسول اللہ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اپنے اس فعل کو لوگوں میں بیان کرتا پھرے کہ میں نے ایسا کیا! ویسا کیا! یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے، اس کے بعد حضور نے عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی عورت ایسی ہے جو (اس راز کو) بیان کرتی ہے عورتیں خاموش رہیں لیکن ایک جوان عورت نے زانو کے بل کھڑے ہو کر اور آگے بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ایسی باتیں مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی کرتی ہیں! تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد یا عورتیں ایسی باتیں کرتی ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک شیطان ایک شیطانہ سے کسی گلی میں ملا اور اس سے جماع کر لیا اور لوگ ان کو دیکھتے رہے۔ خبردار!! مردوں کی خوشبودہ ہے جس کی بو پھلتی ہے رنگ ظاہر نہیں ہوتا اور عورتوں کی خوشبودہ ایک ایسی چیز ہے جس کا رنگ تو نمایاں ہوتا ہے مگر بو نہیں پھلتی!!

شوہر کی اطاعت گزاری اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی خواہش پوری کرنے (جماع) کے لئے بلائے اور وہ نہ مانے تو وہ اللہ کی نافرمان ہوگی اور اس پر گناہ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو عورت اپنے شوہر کو اس کے کام (جماع) سے روکتی ہے اس پر دو قیراط گناہ ہوتا ہے اور جو مرد اپنی عورت کی حاجت پوری نہیں کرتا اس پر ایک قیراط گناہ ہوتا ہے۔

بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ اگر شوہر اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے عورت کو بلائے تو اسے فوراً آجانا چاہیے خواہ وہ تنہا ہی پر کیوں نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد تمام رات غم اور غصے میں بسر کرے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

شوہر کا مرتبہ یس بن سعد کا بیان ہے کہ میں حیرہ گیا وہاں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں، جب میں مدینہ (منورہ) لوٹ کر آیا اور خدمت گرامی میں حاضر ہوا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو سجدہ

کئے جانے کے زیادہ مستحق ہیں، حضور نے ارشاد فرمایا بتاؤ اگر تم میری قبر کی طرف سے گزرو گے تو کیا میری قبر کو سجدہ کر دو گے؟ میں نے عرض کیا نہیں! فرمایا تو ایسی صورت میں مجھے بھی سجدہ کر دو، پھر حضور نے فرمایا اگر میں جاہتا کہ کس کو سجدہ کیا جائے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر مردوں کے بہت سے حقوق مقرر فرمائے ہیں

عورتوں کے حقوق عیسیٰ بن معاویہ شیری کہتے ہیں کہ میرے والد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم پر ہماری بیویوں کا کیا حق ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھانا کھاؤ تو عورت کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ! تم

پہنو تو اسے بھی پہناؤ!! (اگر اسے) اس کے چہرے کو نہ لگاؤ، اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو، اگر عورت نشوز (قرب و محبت سے انکار) پر اڑی ہوئی ہے بازو بھی ہو تو جھکڑے اور ناگواری کے ساتھ تو اول شوہر اس کو نصیحت کرے، اللہ کے عذاب سے ڈرائے اگر وہ پھر

بھی اپنی ضد پر قائم رہے تو خواہ گناہ میں اس کو تنہا چھوڑ دے اور (تین روزے محکم تک) کلام گناہ بھی ترک کرے اس طرح اگر وہ باز آئے تو بہا دینے پھر اس کو مارنے کا حق ہے لیکن اس طرح کہ ضرب کا نشان نہ اُبھرے، دڑے یا کوڑے نہ مارے کیونکہ عورت کو مارنے سے

غرض اس کا ہلاک کرنا نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ سترابی سے باز آجائے اور فرماں پذیر بن جائے۔ اگر اس طرح بھی وہ باز نہ آئے تو پھر عورت اپنے قریب داروں سے ایک شخص اور مرد اپنے عزیزوں سے ایک شخص کو اپنا وکیل اور بیچ مقرر کر لیں اور دونوں بیچ معاملہ غور کریں اور جیسی مصلحت ہو خواہ صلح یا تفریق مال کے ساتھ ہو یا بغیر مال کے اپنا فیصلہ دے دیں۔ ان کا فیصلہ زوجین کے لئے قطعی ہوگا۔ (دونوں کو اس کی تعمیل کرنا ہوگی)

دعوت ولیمہ

شادی کا ولیمہ مستحب ہے، سنت یہ ہے کہ کم از کم ایک بکری ذبح کی جائے، ولیمے میں ہر قسم کا کھانا دینا جائز ہے (یعنی کسی کھانے کی تخصیص نہیں ہے) اگر پہلے دن ولیمہ کی دعوت دی جائے تو قبول کرنا واجب ہے دوسرے دن کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے اور تیسرے دن مباح مگر تیسرے دن کی دعوت قبول کرنا ایک

دعوت ولیمہ
کب کرنا چاہئے

طرح کا مستحب بن ہے۔

کم از کم ایک بکری ذبح کرنے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن سے فرمایا تھا کہ ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری کا ہو، حضور نے (اس سلسلہ میں) یہ بھی فرمایا تھا کہ اول دن ولیمہ کرنا حق ہے، دوسرے دن ولیمہ کرنا شہرت اور اس کے بعد شکی کا باعث۔

حضرت ابن عمر سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جس کو شادی کے دن ولیمہ کی دعوت دی جائے وہ قبول کئے اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھائے، روزہ دار ہو تو بغیر کھائے واپس چلا آئے (شرکت بہر حال کرے)۔

نکاح کے بعد چھوہارے لانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں چھوہارے کا نام لیا جاتا ہے، لٹ ہی حرص نفس ہے اس لئے اس سے بچنا اولیٰ ہے اور از روئے نقوی دہرہ ہزاروں سال

نکاح میں چھوہارے لانا

کو ترک کرنا ہی مناسب ہے مگر ایک دوسری روایت میں اس کو مکروہ نہیں بتایا گیا ہے کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ حضور نے ایک دنٹ کی قربانی فرمائی اور غریبوں اور مسکینوں کو بلا کر فرمایا جو چاہے اس کا گوشت کاٹ کر لے جائے، پھر ادراس میں کوئی فرق نہیں ہے سب بہتر ہے کہ حاضرین میں تقسیم کرنے اس لئے کہ یہ فعل زیادہ پسندیدہ، نہایت حلال اور پرہیزگارانہ عمل ہے۔

نکاح کا طریقہ

نکاح کے شرائط یہ ہیں کہ پہلے ولی عادل موجود ہو، گواہ بھی عادل ہوں۔ زوجین ہم نفس بھی ہوں، کوئی مرتد نہ ہو، عہد مدت میں نہ ہو، غرض کوئی مانع نہ ہو، نکاح کرنے والا عورت سے نکاح کی رضا مندی حاصل کرے، بشرطیکہ اس پر جبر نہ کیا گیا ہو یہ شرط اس صورت میں ہے کہ عورت رانڈ ہو یا ایسی باکرہ جس کا باپ زندہ نہ ہو یا اس کے

نکاح کا طریقہ
اور شرائط

طرفداروں نے اس کو ہر کی نفی و تادی ہو۔ جب عورت اذن دیدے تو نکاح خواں خطبہ (نکاح) پڑھے اور اللہ سے خود بھی استغفار کرے۔ مستحب یہ ہے کہ عورت

کے ولی سے خطبہ پڑھوایا جائے پھر ولی کو چاہیے کہ نکاح کرنے والے سے کہے کہ میں نے اپنی لڑکی یا بہن (جیسی بھی صورت ہے) تیرے نکاح میں دی ہے جس کا نام یہ ہے، اس کے بعد طے شدہ مقدار مہر کی بتائے، اس کے جواب میں نکاح کہے کہ میں نے یہ نکاح قبول کیا، جو شخص عربی نہیں جانتا اس کا نکاح اسی کی زبان (مادری زبان) میں پڑھایا جائے۔ جو شخص اچھی طرح عربی نہیں جانتا نکاح کے لئے اس کا عربی سیکھنا ضروری ہے یا نہیں اس سلسلہ میں دو قول ہیں۔ ایک روایت ہے نکاح کو عربی زبان سیکھنا لازم ہے۔ اور اور دوسری روایت میں لازم نہیں ہے۔

خطبہ نکاح

حضرت عبداللہ بن مسعود کا خطبہ پڑھنا مستحب ہے، ایک روایت میں آیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نکاح کی مجلس میں جاتے اور اگر وہاں حضرت عبداللہ بن مسعود کا خطبہ نہیں پڑھا جاتا تو آپ اس مجلس کو چھوڑ کر چلے آتے، مجھے (صاحب غنیۃ الطالبین) حضرت ابن مسعود کا خطبہ مندرجہ ذیل سلسلہ روایت سے پہنچا ہے۔

شیخ امام بیہقہ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سفیانی نے بغداد میں بحوالہ قاضی مظفر ہیناد بن ابراہیم بن محمد بن نصر ثقفی بیان فرمایا قاضی مظفر نے بحوالہ قاضی ابو عمر قاسم بن جعفر بن عبد الواحد ہاشمی بصری بیان فرمایا اور قاضی ابو عمر نے بحوالہ محمد بن احمد لؤلؤی سے اور لؤلؤی نے بحوالہ ابو داؤد اور ابو داؤد نے بحوالہ محمد بن سلیمان انباری مرقی اور محمد بن سلیمان نے بحوالہ دیکھ اور دیکھ نے اسرافیل سے سنا اور اسرافیل نے ابو اسحاق سے اور ابو اسحاق نے ابی الاحوص سے بحوالہ ابو عبیدہ اور ابو عبیدہ نے بحوالہ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کیا۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ نے ہم کو یہ خطبہ نکاح سکھایا۔

الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِی اللّٰہُ فَلَا مُفِیْلَ لَہٗ وَ مَنْ
یُّضِلِّہٗ فَلَا هَادِیَ لَہٗ وَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمْ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ
نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْہَا رُجُوْعًا اَرْوَہُہَا
نَامَی) وَ بَشَّ مِنْہُمْ اَرْجَالَ کَثِیْرًا وِّنْسَاءً
وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِہٖ وَاَلَامَ رَحَامَہٗ
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ
وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ مَنْ یُّطِیعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ
فَظَنَّا فَاَزْفُوْرًا عَظِیْمًا

اے اللہ! ہم تجھ کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے معافی چاہتے ہیں۔ اپنے نفسوں اور اپنی بد اعمالیوں سے اس کی پناہ مانگتے ہیں، جس کو وہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ چھوڑے اس کو راہ راست پر لانے والا کوئی نہیں ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گو اہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا، اسی سے اُسکے جوڑے کو پیدا کیا اور دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم سوال کرتے ہو (رشتہ مانگتے ہو) صلہ رحمی کے قطع کرنے سے بچتے رہو بلاشبہ اللہ تمہارا نیکر ہے اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہو، اللہ تمہارے اعمال تمہارے لئے درست کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے گا اس کو بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔

مستحب ہے کہ اس کے بعد یہ پڑھے۔

وَالَّذِينَ لَا يَأْمُرُونَ أَهْلَهُمْ بِإِقْرَاءِ الْكِتَابِ وَلَهُمْ أَلْفُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ لَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
وَالَّذِينَ لَا يَأْمُرُونَ أَهْلَهُمْ بِإِقْرَاءِ الْكِتَابِ وَلَهُمْ أَلْفُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ لَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

اس مذکورہ خطبہ کے علاوہ اگر کوئی یہ خطبہ پڑھے تو اس کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْشَرَنَا مِنْ اَلْجَوَادِ بِاَعْطَايِهِ الدِّينَ تَجَلَّى
بِاسْمَائِهِ اَلْمُتَوَحِّدِ بِكَوْنِهَا لَيْسَتْ
اَلْوَاصِفُونَ صِفَتِهِ وَلَا يَلْعَنُهُ النَّاسُ حَقَّ
لَعْنَتِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْمَعْبُودُ
لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ
الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا صَفِيًّا سَرِيًّا مِنَ الْعَالَمِيْنَ
كَلَّمَا نَبَلَّغَ مَا اُنْزِلَ بِهِ سِرَاجًا زَاهِرًا
وَتَوَمَّرَ اسَاطِعًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلَى اِلٰهِ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ
كُلَّهَا بِسِيْرِ اللّٰهِ يَصْرِفُهَا فِي طَرَائِقِهَا
وَيُمِضُهَا فِي حَقَائِقِهَا لَا مُقَدِّمَ
لِهَا اَخَّرَ وَلَا مُؤَخَّرَ لَهَا قَدَمَ
وَلَا تَجْتَمِعُ اِثْنَانِ اِلَّا بِقَضَائِهِ وَقَدَرِهِ
وَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِكُلِّ قَدَرٍ
اَجَلٌ وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ يُحْكُمُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ
وَيُلَيْتُ وَعِنْدَكَ اُمَمٌ الْكِتَابُ ه

اپنی رائدوں اور نیکو کار غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر دو، اگر وہ
مسکین و فدا داریں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیگا۔ اللہ بڑی بخشش
والا ہے اور خوب جاننے والا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب نرق دیتا ہے

اللہ تعالیٰ کے لئے شہ ہے جو اپنے انعامات میں یگانہ دیکتا اور بخشش
میں بڑا سخی ہے، اپنے ناموں سے ممتاز ہے، اپنی بزرگی میں یکتا و اکیلا
ہے، بیان کرنے والے اس کی شان بیان نہیں کر سکتے اور نہ اس کی صفات
کا اظہار کرنے والے حق لغت ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں وہ واحد بے نیاز ہے، وہی معبود ہے، اس کے مثل کوئی چیز
نہیں، وہ خوب سنتا اور دیکھتا ہے، بابرکت ہے، وہ اللہ جو غالب ہے
اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اس نے محمد کو برحق، برگزیدہ اور خزاہوں سے
پاک نبی بنا کر بھیجا، آپ دشمن چراغ اور چمکتا دکن نور تھے، آپ نے وہ
پیغام پہنچا دیا جس کے پہنچنے کے لئے آپ بھیجے گئے تھے، آپ براہِ ران کی
تمام آل پر درود و سلام ہو، یہ تمام امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں، وہی
آنکے راستوں پر ان کو چلاتا اور مناسب مقامات پر جاری فرماتا ہے
وہ جس چیز کو بھیجے کرے اس کو کوئی آگے بڑھنے والا نہیں ہے اور
جس چیز کو آگے کر دے اس کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں ہے۔ بغیر
اللہ کے حکم اور تقدیر کے دوسری جمع نہیں ہو سکتے، ہر فیصلے کا پہلے سے
اندازہ ہے اور ہر اندازے کی ایک مدت لکھی ہوئی ہے۔ اللہ جس تحریر
کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ اسی کے پاس
اصل کتاب ہے۔

خطبہ پڑھنے کے بعد کہے کہ اللہ کے حکم اور اس کی قضا و قدر کے مطابق فلاں بن فلاں (نام لے) تمہاری خاتون (بہن یا بیٹی)
سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور برغت خاطر تمہاری اس خاتون سے نکاح کرنے آیا ہے۔ یہ مقررہ ہر بھی ادا کر چکا ہے پس تم اس درخواست
گوارے جو نکاح کا طالب ہے نکاح کر دو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَالَّذِينَ لَا يَأْمُرُونَ أَهْلَهُمْ بِإِقْرَاءِ الْكِتَابِ وَلَهُمْ أَلْفُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ لَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
وَإِمَّا إِلَّكُمْ إِنْ يَكُونُوا أَفْقَرًا يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد مذکورہ بالا طریقہ سے نکاح باندھ دے۔

لے تم اپنی رائدوں، غلاموں اور باندیوں میں سے جو نیک ہیں ان کا نکاح کر دو اگر وہ محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دیگا۔ بقینا اللہ کشش والا اور جاننے والا ہے

باب ۶

بھلائی کا حکم

اور

برائی کی ممانعت

الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والوں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ

لِحُدُودِ اللَّهِ (بھلائی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے ہی اللہ کی قائم کردہ حدود کی نگرانی کرنے والے ہیں)

دوسری آیت میں اس طرح ارشاد باری ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ رتم لوگوں کی ہدایت کے لئے بہترین گروہ بنا کر بھیجے گئے ہو۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ایک اور آیت میں اس طرح فرمایا گیا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَا بَعْضُهُمْ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (مومن مرد اور مومن عورتیں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔)

ایک روایت میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم قطعاً بھلائی کا حکم دو اور بری باتوں کی ممانعت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے نیکیوں پر تمہارے بُروں کو ضرور مسلط کر دے گا۔ پھر نیک لوگ جا کر نیچے مگر ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔

حضرت سالم بن عبد اللہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: اچھی باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو قبل ازیں کہ تمہارے نیک لوگوں کی دعائیں قبول نہ ہوں اور تم استغفار کرو مگر تمہیں معاف نہ کیا جائے، خوب سمجھ لو کہ اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ رزق کو دُور کرتا ہے نہ عمر کی مدت کو کم کرتا ہے۔ خوب سن لو! کہ یہودی علماء اور عیسائی مابدون نے نیکی کا حکم دینا اور بُری سے روکنا جب ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پیغمبروں کی زبان سے ان پر لعنت بھیجی اور سب کو مصیبت میں ڈال دیا۔

ہر مسلمان آزاد مافل بالغ پر جو معروف اور منکر سے واقف ہو (یعنی عالم ہو) لازم ہے کہ لوگوں کو اچھی اور نیک باتوں کا حکم دے اور بُری باتوں سے روکے اگر منہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو، اور ایسا کرنے سے کوئی ایسا بازدار اور فساد پیدا نہ ہو جس سے اسے اس کے مال یا اس کے اہل و

میاں کو کوئی نقصان پہنچے، ان احکام کے پہنچانے کے لئے کوئی تخصیص نہیں حاکم ہو یا عالم، خلیفہ (حاکم وقت) ہو یا عام رعیت کا کوئی فرد ہو۔ ہم نے بدی کے ساتھ علم اور اس سے قطعی طور پر آگاہی کی جو شرط لگائی ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ بغیر علم گناہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لئے کہ بدی سے منع کرنے والا محفوظ نہیں کہ اس نے جو گمان کیا ہے ممکن ہے کہ حقیقت اس کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "مسلماؤ! بہت بدگمانی کرنے سے بچو بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے۔"

بکرہ درمی کسی پر جو بات پوشیدہ ہے اس کا اظہار اس پر واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا تَجَسَّسُوا (لوہ میں مت راہ کرو) بدی سے روکنے والے کا فرض ہے کہ جو بدی ظاہر میں ہو صرف اسی کو دور کرے اور اسے ترک کرنے کی تلقین کرے جو بدی پوشیدہ ہے اسے پردے ہی میں رہنے دے۔

منع کرنے پر قدرت نیکی کا حکم کرنے کے لئے طاقت کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے "اگر کسی قوم میں کوئی شخص گناہ کر رہا ہے اور لوگ اس کو بدنے کی قدرت رکھتے ہوں اور اس کو نہ بدیں (نہ روکیں) تو اللہ کی طرف سے توبہ کرنے سے پہلے ہی عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرت و طاقت کی قید شرط لگائی ہے اور قدرت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب نیک لوگوں (اہل صلاح) کا غلبہ ہو، حاکم عادل ہو اور اہل خیر کی مدد بھی حاصل ہو لیکن ایسی حالت میں جب کہ جان کا خطرہ ہو یا مال کا ضرر ہو تو بازداشت واجب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَلْعَنُوا بَايِدِيكُمْ اِلٰى التَّمَكُّبَةِ (اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔ دوسری آیت میں ہے وَلَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ (خودکشی نہ کرو)۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا "اپنے آپ کو بے عزت کرنا مومن کے لئے زیبا نہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی خود اپنے کو کیسے بے عزت کرتا ہے؟ فرمایا! ایسی بات کے درپے نہ ہو جس کی اس کو طاقت نہ ہو، حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے "جب تم ایسی بات دیکھو جس کے بدلنے پر تم قادر نہ ہو تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اسے بدل دے، کیونکہ وہی اسے بدل سکتا ہے۔"

پس جب کسی پر کیا بات ہو جائے کہ منع کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اس پر منع کرنا واجب نہیں، خوف کے غالب ہونے پر سوچنا کہ منع کرنا جائز ہے یا نہیں! تو ہمارے نزدیک صاحب غیۃ الطالبین اپنی طرف اشارہ فرماتے ہیں منع کرنا جائز ہے بلکہ اگر مانع اولو العزم اور صابر ہے تو اور اچھا ہے کہ اس صورت میں منع کرنا جہاد کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لقمان کے قصے میں فرمایا ہے "وَأْمُرْ بِالْعَفْوِ وَالْعَفْوُ أَكْبَرُ مِنْ الْعِقَابِ" (اچھا حال حکم دو، بری بات سے روکو اور جو کچھ تم کو دکھائے اس پر صبر کرو)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کو حکم دیا اے ابو ہریرہ! نبی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو اور جو مصیبت آئے اس پر صبر کرو۔ جابر حاکم کے سامنے یا کلمہ کفر کے غلبہ کے وقت ایمان کا کلمہ زبان پر لانا روا ہے۔ ان دونوں مقامات پر اظہار حق کرنے پر فقہاء کا اتفاق ہے، اختلافان کے مواقع اس سے الگ ہیں۔

منع کرنے والوں کے گروہ امر منکر سے روکنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں (یہ تین گروہ ہیں) اول بادشاہ اور حاکم جو منع کرنے کی طاقت اور قدرت رکھتے ہیں (۲) زبان سے منع کرنے والے یہ علما ہوتے ہیں (۳) دل سے بُرا جاننے والے یہ عام لوگ ہیں

لے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ اللَّغْوِ (اِنَّ بَعْضَ اللَّغْوِ اِهْتِاجَات)

روکے ایمان والو! بہت بدگمانی سے بچو! بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے۔



حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم میں سے کوئی شخص خلاف شرع بات دیکھے تو اسے ہاتھ سے گدگدے ایسا کر کے تو زبان سے اس کو روکے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو دل سے اسے برا جانے یہ ضعیف ترین ایمان ہے (ایمان کا کمزور ترین پہلو) بعض صحابہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی امر ممنوع دیکھے اور اس کو روکنے (منع) کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تین مرتبہ کہے: اہی بلاشبہ یہ برا کام ہے اگر ایسا کہدے گا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ثواب اس کو ملے گا۔

ظن غالب اگر اس بات کا گمان غالب ہے کہ منع کرنے سے بھی برائی دور نہ ہوگی اور برائی کرنے والا اس پر حمار ہے گا تو ایسی صورت میں اسے منع کرنا چاہئے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں امام احمد سے دو قول مروی ہیں ایک سے وجوب ثابت ہے کیونکہ ممکن ہے منع کرنے سے وہ باز آجائے اس کے دل میں نرمی پیدا ہو جائے اس کو اللہ کی طرف سے توفیق مل جائے منع کرنے والے کی سچائی کی برکت سے اس کو ہدایت مل جائے اور وہ اپنے برے عمل سے باز آجائے پس گمان منع کرنے کی راہ میں حائل نہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب تک اس بات کا یقین کامل نہ ہو کہ منع کرنے سے برائی دور ہو جائے گی اس وقت تک منع کرنا واجب نہیں کیونکہ روکنے کا مقصد یہ ہے کہ برائی دور ہو جائے پس اگر قوی گمان ہے کہ برائی دور نہ ہوگی تو ترک منیعت اولیٰ ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط پانچ ہیں:
 (۱) جس نیکی کا حکم کرتا ہے اور جس بدی سے روکتا ہے اس کا خود عالم ہو۔ (۲) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے دین کو قوی کرنے اور اللہ کا بدلہ بالا کرنے کے لئے ہو۔ دکھاؤ، شہرت اور اپنے نفس کی بیجا تعریف مقصود نہ ہو اگر منع کرنے والا سچا اور مخلص ہوگا تو اللہ کی طرف سے اس کی مدد ہوگی، توفیق خداوندی شامل حال ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَدَعَا إِلَى دِينِ اللَّهِ حُمَاتٍ دِينِهِمْ** اللہ کے دین کی حمایت کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو جمادے گا، پھر ارشاد فرمایا اللہ پر ہمیز گاروں اور احسان کرے والوں کی مدد کرتا ہے۔ لہذا پس جب تم شرک سے بچو گے اور اس سے باز رکھنے میں لوگوں کا دکھاؤ چھوڑ دو گے اور اخلاص کے ساتھ عمل کرو گے تو تم کو کامیابی حاصل ہوگی، اس کے برعکس کہا تو بے عزتی، رسوائی، جگہ ہنسائی، اور برائی علیٰ حالہ باقی رہے گی بلکہ اس میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا، اس کا غلبہ ہوگا اور اہل سماں اس کی طرف دوڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخالفت، نافرمانی، ممنوعات کے ارتکاب پر جتن والے کے شیاطین اتفاق کریں گے۔
 (۳) امر و نہی نرمی اور محبت کے ساتھ ہو، بدخلقی اور سختی کے ساتھ نہ ہونا کہ نیک مقصد حاصل ہو اور برائی کرنے والے کو شیطان کے چلنے سے آزادی حاصل ہو جو بد کی نافرمانی کو اس کی نظر میں آسان کر کے لایا اور برائی کرنے والے کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اس سے شیطان کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس گناہگار کو تباہ کر دے اور دوزخ میں پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنَ الْمُضِلِّينَ** (شیطان اپنے کردہ والوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ گمراہی ہو جائیں)۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَعْلَمُ الْفَالِغِينَ** (اے نبی! ہم فریب دہوں کو پہچاننے والے ہیں)۔
 اللہ کی کتنی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں اور اگر آپ بدخلق اور سخت دل ہوتے تو یقیناً یہ لوگ آپ کے گرد پیش سے ہراگندہ ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو پیغمبر بنا کر فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا۔
 فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ
 اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے
 یا اللہ کی نافرمانی سے ڈر جائے۔

حضرت اسماءؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے، حضور نے فرمایا جب تک کسی میں یہ تین باتیں نہ ہوں، اچھائی کا حکم دینا اور بُری باتوں سے روکنا اس کیلئے زیبا نہیں، وہ تین خصلتیں یہ ہیں کہ جس بات کا حکم کرے خود اس کا عامل ہو، جس بری بات سے منع کرے اس سے اچھی طرح واقف ہو اور جو کچھ کہے نرمی اور شفقت کے ساتھ کہے۔
 امر و نہی نرمی کے ساتھ کرے، وہ صابر ہو، بردبار ہو، قوت برداشت کا مالک ہو، متواضع، خوش خلق اور نرم مزاج ہو، اپنی نفسانی خواہشات پر تباہ نہ ہو، طبیب ہو تاکہ بیمار کا علاج کر سکے۔ دانشمند ہو تاکہ اس کی دیوانگی دور کر سکے۔ پیشوا اور رہنما ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ایک جماعت بنالی جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتی ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اُمَّةً يَهْتَدُونَ بِاَمْرِهَا۔ جب انھوں نے اپنی قوم کی اذیتوں کے برداشت کرنے پر اللہ کے دین کی نصرت اور ان کے غلبہ اور اس پر قائم رہنے کی خاطر صبر کیا تو اللہ نے ان کو رہنما ہدایت کرنے والے، دین کے حکیم اور مومنوں کا سردار بنایا۔
 حضرت لقمان کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اچھے کام کا حکم دے، بُری بات سے روک، جو کچھ تجھے (اس کے بدلہ میں) دیکھ پہنچے اس پر صبر کر، بڑے حوصلہ کا کام ہے۔“

۵۰۔ جس نیک کام کی تلقین کرے خود بھی اس پر کاربند ہو اور جن منہیات (ممنوعات) سے دوسروں کو روکے خود بھی ان سے بچے تاکہ دوسرے لوگ اپنے فعل کے لئے اسے دلیل بنائیں اور وہ اللہ کے نزدیک ذلیل اور قابل ملامت نہ ٹھہرے۔
 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ هُمْ ذُنُ النَّاسِ بِالْاَيْتِ وَتَنْفُسُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
 وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
 تم دوسروں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو
 حالانکہ تم کتاب (الہی) پڑھتے ہو کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے۔
 حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت کردہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں نے شب معراج میں کچھ لوگ دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے جبریل سے کہا یہ کون لوگ ہیں، جبریل نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب (الہی) پڑھتے تھے“
 ایک شاعر کا قول ہے۔

لَا تَنْهَ عَنْ خَلْقٍ دَنَّا قِي مِثْلَهُ
 عَاثَرٌ عَلِيْتُ اِذَا اَتَيْتُ عَظِيْمُ
 جس بات کو تو خود کرتا ہے اس سے دوسروں کو نہ روک
 اگر ایسا کرے گا تو تیرے لئے بڑی شرم کی بات ہوگی
 حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تورات (توریت) میں آیا ہے کہ لے آدم کے بیٹے تو مجھے یاد دلاتا ہے اور خود کو بھول جاتا ہے، دوسروں کو میری طرف بلاتا ہے اور خود مجھ سے بھاگتا ہے، تیرا یہ دُرُنا بیکار ہے۔ اس آخری فقرے سے مراد یہ ہے کہ جو دوسروں کو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور بُری بات سے روکنا ہے مگر اپنی ذات کو چھوڑ دیتا ہے اس کا یہ نصیحت کرنا بیکار

ہے، اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے اسے خوب جانتا ہے۔

امرو نہی تنہائی میں کرے کیونکہ تنہائی میں نصیحت کا دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور آدمی بُری باتوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کو علیحدگی میں نصیحت کرتا ہے وہ اسے سنوارتا ہے اور جو لوگوں کے سامنے نصیحت کرتا ہے وہ گویا اس کا عیب بیان کرتا ہے۔

اگر علیحدگی میں نصیحت کرنے کا اثر نہ ہو تو ایسے شخص کو کھلم کھلا نصیحت کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں سے بھی مدد لے، اگر یہ صورت بھی کارگر نہ ہو تو پھر حکومت کے آدنیوں سے مدد لے بہر حال غیر مشروع کاموں سے منع کرنے کا کام کسی طرح نہ چھوٹے جس قوم نے یہ روک ٹوک ختم کر دی اور اس کی طرف سے غافل ہو گئی اللہ نے اس کی مذمت کی ہے سرمایہ ہے جو لوگ بُرے کام کرتے تھے ان سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے وہ یہ بُری حرکت کرتے تھے۔

لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مَنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (جو لوگ بُرے کام کرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے وہ بہت ہی بُرا کام کرتے تھے)۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَوْ لَا يَنْهَاهُمُ اللَّهُ بِالْغُلَامَةِ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (اگر علیحدگی میں نصیحت کرنے کا اثر نہ ہو تو ایسے شخص کو کھلم کھلا نصیحت کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں سے بھی مدد لے، اگر یہ صورت بھی کارگر نہ ہو تو پھر حکومت کے آدنیوں سے مدد لے بہر حال غیر مشروع کاموں سے منع کرنے کا کام کسی طرح نہ چھوٹے جس قوم نے یہ روک ٹوک ختم کر دی اور اس کی طرف سے غافل ہو گئی اللہ نے اس کی مذمت کی ہے سرمایہ ہے جو لوگ بُرے کام کرتے تھے ان سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے وہ یہ بُری حرکت کرتے تھے)۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف بن زون پر وحی نازل فرمائی کہ ”میں تمہاری قوم میں سے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بدی کرنے والوں کو ہلاک کروں گا“ حضرت یوسف بن زون نے عرض کیا، بُرے تو خیر اپنے کئے کی سزا پاتے ہیں لیکن نیکوں کو ہلاک کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سرمایہ اس لئے کہ وہ میری ناراضی پر ناراض نہیں ہوئے اور بدوں کے ساتھ کھانے پینے میں برابر کے شریک رہے۔

پانچویں شرط کی ہم نے تبلیغ کے سلسلہ میں پانچویں شرط کے تحت بیان کیا ہے کہ برائی سے روکنے اور نیکی کی ہدایت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ خود بھی وہ ان نیکوں کے حامل ہوں جن کی وہ تبلیغ کرتے ہیں لیکن ہمارے بزرگوں اور مشائخ کا کہنا مزید توضیح و تشریح ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر شخص پر واجب ہے خواہ وہ فاسق ہو یا صالح الاعمال!! اس کے بارے میں سابقہ آیات و احادیث میں جو عموم بلا تفریق آیا ہے یعنی عام حکم دیا گیا ہے اس حکم کے ثبوت میں یہ بزرگ یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشِيرُ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ (بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جانیں بیچ دیتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص یہ آیت پڑھ رہا تھا، میں نے کہا ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اس کی طرف گھٹنے دالے ہیں ایک آدمی اٹھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے لگا، اسے اسی وقت شہید کر دیا گیا۔

ابو امامہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بہترین جہاد ظالم حاکم ربادشاہ کے سامنے حق بات کہنا کہا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا در قیامت کے دن تمام شہیدوں میں افضل، حمزہ بن عبد المطلب ہوں گے اور وہ آدمی ہوگا جس نے ایک ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو بھلائی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا۔ جس شخص کو بُرے کاموں

میں سے روکا جائے اور وہ اس سے باز نہ آئے تو ایسے شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الَّذِي يَنْهَىٰ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَأْخُذُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۖ فَلَا يُغْنِي عَنْهُ كُنُوفُهُ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَنقُصْ اللَّهُ مِنْهُ لُحُوفًا ۚ (وہ ہے جو بُرائی سے روکتا ہے اور اسے عزت پر لیتی ہے مگر باز نہیں رہتا۔)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ (اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے عزت گناہ کے ساتھ بچرٹے)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کسی بندے سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو اور وہ جواب دے کہ تم اپنی تو خبر لو۔ یہ حکم سب کے لئے عام ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اچھی بات کا حکم دو خواہ خود عمل نہ کیا ہو اور بُری بات سے روکو خواہ خود نہ رکے ہو۔ کیونکہ کوئی شخص گناہ سے خالی نہیں ہے خواہ وہ معصیت ظاہر میں ہو یا باطن میں۔“ لہذا اگر ہم یہ کہیں کہ برائی کی مذمت کا حق صرف اسی کو ہے جو برائی سے اجتناب کرتا ہے تو افرام المعروف دہنی عن المنکر دشوار ہو جائے گا۔ اس طرح نصیحت کرنے کا حکم ہی مٹ جائے گا۔ اور نالود ہو جائے گا۔

جو بات کتاب (قرآن) و سنت (امادیت) اور عقل کے موافق ہو وہ معروف (اچھی) ہے اور جو بات اس کے خلاف ہو وہ منکر اور بدی ہے۔ معروف و منکر کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کا وجوب یا حرمت عوام و خواص سب جانتے ہیں جیسے پانچوں وقت کی نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، حج وغیرہ کی فرضیت اس سے سب واقف ہیں اور زنا، شراب نوشی، چوری، زہری

سود خورگی، ڈاکہ زنی کی حرمت (حرام ہونا) ایسے گناہوں سے روکنا عوام کے ذمہ بھی اسی طرح ہے جیسے خواص کے ذمہ ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جسے خواص کے سوا عوام نہیں جانتے مثلاً ان باتوں پر اعتقاد جو باری تعالیٰ کے بارے میں جائز اور ناجائز ہیں۔ اس قسم میں امر بالمعروف خاص علماء کا کام ہے اور ان میں جو ممنوعات ہیں اگر کوئی عالم عوام کو ان سے منع کرے تو انھیں اچھی طرح خبردار کر دے۔ عام آدمی کو لازم ہے اگر وہ قدرت رکھتا ہے تو اس کے باز رہے۔ عام آدمی کو جائز نہیں کہ عالم سے معلومات حاصل کرنے سے پہلے ایسے امور کا رد یا انکار کرے۔

جن امور میں علماء اور فقہاء کا اختلاف ہے اور اجتہاد کی گنجائش ہو ان کا رد یا انکار بھی جائز نہیں جیسے امام ابو حنیفہؒ کے مقلد کا تہنید پہننا اور بغیر ولی کے عورت کا نکاح کرنا جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا مشہور مسلک ہے تو امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے مقلد کے لئے اس کے خلاف آواز اٹھانا جائز نہیں۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ کسی فقید کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے مذہب پر ابھارے اور اس سلسلہ میں ان پر سختی کرے۔ حقیقت میں مخالفت کی آواز صرف اس صورت میں اٹھانا درست ہے جب اجماع (علماء کی مخالفت) ہو رہا ہو۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مختلف فیہ مسائل میں منع کرنا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں میمونؒ کی روایت میں آیا ہے کہ اگر کچھ لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں اور کوئی شخص ادھر سے گزے تو ان کو منع کرے اور رد کے اور ظاہر ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک شطرنج کھیلنا جائز ہے۔

ہر مومن پر واجب ہے کہ بہر حال آداب مذکورہ پر عمل کرے اور ترک نہ کرے، مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پہلے باادب ہو جاؤ پھر علم حاصل کرو، ابو عبد اللہؒ بھی فرماتے ہیں کہ

”ادب پہلے علم بعد میں“ عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے بیان کیا جاتا ہے کہ فلاں عالم کو تمام اٹکوں اور پھپھوں کے برابر

ملیے تو مجھے اس سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس نہیں ہوتا لیکن اگر مجھے معلوم ہو کہ فلاں شخص کو ادب نفس حاصل ہے تو مجھے اس سے ملنے کی آرزو ہوتی ہے اور ملاقات نہ ہونے کا افسوس۔

اس موقع پر ایک مثال پیش کی جاتی ہے، ایک شہر ہے جس کے پانچ قلعے ہیں ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا، تیسرا لوہے کا، چوتھا تختہ اینٹوں کا اور پانچواں گچی اینٹوں کا، جب تک حصار والے گچی اینٹوں کے قلعہ کی حفاظت کرینگے تب تک دشمن دوسرے قلعوں کی طرف رعب نہیں ہوگا، لیکن اگر اہل قلعہ اس کی حفاظت چھوڑ دینگے تب دشمن دوسرے قلعوں کی طمع کرنے لگے گا یہاں تک کہ سارے قلعوں کو ویران کر دے گا، یہی مثال ایمان کی ہے اس کے پانچ قلعے ہیں، پہلا قلعہ یقین کا ہے، دوسرا اخلاص کا تیسرا انصاف کا، چوتھا ایمان دین کا اور آخری قلعہ حفظِ آداب و مستحبات کی پابندی کا، جب بندہ مستحبات (آداب) کی پابندی ترک کر دے گا تب شیطان سنن و ایمان، پھر فرائض، پھر اخلاص اور پھر یقین پر حملہ کرے گا۔ لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ وضو، نماز، خیر و فروخت، غرض ہر بات میں مستحب (آداب) کا پابند رہے۔

(مندرجہ بالا سطور میں) ہم نے اپنی مراد اپنے پسندیدہ مقصد اور آدابِ شریعت کا خلاصہ بیان کر دیا، (اس موضوع پر) ہمارے بیان کا آخری حصہ یہی ہے، پانچوں عبادتوں کے جملہ احکام کی تعمیل سے ہر مسلمان پکا مسلمان بن جاتا ہے اور ان آداب اختیار کرنے سے سنت کا پیرو اور آثارِ سلف کا تابع بن جاتا ہے اور اس صورت میں اس کو کچھ معرفت حاصل ہو جاتی ہے، بقید معرفت صانع کا تعلق تو قلبی اعمال سے ہے اور ان (قلبی اعمال) کا ذکر ہم نے آخر (مضمون) میں اس لئے کیا ہے کہ دین اسلام میں داخل ہونے میں دشواری نہ ہو، انسان جب ظاہری طور پر اسلام کا لباس پہن لے گا تو پھر ہم اس سے نورِ ایمان کا باطنی لباس پہننے کیلئے کہیں گے (معرفت خالق کے لئے قلبی اعمال کی طرف رجوع کریں گے)۔

صانعِ عالم کی معرفت

آیات اور دلائل کی روشنی میں اختصار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت یہ ہے کہ ان چیزوں پر یقین اور ان کی معرفت حاصل ہو کہ اللہ ایک ہی ہے، اکیلا ہے، تنہا ہے، باپ نہیں، بیٹا نہیں، اس کا کوئی ہمسر نہیں، کوئی چیز اس کے مثل نہیں، وہ سمیع ہے، بصیر ہے، نہ اس کی کوئی نظیر ہے، نہ کوئی اس کا مددگار ہے اور نہ کوئی شریک نہ کوئی پشت پناہ ہے اور نہ کوئی اس کا وزیر ہے۔

لے آئندہ چند صفحات میں جو مباحث آئے ہیں ہر چند کہ وہ عوام کے مذاق، ان کی ضروریات اور ان کی بصیرت سے دوا ہیں اور وہ ان مباحث سے استفادہ نہیں کر سکتے لیکن چونکہ اصل نسخے میں یہ مباحث موجود ہیں اس لئے ان کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ صفات کا عین ذات یا خارج ذات ہونا، اللہ کی صفات کے بارے میں مختلف عقائد، مسئلہ خلقِ قرآن، حروف کا قدیم باحادث ہونا ایسے مسائل ہیں جس کا تعلق ... علم الکلام اور الہیات کے اعلیٰ مباحث سے ہے، عوام اور معمولی استعداد کے لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ان مسائل پر غور و خوض نہ کریں میرے پیش نظر غیتہ الطالبین کا مصری نسخہ الغنیہ لطالب طریق الحق ہے۔ اس کے صفحہ ۵ سے یہ مباحث شروع ہو کر صفحہ ۶ پر ختم ہوئے ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ آسان سے آسان ترین طریقے پر ان کو بیان کر دوں لیکن موضوع کی اہمیت نے ترجمہ کو کبھی اتنا ہی شکل بنا دیا ہے۔ (رسمیں)

کوئی برابر کا مخالف نہیں کوئی صلاح کار نہیں، وہ جسم نہیں جسے چھوا جاسکے، جو ہر نہیں کہ اسے سمجھا جائے، عرض نہیں کہ اس کو جسم کی احتیاج ہو۔
 اس کے اجزاء ہیں نہ ذرائع، نہ تالیف ہے نہ ماہیت ہے نہ حد ہے۔

حمد و ثنا

وہی اللہ ہے جس نے آسمان کو اور بنیاد زمین کو بچھایا، نہ وہ طبیعت عامہ ہے نہ طالع ہے، نہ وہ ہر چیز پر چھایا جانیوالا
 اندھیرا ہے اور نہ جگہ گائی روشنی ہے، اس کو ہر چیز کا علم حضوری حاصل ہے، جموں نے بغیر وہ ہر چیز کا مشاہدہ کرتا ہے، غالب
 ہے، تسلط والا ہے اور سب پر حاکم و قادر ہے، رحمت کرتے والا، گناہوں کو بخشنے والا اور پردہ پوش ہے، وہی عزت دیتا ہے، وہی مارد
 کرتا ہے، بہت ہر بان ہے، خالق ہے، نیست سے ہست کرنے والا ہے۔ سب سے اول ہے اور سب سے آخر ہے، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، اکیلا
 ہے وہی معبود ہے، ایسا زندہ ہے جو مرنے والا نہیں بلکہ ہمیشہ رہنے والا ہے اسے فنا نہیں، اس کی بادشاہت ہمیشہ سے قائم ہے
 ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، سب کو تھامنے والا ہے، سوتا نہیں، ایسا قوت والا جسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا، وہ مضبوط ہے اسے
 قابو میں نہیں کیا جاسکتا، اس کے عظمت والے نام ہیں، زیادہ عطا کرنے والا ہے، اس نے تمام مخلوق کے فنا ہونے کا فیصلہ کر دیا اور
 فرمایا: **مَنْ عَلَيْهَا فَإِنَّ ذُنُوبَهُ سَبَّحْتُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ** (آسمان زمین پر جو کچھ ہے فنا ہونے والا ہے)
 صرف تھامنے عزت اور کرامت والے خدا کی ذات باقی رہے گی۔ وہ باعتبار علم مستوی عرش ہے، سارے عالم کو اس کی ذات نے اپنے اندر
 سمور کھا ہے، اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں، پاکیزہ عمل اُن کو اوپر اٹھاتے ہیں۔ آسمان سے زمین
 تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے پھر ہر چیز ایسے ایک دن میں جس کی تعداد تمھاری گنتی کے لحاظ سے ہزار برس کے برابر ہوگی۔ اسی کی طرف لوٹ
 جائے گی۔ اس نے تمام مخلوق کو اور ان کے افعال کو پیدا کیا، ان کے رزق اور ان کی حیات کی مدت مقرر فرمائی، جس چیز کو اس نے پیچھے
 کیا اس کو کوئی آگے اور جس کو آگے کیا ہے اس کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں ہے۔ وہی ساری دنیا اور اس کے کاموں کا ارادہ کرتا ہے
 اگر وہ ان کو نافذ فرمائی سے بچانا چاہتا تو کوئی اس کے ارادے کی مخالفت نہیں کر سکتا تھا اور اگر چاہتا کہ سب اس کے فرمانبردار بنجائیں
 تو سب فرمانبردار ہو جاتے وہ چھپی ہوئی اور پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے، وہ دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے، جس کو اس نے
 خود پیدا کیا ہے مصلادہ اس سے کس طرح واقف نہ ہوگا۔ وہ بڑا باخبر اور باریک بین ہے۔ وہی حرکت دینے والا اور کھیلنے والا ہے۔
 ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے اور نہ ذہن میں اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

اس کا قیاس انسانوں پر نہیں کیا جاسکتا جس چیز کو اس نے خود بنایا اس کے ساتھ مشابہت سے وہ پاک ہے۔ وہ اس
 بات سے برتر ہے کہ جس چیز کو اس نے ایجاد کیا اور عالم میستی سے عالم ہست میں لایا اس سے اس کی نسبت کی جائے۔ ہر شخص جو کچھ کرتا ہے
 وہ اس پرستار اور قدرت رکھتا ہے۔ سب کو اس نے اپنے علم کے احاطہ میں رکھا ہے اور اس کے شمار میں ہیں۔
 ہر ایک قیامت کے دن اس کے سامنے تنہا جائے گا تاکہ ہر ایک کو اس کی سنی کا بدلہ مل جائے، قیامت کی غرض و غایت یہ ہے کہ
 بدکاروں کو ان کی بدکاری اور نیکو کاروں کو اُن کی نیکی کا بدلہ عطا فرمائے۔ وہ مخلوق کا محتاج نہیں، وہ اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے
 وہ دوسروں کو کھلاتا ہے اسے کوئی نہیں کھلاتا وہ روزی دیتا ہے اسے روزی نہیں دی جاتی۔ وہ پناہ دیتا ہے اس کے خلاف کسی کو
 پناہ نہیں دی جاسکتی۔ مخلوق اس کی محتاج ہے اس نے مخلوق کو اس نے پیدا نہیں کیا کہ خود وہ اُن کے نفع حاصل کرے یا اپنے ضرر کو دفع
 کرے یا کسی نے اس تخلیق کے لئے درخواست کی نہ اس کے دل میں پیدا کرنے کا کوئی خیال آیا یا کچھ سوچ پیدا ہوئی بلکہ وہ ہر چیز سے پاک

خالص ارادہ ہے۔ اس نے خود ہی ارشاد فرمایا اور وہ ہر صادق القول سے زیادہ صادق القول ہے: ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَالٌ بَیِّنٌ
یوریدہ (وہ بزرگ ہستی مالک عرش ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے) وہ ایک قدرت رکھتا ہے، اتمال کو نیت سے ہمت کرنے، ذکر اور مصیبت
کو دور کرنے، اشیاء کو بدل دینے اور حالات کو متغیر کر دینے کی وہ کروڑاں نئی شان ہے۔ جو کچھ اس نے مقدر کیا ہے اس کے مقرر کردہ
وقت کی جانب وہی چلتا ہے۔

صفات الہی بلاشبہ وہ زندگی کے ساتھ زندہ ہے، قدرت کے ساتھ قادر ہے، ارادہ کے ساتھ صاحب ارادہ ہے، بغیر کاوٹ کے
استیلا ہے اور بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہو علم سے دارا کرنے والا ہے، وہ کلام کے ساتھ متکلم ہے، امر کے ساتھ آمر ہے اور نہی
کے ساتھ منع کرنے والا (ناہی) اور خبر کے ساتھ خبر دینے والا ہے۔ بلاشبہ اللہ اپنے حکم اور فیصلہ پر عامل ہے، انعام و عطا تو محض اس کی
مہربانی اور احسان ہے (کسی کا اس پر حق نہیں ہے) پہلی بار بھی وہی پیدا کرنے والا ہے اور دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا، وہی زندگی عطا
کرنے والا ہے، وہی موت دینے والا ہے، وہی عدم سے وجود میں لانے والا اور وہی ایجاد کرنے والا ہے، وہی جزا و سزا دینے والا ہے
وہ بڑا سخی ہے بخل نہیں کرتا، وہ بردبار ہے انتقام میں جلدی نہیں کرتا، یاد رکھنے والا ہے، بھولتا نہیں اس کا علم اس کو
حاضر ہے ہوسے پاک، خبر رکھنے والا ہے، غفلت سے بری ہے۔ وہی روزی تنگ کرتا ہے وہی فسخ کرتا ہے، بنستا ہے اور خوش
ہوتا ہے، محبت کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے، ناپسند کرتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔ راضی ہوتا ہے اور ناراض ہوتا ہے، مہربانی کرتا ہے
اور گناہوں کو بخشتا ہے، وہی دیتا ہے وہی روک لیتا ہے، اس کے دو ہاتھ ہیں اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہاتھ ہیں۔ اس نے
خود فرمایا ہے: **وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ** (اس کے آئیں ہاتھ میں آسمان لیے ہوئے ہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر آیت **وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ** تلاوت فرمائی اور فرمایا آسمان
اس کے دائیں ہاتھ میں ہونچے اور وہ ان کو اس طرح پھینک دیا جس طرح بچہ گیند کو پھینک دیتا ہے پھر ارشاد فرماتے گا میں
ہی غالب ہوں، راوی کا بیان ہے کہ یہ فرماتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر لرزاں تھے اور قریب تھا کہ آپ گر پڑیں۔
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام زمین و آسمان کو منھ میں اس طرح پکڑے گا کہ ان کا کوئی کنا را بھی منھ
سے باہر نہیں ہوگا۔ حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
انصاف کرنے والے (عادل حضرات) قیامت کے دن نور کے منبروں پر رحمن کے دائیں جانب ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ
دائیں ہیں۔

اللہ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کو اپنے ہاتھ سے اپنی شکل پر بنایا اور عدن کے باغ کو اپنے ہاتھ سے لگایا اور
طوبی کا درخت بھی اپنے ہاتھ سے لگایا، تورات اپنے ہاتھ سے لکھی اور حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ سے دی۔ بلا واسطہ بغیر
کسی ترجمان کے ان کے خود کلام فرمایا۔ بندوں کے دل رحمن کی دوا انگلیوں میں ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا،

لے معقول اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ حق ہے بغیر حیات کے اہل قدر ہے بغیر قدرت کے گویا وہ اللہ کی ذات ہی کو اس کے صفات کا نام مقام سمجھتے ہیں
اہلسنت و جماعت ان کی ذات کے ساتھ اس کی مستقل صفات کے قائل ہیں۔ اس نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے اس کی مستقل صفات بیان کی ہیں معقول
کے عقائد کی صراحت آپ المعز میں ملاحظہ فرمائیں۔ (تاریخ معقول از صدی حسن جارا اللہ)

۱۲۲
 میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے، وہ تحریر اس کے پاس عرش کے اوپر ہے۔
 یہ ضروری ہے کہ لفظ استواء کا اطلاق اللہ پر کسی تادیل کے بغیر کیا جائے، استواء سے مراد عرش پر ذات کا مستوی رہنا ہی ہے لیکن یہ استواء اس قعود (بیٹھنا) اور اس کے بغیر ہے جس کا قائل فرقہ مجسمہ اور کرامیہ ہے۔ اس کے معنی غلبہ اور تسلط کے نہیں جس کے قائل معتزلہ ہیں، اس کے معنی بلندی اور علو نہیں جس کے قائل اشاعہ ہیں ایسے معنی نہ شریعت میں کہیں آئے ہیں نہ کسی صحابی تابعی محدث یا سلف صالحین میں سے کسی کے منقول ہیں بلکہ ان سے صرف لفظ استواء کا اطلاق منقول ہے۔

۷۷۷
 علی العرش استوی
 ام المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آیت الرحمن علی العرش استوی کی تشریح میں فرمایا: وہ کیفیت ہے جو غیر منقول ہے، استواء کا معنی معلوم ہے، اس کا اقرار واجب ہے اور انکار کفر ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مسلم نے (صحیح مسلم میں) اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے اور فرمان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کی صراحت کی ہے۔ حضرت امام احمد حنبل نے اپنے انتقال سے کچھ پہلے فرمایا صفات الہی کی خبروں کو ویسا ہی رکھا جائے جیسا وہ آئی ہیں ایسی تادیل ان کی نہ کی جائے کہ اللہ کی تشبیہ مخلوق سے لازم آئے نہ ایسی توجہ کی جائے کہ اللہ کا صفات سے خالی ہونا لازم آئے۔ بعض روایتوں میں امام احمد کا یہ قول بھی آیا ہے کہ میں صاحب کلام نہیں اور نہ ان مقامات کے متعلق اللہ کی کتاب حدیث رسول، اقوال صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین میں کسی جگہ مجھے کلام ملتا ہے اس کے علاوہ بھی کلام اس موضوع پر اچھا نہیں، اللہ کی صفات میں چون درجہ کی جائے نہ بطور شک کیا گیا جائے۔ حضرت امام احمد نے ایک اور جگہ بھی کہا ہے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ عرش پر ہے جیسا اور جس طرح اس کی مشیت ہے نہ کوئی حد ہے نہ کوئی بند کی کرنے والا اس کی حد بندی کر سکے نہ کوئی ایسی صفت ہے کہ بیان کرنے والا اس کو بیان کر سکے کیونکہ سعید بن مسیب نے کعب احبار کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ نے قورات میں فرمایا ہے: میں اللہ ہوں اپنے بندوں کے اور میرا عرش تمام مخلوق سے اوپر ہے اور میں عرش کے اوپر ہوں، اپنے بندوں کا انتظام میں عرش کے اوپر سے کرتا ہوں، میرے بندوں کی کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، اللہ کا عرش پر بندہ کسی کیفیت کے ہونا ہر اس کتاب میں مذکور ہے جو اللہ کی طرف سے کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہے ایک بات یہ بھی ہے کہ عرش ہو یا غیر عرش اللہ کو مخلوق پر علو قدرت، تسلط اور غلبہ ہمیشہ سے حاصل ہے اس لئے "استواء علی العرش" کو خاص طور پر اس معنی پر محمول نہیں کیا جائے کہ اس استواء اللہ کی ذاتی صفت ہے اس کی خیر صراحت اور تاکید آیات میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آئی ہے: استواء اللہ کی صفت لازمہ ہے اور اس کے لئے معنوں میں جیسے ہاتھ چہرہ آنکھ سمع بصر حیات قدرت محی اور ممیت ہونا اس کی صفات لازمہ میں سے ہیں (اسی طرح ایک یہ بھی صفت لازمہ ہے) ہم متران اور حدیث سے باہر نہیں جائیں گے، ہم قرآن اور حدیث پڑھتے ہیں اور جو کچھ ان دونوں میں ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ بس صفات کی کیفیات کو کہ ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

۷۷۷
 حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے اپنی ذات کی جو صفت اپنی کتاب میں بیان کر دی ہے وہ ویسا ہی ہے، اس کی تفسیر میں اس کا بڑھنا ہے اس کے علاوہ اس کی تفسیر کوئی نہیں ہم اس کے علاوہ کسی اور بات کے مکلف بھی تو نہیں ہیں کیونکہ وہ غیب ہے اس کے فہم میں عقل کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت کے طالب ہیں اور اس کی ذات و صفات کے متعلق ہم ایسی بات کہنے سے جس کی نہ خود اس نے اطلاع دی اور نہ اس کے رسول نے، ہم اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر رات کو دنیا کے آسمان پر جس طرح اور جس کیفیت کے ساتھ چاہتا ہے اترتا ہے اور اپنے بندوں میں سے جس گنہگار خطاکار مجرم نافرمان کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ وہ بابرکت بزرگ عالی مرتبت ہے اور سب سے بالا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے اچھے نام ہیں۔

آسمان دنیا پر اللہ کے نزول کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کی رحمت یا اس کا ثواب اترتا ہے، یہ معتزلہ اور اشاعہ کا خود ساختہ دعویٰ ہے۔ حضرت عیال بن صامت سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگے برتر ہر رات کو جب کہ آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے؟ کیا کوئی گناہوں کی معافی کا طلبگار ہے؟ کہ اس کو معاف کیا جائے، کیا کوئی قیدی ہے؟ کہ اس کی قید ختم کر دی جائے۔ یہ صبح کی نماز تک رہتی ہے پھر سہارا رب اوپر چلا جاتا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت کی دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات کو جب آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے آسمان سے دنیا کی جانب نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کیا میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ہے جو مجھ سے ملنے اور میں اس کی دعا قبول کروں کیا اپنے نفس پر کوئی ظلم کرنے والا ہے جو مجھے پکارتے اور میں اس کو بخش دوں؟ کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو اور وہ مجھ سے (فراخی) طلب کرے اور میں اس کا رزق اس کی جانب لوٹا دوں؟ کیا کوئی قیدی ہے جو مجھے پکارتے اور میں اس کو قید سے آزاد کر دوں۔ ایسا طلوع فجر تک رہتا ہے پھر اللہ اپنی کرسی پر علو فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو ذر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں اب اختلاف الفاظ اسی نے یہ سب حضرات پچھلی رات کی نماز کو ابتدائی رات کی نماز سے افضل قرار دیتے تھے۔ حضرت ابو بکر

پچھلی رات کی نماز ابتدائی رات کی نماز سے کیوں افضل ہے

صديق رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور اس شخص کے سوا جس کے دل میں کینہ یا شرک ہو ہر شخص کو بخش دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جب رات کا نصف اول حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ آسمان سے دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اس کے گناہ بخش دوں، کیا کوئی سائل ہے کہ میں اس کو عطا کروں۔ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، طلوع فجر تک یہی کیفیت رہتی ہے۔

حضرت اسحاق بن راہویہ سے کہا گیا یہ کیا حدیثیں ہیں جو آپ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے بے معبود کرتا ہے اور حرکت کرتا ہے۔ اسحاق نے سائل سے کہا کیا تم قائل ہو کہ اللہ تعالیٰ بغیر حرکت کے نزول و صعود پر قادر ہے، سائل نے کہا

جی ہاں، یہ سن کر اسحاق نے کہا پھر تم حرکت کرنے سے کیوں انکار کرتے ہو؟ حضرت یحییٰ بن یحییٰ نے کہا کہ اگر کوئی جہمی (جہم بن صفوان معتزلی کا پیروں) تم سے کہے کہ میں ایسے رب کو نہیں ماننا جو نزول

کرتا ہے تو تم اس سے کہو کہ میں ایسے رب پر ایمان رکھتا ہوں کہ جیسا چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ حضرت شریک بن عبد اللہ سے کہا گیا کہ ہمارے پاس کچھ ایسے لوگ ہیں جو ان احادیث کا انکار کرتے ہیں تو شریک نے کہا کہ ہمارے پاس صلوٰۃ، صیام، زکوٰۃ اور حج کے نام کون لایا ہے؟

کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہیں۔ ہم نے تو انہی احادیث سے اللہ کو پہچانا ہے۔

قرآن مجید

اللہ کی کتاب ہے

ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اللہ کی کتاب ہے، اللہ کا خطاب ہے اور وہ وحی ہے جو اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی جس کو لیکر حضرت جبریل رسول اللہ پر نازل ہوئے تھے (اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: نَزَّلَ بِهِ الرُّوحَ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ۝ (روح الامین نے اس کو آپ کے دل پر اتارا واضح عربی زبان میں تاکہ آپ لوگوں کو ڈرانے والے ہوں)۔

رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں یہ قرآن اپنی امت کو پہنچا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۝ (اے پیغمبر جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اترا ہے اس کو پہنچا دیجیے)۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقوف حج میں لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے فرماتے تھے "کوئی شخص ہے جو مجھے اپنی قوم کے پاس لیجائے کہ قریش نے تو مجھے کلام اللہ پہنچانے سے روک دیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ۝ (اگر کوئی مشرک تمہاری پناہ میں آنا چاہے تو تم اس کو پناہ دو تاکہ وہ (اس طرح پناہ میں آکر) اللہ کا کلام سنے)۔"

مشرقی پناہ میں آنا چاہے تو تم اس کو پناہ دو تاکہ وہ (اس طرح پناہ میں آکر) اللہ کا کلام سنے)۔

قرآن شریف اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے جس طرح بھی اس کو بڑھا جائے لکھا جائے اور جس طرح بھی اس کی تلاوت کی جائے اور جیسا بھی قاریوں کی قرات، تلفظ کرنے والوں کے تلفظ اور حافظوں کی یادداشت سے اس میں اختلاف ہو (جب بھی) بہر حال

وہ اللہ کا کلام ہے، اور اللہ کی صفات ذاتیہ میں سے ہے۔ نہ اس میں حدوث ہے اور نہ غیرت و تبدل ہے نہ اس میں کئی بیشی ہوتی ہے نہ

کسی انسان کی تائید و تصنیف کا اس میں دخل ہے، اللہ ہی کی طرف سے اس کے نزول کا آغاز ہوا اور اسی کی طرف سے اس کا حکم اور حکم

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا، قرآن کی فضیلت تمام کتابوں پر ایسی ہی ہے جیسی اللہ کی تمام

مخلوق پر ہے۔ اللہ ہی کی طرف سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور اسی کی طرف سے اس کے حکم کا رجوع ہوگا، اس عبارت کا مطلب ہے

کہ قرآن مجید کا نزول اور اس کا ظہور اللہ کی طرف سے ہوا اور قرآن کے تمام احکام و فرائض اور ترک منوعات اللہ ہی کے فرمان

کے تحت ہیں اسی کی وجہ سے ہر فعل و ہر ترک تمام احکام کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔ اسی بناء پر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ ہی

کی طرف سے قرآن مجید کا ظہور بطور حکم ہوا اور اسی کی طرف قرآن کا رجوع بطور علم ہوتا ہے۔ بہر حال قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔

وہ حافظوں کے سینوں میں (پوشیدہ) ہوا حافظوں کی زبانوں پر یا کہنے والوں کے ہاتھوں میں یا دیکھنے والوں کی نظریں۔ مسلمانوں کے

مصنفوں پر ہوا، انہوں کی تخیلیوں پر جہاں بھی دیکھا جائے اور پایا جائے (وہ اللہ کا کلام ہے)۔

جو شخص قرآن کو مخلوق کہتا ہے یا اس کی عبارت و کلمات کو قرآن نہیں کہتا یا کہتا ہے کہ قرآن کو میرا

قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے | تلفظ کرنا مخلوق ہے وہ خدا کی قسم کافر ہے، اس سے میل جول رکھنا، اس کے ساتھ کھانا

منع ہے نہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہے نہ اس کی ہمسائیگی اختیار کی جائے بلکہ اس کو بالکل چھوڑ دیا جائے اس سے کلام ترک کر دیا جائے۔
ایسا کہنے والے کی اہانت کی جائے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے نہ اس کی گواہی قبول کی جائے، اس کا دلی نکاح ہونا بھی درست نہیں ہے۔
اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے اگر اس پر قابو مل جائے تو مرتد کی طرح اس سے تین مرتبہ توبہ کرائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو درست ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص کہتا ہے کہ قرآن کو میرا تلفظ کرنا مخلوق ہے اس کا کیا حکم ہے۔
آپ نے فرمایا کہ وہ کافر ہو گیا۔ یہ بھی امام احمد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص کہتا ہے قرآن کلام الہی ہے مخلوق نہیں ہے لیکن تلاوت قرآن مخلوق ہے وہ بھی کافر ہو گیا، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے بارے میں دریافت کیا، حضور نے ارشاد فرمایا وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالغفار جو رسول خدا کے آزاد کردہ غلام تھے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کی یاد کی جائے (یعنی قرآن پڑھا جائے) تو تم کہو اللہ کا کلام ہے۔
مخلوق نہیں ہے، جس نے اس کو مخلوق کہا وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاٰمَۃُ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امر کو خلق سے الگ بیان کیا ہے، اگر امر خدا (جس سے مخلوق کو پیدا کیا) بھی مخلوق ہوتا تو اس کو الخلق سے جدا بیان نہیں کیا جاتا۔
اور اس طرح یہ تکرار بے سود ہوتی گو یا یہ عبارت یوں ہو جائے گی اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاٰمَۃُ اور بے سود ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے (کہ وہ ایسی بے سود دے فائدہ بات بیان نہ کرے۔)

آیت قرآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ میں لفظ غیر ذی عوج کی تفسیر میں حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غیر مخلوق منقول ہے، ولید بن مغیرہ مخزومی نے جب قرآن کو انسان کا کلام قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخ کی وعید سنائی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ يُّوْتَرَانِ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَأَصْلِيْهِ سَقْرَهٗ (اس نے کہا یہ تو محض منقول جادو ہے یہ انسانی کلام کے سوا کچھ اور نہیں، میں عنقریب اس کو جہنم میں جھونکوں گا)۔ اب جو شخص بھی قرآن کو عبارت یا مخلوق کہتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ قرآن کو میرا تلفظ کرنا مخلوق ہے اس کے لئے سقر مقرر ہے، اس آیت وَإِنْ اَخَذَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتِجَارَتًا فَآخِذْ بِحَقِّ فَيْتَحْ كَلَامَ اللّٰهِ میں کلام اللہ کہا گیا ہے، آپ کا کلام نہیں فرمایا۔ دوسری آیت میں ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ یعنی وہ قرآن جو سینوں اور درقوں میں ہے اس کو ہم نے لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔
ایک روایت میں اس طرح ارشاد ہے۔ وَاِذَا قَرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَكُمْ تُرْخَسُوْنَ (جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو بغور سنو اور اس کی طرف کان لگاؤ)۔

ایک درجہ ارشاد فرمایا ہے۔ وَقَدْ اَنَا فَرَقْنَا كَلِمَتَنَا عَلٰی النَّاسِ عَلٰی مُكْتَبٍ ہم نے قرآن کو علیحدہ علیحدہ کر دیا تاکہ تم لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھو مسلمانوں نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اور تلفظ کو سنا پس آپ کا تلفظ قرآن ہی قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جنات کی تعریف فرمائی ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنی تھی۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَرَبِيًّا يُّهْدِیْ اِلٰی الرُّشْدِ رَجَاتٍ نے کہا کہ ہم نے عربی قرآن سنا جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے۔ وَاِذْ صَوَّرْنَا الْاِنْسَانَ لَفِیْ اٰمِنٍ لِّیَنْتَعِمُوْنَ الْقُرْآنَ

اہم نے جنات کے ایک گروہ کا رخ آپ کی طرف پھیر دیا تاکہ وہ فسرآن سن لیں۔
 حضرت جبریل علیہ السلام کے قرآن پڑھنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے فسرآن فرمایا ہے۔
 لَا تَخِذْ يٰٓهٗٓ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَتَعَجَلَ بِهٖ اِنْ عَلَيْنَا جُمُوعُہٗ
 وَقَدْ اٰتٰہٗ فَاِذَا قَرَأْتَہٗ فَاتَّبِعْ قَوْلَہٗ۔ میں جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے، جب ہم پڑھیں تو ہمارے پڑھنے کے پیچھے تم پڑھو
 ایک اور جگہ ارشاد ہے: فَاَقْرِءْ مَا نَبِیْشُرُ مِنَ الْقُرْاٰنِ ہ قرآن کا جتنا حصہ تمھارے لئے آسان ہو وہ پڑھو۔
 مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی اس کو کتاب اللہ کا ثواب ملے گا، جس نے بات کرنے کی
 قسم کھائی ہو وہ اگر قرآن پاک پڑھے اس پر قسم شکنی کا جرم عائد نہیں ہوگا یہ تمام امور بتاتے ہیں کہ فسرآن (انسانی) عبارت نہیں ہے حضرت
 معاذ بن حکم سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا تمھارے ہماری اس نماز میں آدمیوں کا کوئی کلام درست نہیں ہے، نماز تو صرف قرأت
 قرآن، تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن ہے، اس حدیث میں حضور نے تلاوت قرآن کو قرآن فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت اور تلاوت جس کو تلاوت
 کیا جائے، دونوں ایک ہیں، اللہ اور اللہ کے رسول نے مسلمانوں کو نماز میں فسرآت کا حکم دیا ہے اور بات کرنے سے منع کیا ہے اگر ہماری
 قرأت ہمارا کلام ہو اللہ کا کلام نہ ہو تو پھر ہم امر ممنوعہ کے مرتکب ہوں گے،

قرآن کے حروف اور آواز

ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک سمجھے جانے والے حروف اور سنی جانے والی آواز میں ہے کیونکہ انہی حروف اور آوازوں سے گونجا اور خاموش شخص مکمل اور گویا ہو جاتا ہے۔ اللہ کا کلام حروف اور آوازوں سے الگ نہیں ہو سکتا، ایسی بدیہی بات کا منکر محسوس کا مخالف اور بصیرت سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَمْ ذٰلِكَ - حَمْدٌ - طَسْمٌ، يٰلَا اَيُّهَا الْكِتَابُ هُوَ عَزَّوَجَلَّ اللہ تعالیٰ نے حروف ذکر فرمائے اور پھر ان کا کنایہ کتاب سے فرمایا۔ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے۔

وَلَوْ أَنَّ صَافِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهَا سَبْعَةَ آبْحُرٍ مَا نَفَذْتُ كَلِمَاتُ اللَّهِ هـ

اسی طرح ایک اور دوسری آیت میں ہے :-

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذْتُ الْبَحْرَ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتُ رَبِّي هـ

زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ قلم بن جائیں اور سمندر روشتائی بن جائے اور اس کو سات اور سمندر مدد پہنچائیں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہونگے

اگر سمندر میرے رب کے کلمات تحریر کرنے کے لئے روشتائی بن جائیں۔ اور رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن پڑھا کرو تم کو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملیں گی، سن لو! تلاوت قرآن میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ ایک حرف ہے بلکہ الف دس نیکیاں، لام دس نیکیاں اور میم دس نیکیاں، یہ تیس نیکیاں جنہوں نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرآن کو سات حرفوں (قیراؤں) پر نازل کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک شفاء عطا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ وَنَادَيْنَاكَ مِن جَانِبِ الْعُورِ ۚ أَلَا تَنصَن

رَبِّ کے رب نے موسیٰ کو پکارا، ہم نے ان کو طور کی دائیں جانب سے پکارا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ۔ بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی اور معبود نہیں پس میری عبادت کر۔ یہ خدا اور قول بغیر آواز کے ممکن نہیں اور یہ ممکن ہے کہ اللہ کے علاوہ یہ نام اور یہ صفت (اللہ) کسی فرشتے یا کسی دوسری مخلوق کی ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں جلوہ فرما ہوگا اور رواں و فیض کلام کرے گا اور فرمائے گا (وہ تمام سیخ بولنے والوں سے زیادہ سیخ بولنے والا ہے) تم طویل مدت تک چپے ہو، جب سے میں نے تم کو بنایا تھا میں تمہارے لئے خاموش رہا، تمہارے اعمال کو دیکھتا رہا، تمہاری باتیں سنتا رہا اب یہ تمہارے اعمال نامے ہیں جو تم کو بڑھ کر سنائے جائیں گے، جس کو ان کے اندر جو خبر ملے وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور جس کو کچھ اور ملے وہ اپنی جان ہی کو ملامت کرے۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ”اللہ بندوں کو اٹھائے گا۔ اور ایسی آواز سے پکائے گا کہ اس کو دور والا بھی قریب والوں کی طرح سنے گا“ میں بادشاہ ہوں میں بدلہ لینے والا ہوں۔ حضرت مسلم بن مسروق نے حضرت عبد اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی سے تکلم ہوتا ہے تو اس کی آواز آسمان تکم الہی والے سنتے ہیں اور سجدہ میں گر جاتے ہیں جب دلوں سے ہیبت دور کر دی جاتی ہے تو اہل آسمان پکارتے ہیں ”تمہارے رب نے کیا فرمایا، دوسرے جواب دیتے ہیں حق فرمایا، ایسا ایسا فرمایا“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ وحی سے تکلم ہوتا ہے تو آسمان والوں کو ایسی آواز سنائی دیتی ہے جیسے پتھر کی جان پر لوہے کے گرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ سب فوراً سجڑے بیٹھ کر پڑتے ہیں۔ جب دلوں سے اللہ تعالیٰ ہیبت دور فرما دیتا ہے تو کہتا ہے ”تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ یہ سب جواب دیتے ہیں، حق فرمایا وہ بزرگ و برتر ہے“

محمد بن کعب فرماتے ہیں بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا تھا تو آپ نے اپنے رب کی آواز کو مخلوق میں کس سے مشابہ پایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میں نے اپنے رب کی آواز کو رعد سے مشابہ پایا جب کہ اس میں بازگشت نہ ہو۔ یہ آیات و احادیث ان بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کلام اللہ آواز ہے مگر آدمیوں کی آواز کی طرح نہیں جس طرح اس کا علم قدرت اور تمام دوسری صفات انسان کی صفات کی طرح نہیں صیغہ اسی طرح اس کی آواز بھی انسانوں کی آواز کی مانند نہیں ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی بیان کردہ ایک روایت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے لئے آواز کی صراحت کی گئی ہے (اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے) اشاعرہ اس کے خلاف ہیں، اشاعرہ کا قول ہے کہ کلام اللہ ایک معنی (مفہوم) ہے جو ذات الہی کے ساتھ قائم ہے (اللہ تعالیٰ ہر بدعتی، گمراہ اور گمراہ کرنے والے کی حساب نہیں کرنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے تکلم ہے (صفت کلام قدیم ہے) اور اس کا کلام امرِ نبی اور استفہام سے تمام معانی کو حاوی ہے ابن خزمہ کا ارشاد ہے کہ اللہ کا کلام یہم ہے اس میں وقفہ اور خاموشی نہیں ہے۔ حضرت امام احمد سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ تکلم ہے اور سکوت اس کے لئے درست ہے؟ آپ نے فرمایا ہم اجماعاً یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمیشہ سے تکلم ہے۔ اگر کوئی حدیث

یہی آئی جس سے ظاہر ہونا کہ اللہ خاموش ہو گیا تو ہم بھی کہتے، اب تو ہم ہی کہتے ہیں کہ وہ مکمل ہے بغیر کسی خاص کیفیت اور تشبیہ کے جس طرح چاہے وہ کلام کرتا ہے۔

حروف ہجا مخلوق ہیں یا غیر مخلوق

حروف ہجا بھی مخلوق نہیں ہیں، اللہ کے کلام میں ہوں یا وہ انسان کے کلام میں ہوں، اہل سنت میں سے ایک گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف قدیم ہیں اور اس کے علاوہ جتنے حروف

ہیں وہ حادث ہیں لیکن ان کی غلطی ہے، اہل سنت کا بغیر کسی فرق کے صحیح ترین قول یہی ہے کہ حروف ہجا مخلوق نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّمَا اَمْرُهُ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ لفظ کن دو حرفی ہے (ک، ن)، اگر یہ لفظ مخلوق ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ دوسرے کُن کے کہنے کا محتاج ہوگا اور اس طرح غیر متناہی سلسلہ لازم آئے گا۔

قرآن پاک کے غیر مخلوق ہونے کی آیات قرآن سے بہت سی دلیلیں اوپر گزر چکی ہیں۔ ہم ان کو دوبارہ پیش نہیں کریں گے۔ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابیات کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اسم ہے اور ب اللہ کے نام باری کا اور ت اللہ کے نام المتکبر کا اور ث اللہ کے نام الباعث اور الوارث کا ہے اور اسی طرح حضور نے تمام حروف کو اللہ کے اسماء صفاتی کا جزو قرار دیا، چونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مخلوق نہیں ہیں اسی لئے حروف ہجا بھی مخلوق نہیں ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ نے الجذہ ہوز حطی کے معنی دریافت کئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! کیا تم ابی حاد (الجذہ) کی تشریح سے واقف نہیں الجذہ میں الف اللہ کا ب اللہ کے نام الباری ج اللہ کے نام جلیل کا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حروف (ہجا) کو اللہ کے اسماء کا جزو ہونا قرار دیا حالانکہ یہی حروف آدمیوں کے کلام کے بھی اجزاء ہیں۔

حضرت امام احمد نے حروف ہجا کے قیام بخونی کی اس خط میں صراحت کی ہے جو نیشاپور اور جرجان کے باشندوں کو آپ نے ارسال کیا تھا اور اس میں آپ نے لکھا تھا کہ جو شخص حروف ہجا کو حادث کہتا ہے وہ اللہ کا منکر ہے جب وہ اس بات کا قائل ہو کہ حروف ہجا مخلوق ہیں تو وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہوگا یعنی قرآن کو اس نے مخلوق قرار دیا۔

آپ کے بگایا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حروف (ہجا) پیدا کئے تو لام لیٹ گیا اور الف گھٹا ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب تک مجھے حکم نہیں دیا جائے گا میں سجدہ نہیں کروں گا، امام احمد نے فرمایا یہ قائل کا کفر ہے (ایسا کہنے والا کافر ہے) امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حروف کے حادث کے قائل نہ بنو، ربیع پہلے یہودی اس کے قائل ہو کر ہلاک ہوئے۔ جو شخص کسی ایک حرف کے حادث کا قائل ہوگا وہ قرآن کے حادث کا قائل ہوگا۔ اس سلسلہ میں ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب حروف قرآن میں قدیم ہیں تو قرآن کے علاوہ بھی قدیم ہوں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز بعینہ قدیم بھی ہو اور حادث بھی، جب قرآن میں حروف (ہجا) کا حادث نہ ہونا ثابت ہو گیا تو غیر قرآن میں بھی یہ قدیم ہوں گے۔

نودون اسماء حسنی

(ننانوے پاک نام)

اللہ تعالیٰ کے
پاک ناموں کی تعداد

ہمارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ یہ تمام

اسماء قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں موجود ہیں۔ ان میں سے پانچ تو صرف سورۃ فاتحہ میں ہیں

وہ یہ ہیں۔ (یا، اللہ، یا، رب، یا، رحمن، یا، رحیم، یا، مالک، اور چھبیس سورۃ بقرہ میں ہیں۔

(یا، محیط، یا، قدیر، یا، حلیم، یا، تواب، یا، بصیر، یا، واسع، یا، بدیع، یا، رؤف، یا، شاکر، یا، اللہ، یا، واحد،

یا، غفور، یا، حکیم، یا، قابض، یا، باسط، یا، لا الہ الا هو۔ یا، حتی، یا، قیوم، یا، علی، یا، عظیم، یا، دئی، یا، غنی، یا، حنیف،

سورۃ آل عمران میں چار اسماء حسنی ہیں، یا، قائم، یا، ذاب، یا، سریع، یا، خبیر، سورۃ النساء میں یہ چھ اسماء ہیں، یا، رقیب،

یا، حنیف، یا، شہید، یا، وکیل، یا، غفور، یا، مقیت، یا، اسماء سورۃ النام میں ہیں، یا، فاطمہ، یا، قاهر، یا، قادی،

یا، لطیف، یا، خبیر، سورۃ اعراف میں یہ اسماء ہیں، یا، محی، یا، مہیت، سورۃ انفال میں بھی دو ہیں۔ یا، نعم المولیٰ، یا، نعم النصیر،

سورۃ ہود میں سات اسماء حسنی ہیں، یا، حفیظ، یا، رقیب، یا، مجید، یا، قوی، یا، مجیب، یا، ودود، یا، فعال،

سورۃ اعد میں دو ہیں، یا، کبیر، یا، متعال، سورۃ ابراہیم میں ایک نام ہے، یا، منان، سورۃ الحجر میں بھی ایک نام ہے، یا، خلاق،

سورۃ النحل میں بھی ایک نام ہے، یا، باعث، سورۃ مریم میں دو ہیں، یا، صادق، یا، وارث، سورۃ المؤمنین میں ایک ہے، یا، کریم،

سورۃ النور میں تین اسماء حسنی ہیں، یا، حق، یا، متین، یا، نور، سورۃ الفرقان میں صرف ایک ہے، یا، ہادی، سورۃ سبا میں بھی ایک

نام ہے، یا، فتاح، سورۃ المؤمنین میں چار ہیں، یا، غافر، یا، قابل، یا، شدید، یا، ذالقول، سورۃ الذاریات میں تین ہیں،

یا، مزائی، یا، ذا القوۃ، یا، متین، سورۃ انفال میں ایک ہے، یا، مقتدر، سورۃ رحمن میں، یا، باقی، یا، ذو الجلال، یا، ذالکرام،

یعنی تین اسماء حسنی ہیں، سورۃ الحديد میں چار ہیں، یا، اول، یا، اخیر، یا، ظاہر، یا، باطن، سورۃ الحشر میں دس اسماء حسنی ہیں، یا،

قدوس، یا، سلام، یا، مؤمن، یا، مہین، یا، عزیز، یا، جبار، یا، متکبر، یا، خالق، یا، باری، یا، مقود، سورۃ البرج میں

یہ اسماء حسنی ہیں، یا، مبدی، یا، معید، سورۃ قل هو اللہ (اخلاص) میں، یا، احد، یا، صمد، یہ دو نام آئے ہیں۔

حضرت سفیان عینی نے اسی طرح اسما حسنی ذکر کئے ہیں اور عبد اللہ بن امام احمد نے کچھ مزید نام بیان کئے ہیں جنہ نام یہ ہیں

یا، مجیب، یا، قاهر، یا، فاضل، یا، خالق، یا، رقیب، یا، مجاہد، یا، جواد، یا، احکم الحاکمین۔

ابو بکر نقاش نے کتاب تفسیر الاسماء والصفات میں حضرت جعفر بن محمد کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ کے ۳۶۰ نام ہیں۔ ایک روایت

میں ۴۰۰ آئے ہیں۔ ان اقوال کی بنا اس پر ہے کہ قرآن پاک میں جو اسماء حسنی مکرر آئے ہیں ان کو بھی لوگوں نے داخل شمار کر لیا ہے اور

ان کو اسماء قرار دے دیا ہے، حالانکہ صحیح دہی ہیں جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہیں۔

لے یہ کل اسماء حسنی ۲۲ ہوتے ہیں اور یا اللہ مکرر ہے سورۃ فاتحہ میں آچکا ہے، لے یہ اسم پاک مکرر ہے سورۃ بقرہ میں بھی مذکور ہے۔

لے یا خیر مکرر ہے آل عمران میں بھی مذکور ہے۔ لے اس میں رقیب مکرر ہے سورۃ النساء میں آچکا ہے۔

ایمان کی تعریف

ہمارا اعتقاد ہے کہ ”زبان سے اقرار، دل سے یقین اور ارکان پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے۔ ایمان کے کتے ہیں طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے کم ہوتا ہے۔ علم سے ایمان میں قوت آتی ہے اور جہالت سے کمزور

ہوتا ہے اور توفیق الہی سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
فَمَاذَا الَّذِينَ آمَنُوا فَإِذَا تَهُمُ إِيْمَانًا
وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝

اس طرح جو چیز زیادہ ہوتی ہے وہ گھٹ بھی سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
وَإِذَا بَلَغْتَ عَلَيْهِمُ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ۝
ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

لَيَسْتَفِيحَنَّ الَّذِينَ أُذْتُ الْكِتَابِ وَيَزَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۝
تاکہ وہ لوگ جن کو کتاب پائی گئی یقین کر لیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے ان کا ایمان مضبوط ہو جائے۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی ہوتا ہے اس کے علاوہ اس مسئلہ میں دیگر اقوال بھی ہیں جن کی تفصیل طوالت کا باعث ہے۔ اشاعرہ کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔

لغت میں ایمان کے معنی دل سے کسی چیز کے تصدیق کرنے اور جس پر یقین ہو اسے حاصل کرنے کے ہیں شریعت میں ایمان کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا یقین کرنا اس کے اسماء و صفات کو پہچاننا اور ان پر یقین رکھنا

فرائض، واجبات اور نوافل کا ادا کرنا۔ گناہوں اور گناہی سے اجتناب کرنا، اگر ایمان کو مذہب، شریعت اور مملکت سے موسوم کیا جائے تو جائز ہے اس لئے کہ دین دہی ہے جس کا اتباع کیا جائے اور طاعات کے ساتھ محرمات و ممنوعات سے اجتناب کیا جائے

یہی ایمان کی تعریف ہے۔
اسلام کی تعریف اگرچہ ایمان کے ساتھ کی جاسکتی ہے کیونکہ ہر ایمان یقیناً اسلام ہے لیکن ہر اسلام ایمان نہیں اس لئے کہ اسلام کے معنی مطیع اور فرمانبردار ہونے کے ہیں ہر مومن احکام الہی کا مطیع و فرمانبردار ہے لیکن ہر مسلمان اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا نہیں کیونکہ اکثر مسلمان تلوار کے خون سے اسلام قبول کر لیتے ہیں۔

ایمان کا لفظ بہت سے قولی اور فعلی صفات پر جاری ہے اور اس کے دائرے میں اللہ تعالیٰ کی تمام عبادتیں شامل ہیں، لفظ اسلام کا مطلب ہے زبان سے کلمہ شہادت ادا کرنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا اور پانچوں عبادتیں ادا کرنا۔ حضرت امام احمد بن

ایمان کو اسلام سے الگ قرار دیا ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص وارد ہوا جس کے کپڑے بہت سفید اور بال بہت سیاہ تھے۔ سفر کی کوئی علامت اس سے ظاہر نہیں تھی۔ ہم میں سے کوئی شخص اس کو نہیں پہچانتا تھا۔ وہ شخص آئے ہی رسول خدا کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنے زانو رسول کے زانوں سے ملا کر بیٹھ گیا، اپنے دونوں

ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لئے اور کہا اے محمد! اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو کلمہ شہادت پڑھے یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کہے۔ نماز پنجگانہ ادا کرنا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، طاعت ہو تو حج بھی ادا کرے۔

یہ سن کر اس شخص نے جواب دیا اے محمد! آپ نے بالکل سچ فرمایا، اس کے اس جواب سے لوگ بہت حیران ہوئے کہ خود ہی پوچھا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے، پھر اس نے کہا مجھے ایمان کے متعلق بتائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں، اس کے پیغمبروں، قیامت اور نبی وبری کی تقدیر (اندازے) پر ایمان لائے، اس نے یہ سن کر کہا، آپ نے سچ فرمایا جس سے اس کا دل ہل گیا۔

اس شخص نے پھر کہا اے اللہ کے رسول احسان (خوبی) کیا ہے؟ حضور نے جواب میں فرمایا، احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہ ہو سکتے تو دل میں یہ ضرور یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس شخص نے پھر دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن کا حال کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا، قیامت کا حال جس سے دریافت کیا جا رہا ہے وہ دریافت کرنے والے سے زیادہ قیامت کا حال نہیں جانتا، اس شخص نے کہا قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتا دیجئے؟ حضور نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ کڑیاں اپنے آقاؤں کو جنیں گی اور مفلس پاؤں سے ننگے، بدن سے برہنہ بکریوں کے چرنے والے عالیشاں عمارتوں پر فخر کرنے لگیں گے، گاویں نہراتے ہیں اس کے بعد ہم کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر کے بعد مجھ سے مندرجہ بالا عمر! جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ میں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے اور تم لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔ حدیث کے دوسرے الفاظ یہ ہیں: وہ جبریل تھے۔ تم کو تمھارے ذہنی امور سکھانے آئے تھے۔ اس سے پہلے وہ جب کبھی جس شکل میں آئے میں نے ان کو پہچان لیا۔ لیکن اس مرتبہ میں اس شکل میں ان کو فوراً نہیں پہچان سکا۔

اعور طلبا مرتبہ جبریل علیہ السلام نے ایمان اور اسلام کے متعلق الگ الگ سوال کر کے دونوں میں تفریق کر دی چنانچہ رسول اللہ نے دونوں سوالوں کے الگ الگ جوابات ارشاد فرمائے۔ امام احمد کے پیش نظر ایک اعرابی دالی حدیث بھی تھی۔ ایک اعرابی نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے فلاں کو عطا کیا اور مجھے منع فرمایا! اس کے اس سوال پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو مومن تھا، اعرابی نے عرض کیا کہ میں بھی تو مومن ہوں! حضور نے فرمایا کہ تم مسلم ہو۔ امام احمد اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو بھی سند کے طور پر لائے ہیں۔

قَالَتْ اَلَا عَزَابٌ اَمَّا قُلْ لَّمْ تَوْمِنُوْا
وَالْکِنُّ قَوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَنْ خُلِ
اَلَا يَمَسُّاَتْنِیْ فَلَکُمْ سِکْمُہٗ

اعراب ادیباتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اے پیغمبر آپ ان سے کہتے تھے کہ تم لوگ ایمان نہیں لائے، کہو ہم اسلام لائے ہیں۔ ابھی تک ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔

ایمان میں زیادتی (اضافہ) صرف روزے نماز سے نہیں ہوتی بلکہ دلی یقین کے بعد ادا کردہ نواہی کی پابندی، تقدیر کو ماننا، اللہ کے کسی فعل پر اعتراض نہ کرنا۔ اللہ نے تقسیم رزق کا جو وعدہ فرمایا ہے اس پر اعتماد رکھنا اور شک نہ کرنا، اللہ

پر بھروسہ رکھنا اور اپنی قوت اور طاقت پر تکیہ نہ کرنا، مصیبتوں پر صبر اور نعمتوں پر شکر بجالانا، اللہ کو عیوب سے پاک بنانا اور کسی قسم کی کسی حال میں اس پر ہمت نہ لگانا۔

امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق! آپ نے جواب دیا، جس نے ایمان کو مخلوق کہا وہ کافر ہو گیا کیونکہ ایسا کہنے والا لوگوں کو دہم میں مبتلا کرتا ہے (کیونکہ اس قول سے قرآن کے مخلوق ہونے کا وہم ہوتا ہے اور اس میں قرآن کے ساتھ ایہام اور تمعین ہے) جو یہ کہے کہ ایمان غیر مخلوق ہے وہ مبتدع (یعنی) ہے اس لئے کہ اس قول سے یہ وہم لاحق ہوتا ہے کہ راستے سے اذیت رسال چیز کا دور کرنا اور اعضا کے تمام افعال غیر مخلوق ہیں اس طرح اس جواب سے امام موصوف نے دونوں گروہوں کی تردید فرمادی ہے اور امام صاحبؒ نے ایک حدیث بیان فرمائی کہ حضور نے ارشاد فرمایا "ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ خصلتیں ہیں جن میں سب سے افضل کلید تو حید اور سب سے ادنیٰ خصلت راستے سے ایذا دور کرنے والی چیز کا بٹا دینا ہے۔"

امام صاحبؒ کا شک ہے کہ جس چیز کا ذکر قرآن میں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کچھ فرمایا ہو (حدیث موجود ہے) صحابہ کرامؓ نے اس سلسلہ میں کچھ کہا ہو، اس میں (اپنی طرف سے) رائے و مذاہب اور دین میں نئی بات پیدا کرنا ہے کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ کہے "میں یقیناً مومن ہوں" بلکہ کہے میں انشاء اللہ مومن ہوں معتز کے مومن ہونیکا دعویٰ نزدیک کہنا کہ میں سچا مومن ہوں جائز ہے یقیناً مومن کہنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا، جو شخص یقینی طور پر کہے کہ میں مومن ہوں وہ کافر ہے حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سامنے بیان کیا گیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ میں قطعی مومن ہوں! حضرت نے فرمایا اس سے پوچھو جنت میں جائے گا یا دوزخ میں لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اللہ ہی خوب واقف ہے! ابن مسعودؓ نے فرمایا دوسری بات کو اللہ کے سپرد کرنا پہلی بات (مومن ہونے کو) کو بھی اللہ کے سپرد کیوں نہیں کر دیا۔ (یعنی پہلے ہی کہہ دیتا کہ میرا مومن ہونا اللہ ہی کو معلوم ہے)۔

یقیناً سچا مومن وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اور وہی جنتی بھی ہوگا اور اس کا اعتبار اس وقت ہے جب ایمان پر خاتمہ ہو اور کسی کو ایمان پر خاتمہ ہونے کی خبر نہیں ملے مناسب ہی ہے کہ ڈرتا بھی رہے اور امید بھی رکھے، اعمال کی درستگی بھی کرتا رہے اور اندیشہ کے ساتھ ساتھ امید وار بھی رہے یہاں تک تک نیک اعمال پر خاتمہ ہو جائے، لوگ جن اعمال میں زندگی گزارنے میں اپنی پران کا خاتمہ ہوتا ہے اور جن اعمال پر خاتمہ ہوگا اپنی پر حشر ہوگا، حدیث شریف میں آیا ہے حضور نے ارشاد فرمایا "جیسے زندہ رہو گے ویسے ہی مردے اور جیسے مردے ویسے ہی اٹھائے جاؤ گے۔"

ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ بندے کے تمام اعمال اللہ کے پیدا کردہ ہیں اور ان کے کمال سے ہونے میں خواہ نیک ہوں یا بد، اچھے ہوں یا برے۔ جو اعمال طاعت و معصیت کے ہیں اس کا مطلب نہیں کہ اللہ نے معصیت کا حکم دیا ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ اللہ نے کسی کے گنہگار ہونے کا فیصلہ اور اندازہ کر لیا ہے، افعال مقدر کا کہ ان کے قصد و ارادے کے مطابق کر دیا ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ نے رزق پیدا فرما کر اس کو تقسیم کر دیا ہے، جو رزق مقدر میں کر دیا ہے اس کو قسمت و تقدیر کہ کوئی بند کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس کو کئے والا ہے۔ رزق (مقسوم) نہ کوئی بڑھا سکتا ہے نہ اسے کوئی کم کر سکتا ہے۔ نہ اس کا نرم سخت ہو سکتا ہے اور نہ سخت نرم، کل رزق آج نہیں کھایا جاسکتا۔ زندہ کی قسمت عمر کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی۔

اللہ حرام لائق بھی دیتا ہے اور حلال بھی، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس نے حرام کو مباح کر دیا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ حرام (رزق) کو بھی وہ بدن کی غذا اور جسم کی قوت بنا دیتا ہے۔ اسی طرح قاتل مقتول کی زندگی منقطع نہیں کرتا بلکہ مقتول اپنی موت آپ مرنا ہے۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو پانی میں ڈوب جاتا ہے یا اس پر دیوار گر جاتی ہے یا پہاڑ کی بلندی سے پھینک دیا جاتا ہے یا کوئی درندہ اس کو کھا جاتا ہے (یہ سب اپنی موت سے مرتے ہیں) مسلمانوں اور کومنوں کی ہدایت پابی اور کافروں کی ضلالت اور گمراہی اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہے یہ سب اسی کا فعل اور اسی کی صناعی ہے اس کے ملک میں کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ جَزَاءُ عِبَادِنَا كَالْوَأَعِظُونَ ۚ لَنَرَنَّ أَعْمَالَهُمْ كَالْبَدَلَةِ ۚ جَوْهَرٌ كَرْتَمَ ۚ رَهَبٌ ۚ هُنَّ ۚ اِی ۚ كَ سَاۡتَہٗ مُزِیۡدِ اِرۡشَادِ فَرَمَا یَسَاۡ صَبُوۡتُہٗ ۚ

تمہارے صبر کرنے کے عوض میں جیسا تم کرتے ہو دلیا ہی بدل دیا جائے گا اور جیسا کرو گے دلیا ہی ثواب پاؤ گے۔ دوزخیوں سے پوچھا کہ تمہارے اعمال تمہارے فی سَفَرَاتُ لَوَاۡ اِنۡمَ نَکَ ۚ مِّنۡ الْمُصَلِّیۡنَ ۚ وَلَکُمۡ نَکَ ۚ نَطَعُہُمۡ اِلٰہِ سَکِیۡنَ ۚ ہ پڑھنے والوں میں سے دیتے اور نہ ہم مسکین کو کھانا دیتے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ ہ لَہٰذَا اِلَّا اِلٰہِیۡ کُنۡتُمۡ بِہَا تَلۡکَۡ بُوۡنَ ۚ یہ وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا یَسَاۡ قَدَّ مَتَ یَذَاۡکَ ۚ اس کے عوض جو تیرے دونوں ہاتھ پہلے کر چکے ہیں، ان آیات کے علاوہ دوسری

آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے جزا کو انسان کے افعال سے متعلق فرمایا ہے، بندے کا کسب کرنا اس سے ثابت ہوتا ہے، جیسے فرقہ کے لوگ اس کے خلاف ہیں، وہ کہتے ہیں کہ بندوں کے کسب کا وجود نہیں، انسانی عمل ایسا ہے جیسے دروازہ کا کھلنا اور بند ہونا (یعنی غیر اختیاری) کھولنے والا چاہتا ہے تو دروازہ کھلتا ہے اور بند کرنا چاہتا ہے تو بند کر دیتا ہے، مزید اس درخت کی مانند ہیں جو ہلایا جاتا ہے اور حرکت دیا جاتا ہے (درخت مجبور ہے اس کی حرکت اس کے اختیار سے نہیں ہوتی) یہ لوگ حق کے منکر ہیں اور کتاب و سنت کی تردید کرتے ہیں۔

قدریہ (معتزلہ) قائل ہیں کہ انسان اپنے اعمال کا خود خالق ہے، اللہ انہیں غارت کرے، یہ اُمت محمدؐ کے مجوسی ہیں انھوں نے انسانوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے اور اللہ کی طرف عجز کی نسبت کرتے ہیں انھوں نے اللہ کے ملک

میں ایسی چیزوں کے وجود کو تسلیم کیا ہے جو اللہ کی قدرت اور ارادے سے باہر ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند اور برتر ہے۔

ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ ۚ وَمَا تَعْمَلُوۡنَ ۚ اللہ نے تم کو اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے۔ جب بدلہ انسان کے اعمال پر واقع ہے

تو اللہ کی طرف سے تخلیق بھی اعمال پر ہوگی (یعنی جب جزا و سزا کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو اعمال کی تخلیق بھی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہوگا، یہ جائز نہیں کہ کہا جائے اس (مذبحہ بالافس) سے مراد وہ کام ہیں جو بندے پتھروں پر بناتے ہیں (تہوں کی تہوں میں) کیوں کہ پتھر تو

جسم ہیں، کسی جسم کو کرنے کا کچھ مفہوم نہیں بلکہ کرنے کا تعلق ان اعمال سے ہے جو انسان کرتا ہے، پس اعمال وہ ہیں جو انسان کرتا ہے

(کہ جب ابد اجسام) حقیقت میں تخلیق الہی انسان کے اعمال کی راجع ہے وہ حرکت ہو یا سکون، خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

وَلَا یَسۡزِیۡلُوۡنَ فَخۡتِلَافِیۡنَ ۚ اِلَّا مَنۡ رَّحِیۡمَ ۚ وہ لوگ ہمیشہ اخذت میں پڑے رہیں گے، سوال ان لوگوں کے جن لوگوں نے

رَبَّکَ ۚ وَلِیۡذٰلِکَ خَلَقَہُمۡ ۚ آپ کا رب تم فرمائے ان کو تو اللہ نے اسی اختلاف کیلئے پیدا کیا ہے۔

دوسری جگہ اس طرح ارشاد ہوتا ہے۔

کیا انھوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے اللہ کی تخلیق کی طرح مخلوق کو پیدا کیا جسکی بنا پر اللہ کی مخلوق اور مفروضہ شرکوں کی مخلوق میں امتیاز نہیں ہا، آپ فرمادیجئے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے

أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا
كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ
قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۚ

اس سلسلہ میں ارشاد ہوا:-

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَزِنُ مِزْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ كَلَّا اللَّهُ كَرِيمٌ ۚ

مشہر کون کی حالت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

وَأَنْ تَصْنَعَهُمْ حَسَنَةً يَقُولُوا هَٰذَا مِنْ عِنْدِ
اللَّهِ وَإِنْ تَصْنَعُهُمْ سَيِّئَةً يَقُولُوا هَٰذَا مِنْ عِنْدِكَ
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا
يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۚ

اگر انھیں کوئی بھلائی پہنچ جائے تو یہ کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے
اور اگر کوئی برائی پہنچ جائے تو کہیں یہ تمھاری جانب سے ہے، ان سے
کہہ دیجئے کہ سب خدا کی جانب سے ہے، ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ یہ
بات سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ نے ہر کارِ بکر کو اور اس کی صفت کو پیدا کیا یہاں تک کہ قصاب کو اور اس کے ذبح کرنے (کے فعل) کو بھی۔"

حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ہی خیر و شر کو پیدا کیا، ان لوگوں کو خوشخبری ہو جن کے ہاتھوں پر میں نے نیکی مقدر فرمائی اور ان کی خسروانی ہو جن کے ہاتھوں پر میں نے شر پیدا کیا۔

حضرت امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا کہ جن اعمال کی وجہ سے لوگ اللہ کی رضا مندی یا نافرمانی کے مستوجب ہوتے ہیں کیا ان میں کوئی عمل اللہ کی طرف سے ہوتا ہے یا بندوں کی طرف سے؟ امام احمدؒ نے جواب میں فرمایا "وہ پیدا کئے ہوئے اللہ کے ہیں اور کئے ہوئے بندوں کے"۔

ہمارا بھی عقیدہ یہی ہے کہ مومن کتنے ہی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کرے لیکن وہ کافر نہیں ہوتا، خواہ وہ توبہ کے بغیر ہی مر جائے؛ بشرطیکہ توحید و ایمان کو ترک نہ کیا ہو، اس صورت میں اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا چاہے وہ بخش دے اور جنت میں داخل فرما دے اور چاہے تو سزا دے اور دوزخ میں بھیج دے۔ لہذا تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان دخل نہ دینا چاہیے۔ جب تک اللہ اس کے انجام کی خبر خود نہ دے۔

مسلمان گناہ سے کافر نہیں ہوتا

باب ۷

معاد سے متعلق عقائد

عذاب و ثواب - منکر نکیر - معراج - شہید اور مومن - شفاعت - پل صراط - کوثر - حشر

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارا عقیدہ ہے کہ مومن گناہ کبیرہ کے باعث دوزخ میں تو جائے گا لیکن وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا بلکہ آخر میں وہاں سے رہائی پائے گا، دوزخ اس کے حق میں قید خانے کی طرح ہوگا۔ بقدر جرم و گناہ رہنے کے بعد وہاں سے رہائی مل جائے گی، اس کے چہرے پر آگ کی لپٹ نہیں پہنچے گی، اس کے اعضاء سجود کو آگ نہیں جلائے گی، یہ اعضا آگ پر حرام کر دیئے گئے ہیں، جب تک وہ دوزخ میں رہے گا اللہ سے اس کی امید نہیں ٹوٹے گی آخر کار وہ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائے گا، دنیا میں اس نے جیسی اور جس قدر طاعت کی ہوگی اسی کے موافق اس کو جنت میں درجات دیئے جائیں گے۔

معتزلہ کا قول اس کے خلاف ہے، وہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں، ان کا کوئی ثواب نہیں ملے گا خوارج کا بھی یہی قول ہے، مومن پر لازم ہے کہ تقدیر کی بھلائی برائی اور قضائے الہی کے تلخ و شیریں (اچھائی، برائی) پر ایمان رکھے اور اس بات پر بھی ایمان رکھے کہ جو کچھ اسبابِ رحمت اس کو میسر ہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے نہ کہ اس کی کوششوں کا نتیجہ اور ثمرہ!!

ہمارا عقیدہ ہے کہ جو کچھ (کل تک) ہوا اور قیامت تک آئندہ ہوگا وہ قضا و تقدیر سے ہوا اور آئندہ ہوگا، لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر لکھ دی ہے اس سے کوئی بندہ بھاگ نہیں سکتا، قضائے الہی کے خلاف سخت کوشش کے بعد بھی کوئی شخص کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ! حضرت ابن عباسؓ سے مروی حدیث میں یہی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَأَنْ يَتَسَكَّ اللَّهُ بِضَرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ، إِلَّا هُوَ
وَأَنْ يَتَرَدَّدَ بِخَيْرٍ فَلَا سَرَّ إِلَّا فَضْلُهُ يُصِيبُ
بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

اگر اللہ تم کو کوئی ضرر پہنچائے تو اسی کے سوا کوئی دوسرا اس کو دور کرنے والا نہیں اگر وہ تم کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی دور کرنے والا نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل کو دیتا ہے

حضرت زید بن وہب نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت بیان کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس طرح ہوئی ہے کہ چالیس دن ال کے پیٹ میں بصورت لطف رہتا ہے (ایک روایت میں چالیس راتیں آتا ہے) پھر مٹی ہی مدت وہ منہج خون کی شکل میں پھر اتنی ہی مدت گوشت کے لوتھرے کی شکل میں رہتا ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرستے

کو ان چار باتوں کے ساتھ (اس کے پاس) بھیجتا ہے۔ صورت، رزق، عمل، سعادت یا شقاوت، ان بان عمر پھر دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فیصلہ رہ جاتا ہے (اچانک) تقدیر کا لکھا غالب آ جاتا ہے اور وہ جنتیوں کے کام کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور (اسی طرح) آدمی جنتیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فیصلہ رہ جاتا ہے کہ یکایک تقدیر کا لکھا غالب آ جاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کے دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔

ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اہل بہشت کے سے کام کرتا ہے مگر لوح محفوظ میں اس کے مقدر میں دوزخ لکھا ہے چنانچہ موت کے قریب پہنچ کر وہ ان کاموں سے بھر کر دوزخیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس حال میں مرکز دوزخ میں پہنچ جاتا ہے اور کسی کے مقدر میں لکھا ہوتا ہے کہ یہ اہل بہشت سے ہے مگر وہ دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے پھر جب مرنے کے قریب ہوتا ہے تو ان کاموں کو چھوڑ کر اہل بہشت کے سے کام کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس حال میں مرکز وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمن سلمیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے حضور زمین پر رہتے تھے اچانک سر اٹھا کر فرمایا "کوئی ایسا نہیں ہے جس کی جگہ دوزخ یا جنت میں مقرر ہو چکی ہو، یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا ہم متوکل ہو جائیں؟ حضور نے فرمایا عمل کرو جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے وہ اس پر آسان کر دیا گیا ہے۔

سالم بن عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جو کچھ کرتے ہیں کیا یہ پہلے سے طے شدہ چیز ہے یا از سر نو پیدا کی جاتی ہے، حضور نے ارشاد فرمایا طے شدہ چیز ہے، حضرت عمر نے عرض کیا تو پھر اسی پر اعتماد کر کے نہ بیٹھ جائیں؟ حضور نے فرمایا تم عمل کرو، ہر ایک کو اسی بات کی توفیق دی جاتی ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے، جو اہل سعادت میں ہوتا ہے وہ سعادت کے کام کرتا ہے اور جو بد بخت ہے وہ بد بختوں جیسا عمل کرے گا۔

معراج

اور دیدار الہی

شب معراج ہم ایمان رکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کو جسمانی آنکھوں سے دیکھا دل کی آنکھوں سے نہیں اور نہ خواب میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت وَلَقَدْ رَاَهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ کی تشریح میں فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو رد برد دیکھا، اس میں کوئی شک شب نہیں اور عین سید رزق اطمینان کی تشریح میں فرمایا کہ میں نے اس کو سورۃ النبی کے پاس دیکھا یہاں تک کہ رب کے چہرے کا نور میرے سامنے ظاہر ہوا۔

حضرت ابن عباس نے آیت وَمَا جَعَلْنَا الدُّنْيَا إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ، یعنی ہم نے آپ کو جو خواب

دکھایا ہے اس سے ہم نے لوگوں کا امتحان کیا ہے) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ روایا سے مراد آنکھوں کا دیکھنا ہے جو شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت ملی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور محمد رسول اللہ کو دیدار الہی حاصل ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا، یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے معارض نہیں جو روایت کے انکار میں مروی ہے، اس لئے کہ اس میں لفظ ہے اور ان احادیث (مذکورہ بالا) میں اثبات ہے اور مثبت کو منفی پر مقدم رکھا جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے روایت کا اثبات فرمایا ہے۔ حضرت ابو بکر بن سلیمان کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار گیارہ مرتبہ کیا تو بار کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے جب کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے مابین تخفیف نماز کے لئے بار بار آئے تھے اور پچاس وقت کی نماز کے بجائے پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی (۵۴ بار کی تخفیف ہو گئی) یہ سنن نبوی سے ثابت ہے اور دوبار اللہ تعالیٰ کا دیدار قرآن سے ثابت ہے۔

منکر نکیر ہمارا ایمان ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کے سوا ہر شخص کے پاس قبر میں منکر نکیر آتے ہیں، مرنے میں روح ڈالی جاتی ہے منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں اور اس کا امتحان لیتے ہیں کہ وہ کس دین کا معتقد تھا، مردہ کو بٹھایا جاتا ہے جب سوال ختم ہو جاتا ہے تو بغیر تکلیف کے اس کی روح پھر کھینچ لی جاتی ہے۔

مردہ اتر کر پہچانتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ مردہ کی قبر پر آنے والے کو مردہ پہچانتا ہے، جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد طلوع

ضغط قبر یا فشار قبر گناہگاروں اور کافروں کے لئے قبر کے دباؤ اور قبر کے غاب پر ایمان لانا بھی واجب ہے، ایمانداروں اور نیکو کاروں کو قبر میں راحتیں میسر ہوں گی، اس پر بھی ایمان رکھنا لازم ہے۔ معتزلہ کا قول اس کے خلاف ہے وہ قبر کے عذاب، راحت اور منکر نکیر کے سوالات کو نہیں مانتے، اہل سنت کے قول کا ثبوت اس آیت سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** (اللہ اہل ایمان کو مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے، دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی)۔

تفسیر میں منقول ہے کہ اس آیت میں دنیاوی زندگی سے مراد روح کے نکلنے کا وقت (وقت انتقال) ہے اور آخرت سے مراد قبر کے اندر منکر نکیر کے سوال کا وقت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو دو کالے رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک منکر اور دوسرا نکیر ہے، وہ دونوں مرنے سے پوچھتے ہیں تو اس ہستی یعنی محمد رسول اللہ کے متعلق کیا کہتا ہے؟ مردہ زندگی میں جو کچھ کہا کرتا تھا وہی بیان کرنے کا اگر مرد مومن ہے تو کہے گا "اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں" اس جواب کو سن کر وہ دونوں فرشتے کہیں گے "ہم کو معلوم تھا تو ایسا ہی کہے گا، اس کے بعد مرنے کی قبر کو ۶۰ x ۶۰ ہاتھ (بفتاد درہفتاد دسر) کشادہ کر دیا جائے گا اور اس کی قبر روشن کر دی جائے گی پھر وہ دونوں فرشتے کہیں گے "سو جا" مردہ کہے گا، مجھے اجازت دو کہ میں اپنے اہل و عیال کے پاس جا کر یہ خوشخبری دوں۔

لیکن فرشتے جواب دیں گے: "اس دہن کی طرح سو جا جسے وہی بیدار کرتا ہے جو گھر والوں میں اس کو سب سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔
 چنانچہ وہ سو جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی خواہگاہ سے اٹھائے گا۔"

اگر مردہ منافق ہوگا تو سوال کے جواب میں کہے گا: "میں نہیں جانتا لوگوں کو جو کچھ کہتے سنتا تھا وہی میں کہہ دیتا تھا" فرشتے
 کہیں گے ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو ایسا کہے گا اس کے بعد وہ زمین کو حکم دینگے کہ اس پر تنگ ہو جا زمین مردے پر ایسی تنگ ہوگی
 کہ مردے کی پسلیاں اُدھر اُدھر نکل جائیں گی اور وہ ہمیشہ اسی عذاب میں رہے گا یہاں تک کہ اللہ اس کو اس کی قبر سے اٹھائے گا۔

اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے عطاء بن یسار کی روایت ہے کہ تمسک کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عرض اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے لئے تین ہاتھ

(اگر) ایک بالشت لمبی اور ایک ہاتھ ایک بالشت چوڑی، زمین درست کی جائے گی، پھر تیرے گھر والے تجھے غسل دے کر کفن
 پہنائیں گے، خوشبو لگا کر جنازہ اٹھائیں گے پھر دفن کر دینگے اور لوٹ آئیں گے۔ پھر قبر میں تیرے پاس سوال کرنیوالے
 منکر نکیر آئیں گے جن کی آوازیں کرک کی طرح اور آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح ہوں گی، ان کے بال لٹکے ہوئے ہوں گے
 وہ تجھے ڈرائیں گے اور پوچھیں گے، تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دل جو میرے
 پاس آج ہے کیا بھی دل میرے پاس اس وقت بھی ہوگا۔ حضور نے فرمایا ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تو پھر وہ ان دونوں
 کے لئے کافی ہوگا؟

یہ حدیث اس امر پر دلیل ہے کہ روح دوبارہ بدن میں ڈالی جائے گی کیونکہ حضرت عمر نے جب عرض کیا تھا کہ کیا میرے
 ساتھ میرا دل ہوگا تو حضور نے فرمایا: ہاں!!

حضرت منہال بن عمر نے حضرت براہ بن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک بار حضور کے ہمراہ ایک انصاری کے
 جنازہ میں گئے، جب قبر کے نزدیک پہنچے تو دیکھا لحد تیار نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم بھی گردا گرد بیٹھ گئے
 (ازدئے تعلیم و ہیبت رسول اللہ) ہم سب ایسے تھے جس طرح حرکت بیٹھے تھے گویا ہوائے سروں پر بڑے بیٹھے ہیں۔ حضور دست
 مبارک کی لکڑی سے زمین کریدنے لگے پھر سر مبارک اٹھا کر دو یا تین بار فرمایا میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں،
 پھر ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن آخرت کی طرف منہ کئے دنیا سے قطع تعلق کرتا ہے تو اس پر گورے رنگ کے فرشتے نازل
 ہوتے ہیں ان کے چہرے آفتاب کی طرح (تاباں) ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، یہ فرشتے
 اس بندہ مومن سے بقا صلہ حد نظر بیٹھ جاتے ہیں اس کے بعد موت کا فرشتہ اس کی بالین پر بیٹھ کر کہتا ہے اے آرام پانے والے
 پاکیزہ نفس باہر نکل آ۔ اللہ کی دی ہوئی خوشنودی اور مغفرت کی طرف آ، حضور نے ارشاد فرمایا کہ (اس وقت) وہ جان اس
 طرح باہر آجاتی ہے جیسے برتن سے پانی کا قطرہ بہتا ہے فوراً وہ فرشتے اس کو لے لیتے ہیں اور بل بھر کے لئے ملک الموت کے ہاتھ
 میں نہیں چھوڑتے اسے اس جنت والے کفن اور خوشبو میں لپیٹ دیتے ہیں، وہ خوشبو مشک کی خوشبو سے بہتر ہوتی ہے
 اس خوشبو کا وجود مردے زمین پر نہیں ہے، اس کے بعد وہ فرشتے اس کو لیکر اوپر آسمان پر چڑھتے ہیں، ملائکہ کی
 جس صف سے بھی گزرتے ہیں سب ملائکہ کہتے ہیں کہ یہ کس کی پاکیزہ ترین خوشبو ہے؟ فرشتے سب سے اچھا نام لیکر بتاتے ہیں

کہ یہ فلاں ابن فلان کی روح ہے، جب آسمان پر پہنچتے ہیں تو ان کے لئے دروازہ کھل جاتا ہے، فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اس طرح ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس بندے کا نام اعمال علیین میں لکھو اور اسے اس زمین کی طرف لے جاؤ جس سے ہم نے اس کو پیدا کیا تھا (ہم نے زمین سے ان کو پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ اٹھائیں گے) چنانچہ روح کو دوبارہ جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے پھر دوسرے فرشتے منکر و نکیر آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ بندہ (مومن) کہتا ہے ”میرا رب اللہ ہے“ میرا دین اسلام ہے، دونوں فرشتے پھر سوال کرتے ہیں کہ اس ذات والا کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے تم میں مبعوث کیا؟ بندہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو ہمارے پاس حق لے کر آئے، پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ تم کو یہ بات کس طرح معلوم ہوئی؟ بندہ کہے گا کہ میں نے اللہ کی کتاب یعنی قرآن کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، اس وقت آسمان سے ایک پکارنے والا پکارا اٹھے گا کہ میرے بندے نے ٹھیک کہا۔ اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دو، اس وقت بندے کو جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگے گی، اس کی قبر متہائے نظر تک کشادہ کر دی جائے گی، اس وقت ایک شخص، خود بخود خوش بو میں بسا ہوا اس کے پاس آکر کہے گا، تجھے بشارت ہو اس مسرت آفریں چیز کی! یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا، وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ آئیولا کہتا ہے میں تیرا عمل صالح ہوں، اس وقت بندہ کہے گا الہی قیامت قائم فرمادے۔ !!

کافروں کا انجام بد حضور نے فرمایا کہ جب کافر بندہ دنیا چھوڑتا ہے اور آخرت کی طرف جاتا ہے تو اس کے لئے آسمان سے دو کافروں کا انجام بد کاٹے چرنے والے فرشتے اترتے ہیں وہ ایک ٹاٹ ساتھ لیکر آتے ہیں اور اس کی حد نگاہ پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں پھر موت کا فرشتہ اس کے گھرانے آکر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث روح! ہر نکل! اللہ کی نافرمانی اور اس کے غضب کی طرف آ، روح خون سے تمام اعضا میں پھیل جاتی ہے، ملک الموت اس روح کو اس طرح کھینچتا ہے جیسے بھینسی ہوئی اون سے مینج کھینچی جاتی ہے چنانچہ اس کی تمام رگیں اور اعصاب ٹوٹ جاتے ہیں، فرشتے اس کو ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اس سے سڑے ہوئے مردار کی بو آتی ہے۔

فرشتے اس کو اوپر جڑھا کر لیجاتے ہیں اور ملائکہ کی جس صف سے گزرتے ہیں وہ یہی کہتے ہیں یہ خبیث بو کہاں سے آئی، روح کو لیجانے والے فرشتے اس کا سب سے برا نام لیکر کہتے ہیں یہ فلاں ابن فلان ہے، جب دنیا کے آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں تو انہیں کھولا جاتا۔ اس کے بعد حضور نے آیت لَا تَقْبَلُ لَهُمْ اَلْوَابُ السَّمَاءِ تلاوت فرمائی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کتاب کو سنجین میں لکھ دو، اس کے بعد اس کی روح کو زمین کی طرف پھینک دیا جاتا ہے یہ ارشاد فرمانے کے بعد حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَنْ يَشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَانَ تَاٰخِرًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ فَتَنُفَخُ فِي الطَّيْرِ اَوْ تَهْوٰی بِالسَّوَابِ نَحْ فِيْ مَكَانٍ سَجِيْنٍ (جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ آسمان سے گر کر اترتا ہے اور پرندے اسے اُچک لینے ہیں، ہوا اسے دور بند پھینک دیتی ہے) یعنی اس کی روح دوبارہ بدن میں لوٹائی جاتی ہے اور دوسرے فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے مجھے معلوم نہیں، فرشتے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اے لئے میں نہیں جانتا، فرشتے کہتے ہیں وہ ذات گرامی جس کی بعثت تم لوگوں میں ہوئی تھی اس کے متعلق کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے میں نہیں جانتا۔

اُس وقت ایک منادی آواز دیتا ہے میرے بندے نے جھوٹ بولا! اس کے لئے آگ کا بستر کر دو اور آگ کے کپڑے پہنا دو اور دوزخ کا ایک دروازہ اس کے لئے کھول دو چنانچہ دوزخ کی کچھ گرمی اور لپٹ اس کی طرف آتی ہے۔ قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ادھر ادھر سپلیاں مل جاتی ہیں اور ایک شخص بد صورت بد لباس بدبودار آکر کہتا ہے، تجھے اس تکلیف رساں حالت کی بشارت ہو۔ یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ آنے والا کہتا ہے میں تیرا عمل بد ہوں۔ وہ کہتا ہے پروردگار قیامت برپا نہ کرنا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا قول ہے کہ جب مومن کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کی قبر ستر ہاتھ لمبی اور ستر ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے اس پر معمول بکیرے جاتے ہیں اور جنت کے ریشمی کپڑوں سے اس پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، اب اگر اس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ حفظ ہے (یعنی قرآن کا کچھ حصہ ایسا یاد ہو جس کو وہ پڑھا کرتا تھا) تو اس کا نور اس کے لئے کافی ہوتا ہے ورنہ آفتاب کے نور کی طرح اس کے لئے رقبہ میں روشنی کر دی جاتی ہے اور اس کی حالت اس دہن کی طرح ہوتی ہے جس کو بیدار کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا۔ وہ سوکر اٹھتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیند ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔

کافر کی قبر میں حالت

کافر کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس پر قبر ایسی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی سپلیاں پیٹ کے اندر لوٹ کر گھس جاتی ہیں اور اونٹ کے برابر سائب اس پر ڈسسنے کے لئے چھوڑے جاتے ہیں جو اس کا گوشت اس طرح کھاتے ہیں اور نوچتے ہیں کہ جسم کی صورت ہڈیاں باقی رہ جاتی ہیں اور کچھ کونکے، بہرے، اندھے شیطان اس پر چھوکتے جاتے ہیں انہی کو شیطان مردود کہا گیا ہے، ان کے پاس لوہے کے ٹھن ہوتے ہیں، ان ٹھنوں سے وہ اس کو مارتے ہیں اور یہ نہ اس کی آواز سنتے ہیں نہ اس کو دیکھتے ہیں کہ اس پر رحم کھائیں، صبح و شام یہ کافر آگ کے سانسے پیش کیا جاتا ہے۔

ان تمام احادیث سے قبر کا عذاب اور قبر کی راحتیں ثابت ہیں اگر کوئی اعتراف کرے کہ جس شخص کو سولی سے دی گئی ہو اور درندہ بندے اس کا گوشت لوچ کر کھا گئے ہوں، یا کوئی شخص جل گیا ہو یا دُوب گیا ہو یا درندوں نے اس کو بھاڑ کھایا ہو تو اس کا کیا ہوگا۔

(اس پر عذاب کس طرح ہوگا) تو جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے عذاب کے بارے میں فرمایا ہے اور قبر میں منکر نکیر کے سوال و جواب کو لوگوں کی ہدایت اور طریقے کے حسب حال بیان فرمایا ہے کہ لوگ مُردوں کو قبروں میں دفن کرتے ہیں۔ اگر کسی مُردہ کے اجزاء پراگندہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو زمین پر بھیجتا ہے اگر وہ عذاب کے لائق ہے تو روح کو عذاب ہوتا ہے اور اگر نیک ہے تو روح کو راحت و نعمت میسر ہوتی ہے۔

کافروں کی روحوں کو دن میں دو مرتبہ یعنی صبح و شام عذاب دیا جاتا ہے یہ عذاب قیامت تک نازل ہوتا رہے گا۔

جب قیامت قائم ہوگی تو ان کو جسموں کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ

حکم ہوگا فرعونوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ شہیدوں اور مومنوں کی روحیں سبز برہندوں کے حوصلوں (پوٹوں) میں رہتی ہیں اور جنت کی سیر کرتی ہیں اور عرش کے نیچے نور کی قندیلوں میں (لوٹ کر) قیام کرتی ہیں۔ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے پر ہر کسودہ حباب و کتاب کے لئے زمین پر اتر کر اپنے اپنے جسموں میں داخل ہو جائیں گی۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے حضور نے فرمایا

أرواح شہدار

جب تمہارے بھائی غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو ان کی روحوں کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کے پوٹوں (حوصل) میں داخل کر دیا وہ جنت میں آزاد پھرتے ہیں اور عرش کے سائے میں سونے کی تختیوں میں بسیرا کرتے ہیں جب انھوں نے اچھا کھانا پہننا اور پاکیزہ آرام گاہیں پائیں تو کہنے لگے ہمارے بھائیوں کو کوئی مطلع کر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں، ہم کو رزق دیا جاتا ہے پس وہ جہاد سے گریز اور جنگ سے اعراض نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش پر فرمایا اور وہ بڑا سچا ہے کہ میں ان کو مطلع کر دوں گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُزْذَرُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ
جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے اور اللہ نے ان کو اپنے فضل سے جو کچھ عطا کیا ہے اس پر وہ خوش ہیں۔
یہ ہو سکتا ہے کہ مومن اور کافر کے جسم کے بعض حصوں سے ہوا اور بعض سے نہ ہو اور جو شلوک اجزائے ہوا سے ہو اسے کل سے ہو۔
جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اجزائے متفرق کو تنگی قرار دینے کے سوال کے لئے جمع کر دیتا ہے جس طرح حشر اور حساب کتاب کے لئے اللہ متفرق اجزاء کو جمع کر دے گا۔

حشر اجساد کا ارشاد ہے۔ اِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا اِنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ مِّنْ فِي الْقُبُورِ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
اسی زمین (مٹی) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تم کو دوبارہ اٹھائیں گے۔
اللہ قبروں سے نکالے گا اور جمع کرے گا اس لئے کہ ہر شخص کو اس کی کوشش کا بدلہ مل جائے بدی کرنے والوں کو اللہ انکے عمل کی سزا دیدے اور جنہوں نے نیکی کی ہو ان کو نیکی کا ثواب عطا فرمائے

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۚ لِيُجْزِيَ كُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ لِيُجْزِيَ الَّذِينَ اَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيُجْزِيَ الَّذِينَ اَحْسَنُوا بِالْحُسْنٰی ۚ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۚ
بے شک جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے۔ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انہیں دوبارہ جلا دے۔

سَيِّدِ كَوْنِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی

شفاعت

آنحضرت کا شفاعت فرمانا | اس بات پر بھی ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو کبیرہ اور صغیرہ گناہ کرنے والوں کے حق میں حساب کے وقت قبول فرمائے گا، حساب کے وقت دوزخ میں جانے سے پہلے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام اُمتوں کے مومنوں کی شفاعت فرمائیں گے اور دوزخ میں داخل ہونے کے بعد صرف اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی اور دوسرے اہل ایمان کی شفاعت سے گنہگار دوزخ سے نکلیں گے یہاں تک کہ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اور جس نے خلوص کے ساتھ ایک بار بھی کلمہ توحید پڑھا ہوگا وہ بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ فرقہ قدریہ (معتزلہ) اس کا منکر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات میں ان کے قول کی تکذیب موجود ہے۔

(۱) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۚ وَلَا صِدِّيقٍ حَسِيمٍ ۝ (۱) ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی گہرا دوست

(۲) فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا ۚ (۲) کیا ہمارے کچھ سفارشی ہیں جو ہماری سفارش کریں

(۳) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝ (۳) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کو فائدہ نہیں دے گی۔

ان تمام آیات مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ آخرت میں شفاعت کا وجود ہوگا (ہر چند کہ کافر اس سے محروم رہیں گے) اسی طرح حدیث شریف سے بھی ثابت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سب سے پہلے میں ہی وہ شخص ہوں گا جو قیامت کے دن زمین کے شکاف سے ہونے کے بعد برآمد ہوں گا مگر میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا ہوں۔ میں ہی اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں۔ لَوْ اَلْحِجْدُ مِیْرَے ہی ہاتھ میں ہوگا میں یہ فخریہ نہیں کہتا۔ رب سے پہلے میں ہی (بلا فخر) بہشت میں جاؤں گا مگر اس پر بھی مجھے فخر نہیں۔ سب سے پہلے بہشت کی زنجیر میں ہی بلاؤں گا، مجھے ہی سب سے پہلے بارگاہ الہی میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی اور دیدار حق نصیب ہوگا، میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ میں گر پڑوں گا اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے محمد! سراٹھاؤ اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا۔ میں سراٹھا کر عرض کروں گا یا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ! میں برابر اپنے اللہ کی طرف رجوع کرتا رہوں گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ دیکھو جس کے دل میں دانہ کے برابر بھی ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے اس قدر لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا کہ وہ پہاڑ کی بلندی کے برابر ہوں گے، پھر دوسرے پیغمبر مجھ سے کہیں گے کہ اللہ کے حضور میں پھر مغفرت اور بخشش کی دعا کریں، میں کہوں گا کہ اتنے بار اپنے رب سے میں سوال کر چکا ہوں کہ اب مجھے سوال کرتے شرم آتی ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا ”اُمت محمدیہ کے کبیر گناہ کرنے والوں کے لئے میری

سفرارش ہوگی: حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کی ایک عاقبول ہوتی ہے چنانچہ ہر ایک نبی نے اپنی دعا کرتے میں عجلت سے کام لیا لیکن میں نے اپنی دعا کو محفوظ رکھ چھوڑا تاکہ قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کروں چنانچہ میری شفاعت انشاء اللہ امت کے اُن لوگوں کے لئے ہوگی جس نے اپنی زندگی میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا ہو، انشاء اللہ میری دعا اس کے حق میں ضرور قبول ہوگی،

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین پر جس قدر پتھر اور ڈھیلے پائے جاتے ہیں اُن سے بھی زیادہ لوگوں کی قیامت میں میں شفاعت کروں گا۔ آپ کی شفاعت میزانِ عدل کے پاس بھی ہوگی اور پلِ صراط پر بھی، اس طرح ہر نبی کی شفاعت ثابت ہے۔

حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن کہیں گے۔ "اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا" بئیک "حضرت ابراہیم کہیں گے! پروردگار تو نے اولادِ آدم کو جلا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں ایک گندم یا جو کے برابر ایمان ہو اس کو آگ سے نکال لو اسی طرح ہر امت کے ابراہار اور صدیق کی شفاعت قبول ہوگی حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا ہر نبی کو ایک دعا کرنے کا حق عطا کیا گیا ہے اور میں نے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اسے محفوظ رکھا ہے، میری امت کے لوگ ایسے ہوں گے کہ ایک شخص اپنے قبیلے کی شفاعت کریگا اس کا قبیلہ بخش دیا جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا، بعض لوگ ایک جماعت کی شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت سے اللہ ان کو جنت میں داخل فرما دے گا اسی طرح بعض لوگ تین آدمیوں کی، بعض دو آدمیوں کی اور بعض ایک آدمی کی سفارش کریں گے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے ایک گروہ کو دوزخ کا عذاب یا جہنم کا لیکن اللہ کی رحمت اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ حضرت ادیس قرنیؓ کی مشہور روایت ہے کہ جب لوگ دوزخ کی آگ سے جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے تو جس پر اللہ تعالیٰ مہربانی، رحمت، کرم اور احسان کرنا چاہے گا اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دے گا۔

حضرت حسن بصریؓ نے بروایت حضرت انسؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا میرا رب میری شفاعت قبول فرماتا رہے گا یہاں تک کہ میں عرض کروں گا اے رب! میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے قبول فرما جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! یہ شفاعت نہ آپ کے لئے ہے اور نہ کسی اور کے لئے، مجھے اپنی عزت و رحمت کی قسم میں لا الہ الا اللہ کے قائل کو آگ میں نہیں جھوڑوں گا۔

صراط

جہنم کے اوپر صراط ہونے پر یقین رکھنا واجب ہے، صراط ایک پل ہے جو جہنم کی پشت پر بچھا ہوا ہے، وہ پل صراط کی کیفیت | جسے اللہ چاہے جہنم کی طرف کھینچ لے گا اور جسے چاہے اُسے پار اتار دے گا۔ پل سے گزرنے والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نواز عطا ہوگا۔ کچھ یہاں چلنے والے ہوں گے، کچھ دھڑلے والے، کچھ سوار، کچھ زانو کے بل اور کچھ اپنے چوتروں کے بل

گھٹنے والے ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا ہے کہ صراط میں آنکڑے ہوں گے ایسے جیسے سعدان کے کانٹے حضور نے صحابہ سے دریافت فرمایا کیا تم سعدان کے کانٹوں سے واقف ہو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جی ہاں رہم واقف ہیں (رسول اللہ نے فرمایا تو وہ آنکڑے سعدان کی طرح ہوں گے جن کی لمبائی کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اندازہ نہیں، یہ کانٹے لوگوں کو کھینچ لیں گے پس بعض لوگ اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے بعض لوگ گہرے زخم کھائیں گے اور دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے اور بعض لوگ زخمی ہونے کے بعد نجات پا جائیں گے، وہ آنکڑے (اپنی دھار کے باعث) کانٹے کے لئے بھی ہوں گے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ اپنی تشریفانی کے جانوروں کو قربہ بناؤ وہ صراط پر ہمتی سواریاں ہیں حضور نے فرمایا صراط بال سے زیادہ باریک شعلہ سے زیادہ گرم اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اس کی لمبائی آخرت کے سالوں کے حساب سے تین سو سالوں کی مسافت ہے نیک لوگ تو صراط سے پار ہو جائیں گے اور بدکار اس سے پھسل پڑیں گے، ایک قول یہ بھی ہے کہ آخرت کے سالوں کے حساب سے صراط کی مسافت تین ہزار سال ہے۔

حوض کوثر اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک حوض ہوگا جس سے اپنی ایمان شیراب ہوں گے اور کافر محروم رہیں گے، پل صراط سے گزرنے کے بعد اور جنت میں داخل ہونے سے پہلے یہ حوض آپ کو عطا کیا جائے گا، اس کا پانی ایک بار پینے کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ حوض کی چوڑائی ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہوگی، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ اس کے چاروں طرف گوزے ہوں گے جو شمار میں ستاروں کے برابر ہوں گے، حوض میں ڈوب لیں ہوں گے، اس میں کوثر سے آکر دونا لوں گے دہانے ملتے ہیں۔ اس پانی کا منبع جنت ہے اور اس کی شاخ میدان حساب میں ہونگی۔

حوض کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے جو حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے، رسول اللہ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن میں حوض کے پاس ہوں گا حضور والا سے حوض کی وسعت دریافت کی گئی؟ آپ نے فرمایا جتنی اس مقام سے عمان تک ہے! اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس میں جنت سے دونا لے آکر مل جاتے ہیں۔ ایک چاندی کا دوسرا سونے کا۔ جو ایک بار اس کا پانی پی لے گا وہ پھر کبھی پیاس نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے ملنے کا مقام میرا حوض ہے جس کی چوڑائی اس کی لمبائی کے برابر ہوگی (مربع ہوگا) مگر سے ایلیا تک جتنا فاصلہ ہے اس کی وسعت اس سے بھی زیادہ ہے۔ یہ فاصلہ ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہے اس پر گوزے ستاروں کی مانند ہونگے۔ اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہوگا جو ایک مرتبہ اس کا پانی پی لے گا پھر کبھی پیاس نہیں ہوگا۔ اسی طرح ہر پیغمبر کو ایک ایک حوض دیا گیا ہے سوائے صالح و یوسف کے، ان کا حوض اونٹنی کے ٹھن ہوں گے، ہر امت کے اہل ایمان حوض کا پانی پئیں گے مگر کافروں کو پینا نصیب نہ ہوگا۔

لے ایک خاردار گھاس جسے اونٹ بڑی رغبت سے کھاتا ہے، اس کے کانٹے بہت لمبے لمبے ہوتے ہیں (مترجم)

حوض کوثر کی وسعت

اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا حوض اتنا ہے جتنا

عدن سے عمان تک فاصلہ ہے اس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے نصب ہیں اور اس کے گونے

لقدادیں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ اس کی مٹی خالص مشک کی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈا

شہد سے زیادہ شیریں ہے جو اس کو ایک باری لے گا پھر کبھی پیسا نہیں ہوگا، قیامت کے دن (حوض پر) میرے پاس آنے سے

اس طرح الگ رکھا جائے گا جس طرح غیر اذن کو دوسرے (انے) اذنوں سے ہٹا دیا جاتا ہے، حضور نے فرمایا میں کہوں گا

کہ میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ! اس وقت مجھے بتایا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیسی کیسی نئی باتیں

کیں، میں کہوں گا کہ کیا نئی باتیں نکالی تھیں کہا جائے گا انھوں نے آپ کی تعلیم کو بدل ڈالا تھا! تب میں کہوں گا کہ دور ہو، دور ہو

(فرقہ معترض نے اس حوض سے انکار کیا ہے لہذا وہ اس حوض کے پانی سے محروم رہیں گے۔) اگر یہ لوگ حوض کے انکار سے توبہ نہ

کریں گے اور آیات و احادیث و اقوال صحابہ کو رد کرنے سے توبہ نہیں کریں گے تو درجہ میں پیسا سے داخل ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جس نے شفاعت کی تکذیب کی اس کو شفاعت نصیب

نہیں ہوگی اور جس نے حوض کی تکذیب کی اس کے نصیب میں اس کا پانی نہ ہوگا۔

روزِ حشر حضور کا

اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قیامت کے دن اپنے تمام انبیاء

مکملین سے بلند کر اپنے قرب میں عرش پر بٹھائے گا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آیت عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا کی تشریح کے تحت روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے قرب

میں تخت پر بٹھائے گا، اور مہاشام بن عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے کہا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے مقام محمود کے بارے میں دریافت کیا گیا، حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھے عرش پر بٹھانے کا وعدہ فرمایا

ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا

جب قیامت کا دن ہوگا تو تمھارے نبی کو بلا کر اللہ کی کرسی پر بٹھایا جائے گا؛ لوگوں نے دریافت کیا: اے ابوسعود (رادی) جب

اللہ تعالیٰ کرسی پر جلوہ افروز ہوگا تو کیا حضور حق تعالیٰ کے قرب میں ہوں گے؟ انھوں نے کہا ہاں! تمھاری سمجھ پر افسوس ہے

آپ اس کے ساتھ ہی ہوں گے۔

مسلمانوں کا حساب اور

اہلسنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومن کو حساب کے لئے بلائے گا تو

انھیں اپنے قریب کر کے ان پر دست کرم رکھے گا یہاں تک کہ اُسے لوگوں سے چھپائے گا۔ حضرت

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ قیامت

کے دن مومن کو بلا جائے گا اس پر اللہ اپنا دست کرم رکھے گا یہاں تک کہ اس کو لوگوں سے چھپائے گا، بندہ مومن اپنے تمام

گناہوں کا اقرار کرے گا۔ اور گنہگار میں سوچے گا کہ (میں) ہلاک ہو گیا۔ مگر اللہ عزوجل فرمائے گا میرے بندے! یہ تیرے

گناہ ہیں، چونکہ میں نے دنیا میں انھیں چھپائے رکھا تھا آج میں تیرے لئے ان کو بخشتا ہوں۔

حساب لینے کے معنی یہ ہیں کہ بندے کے سامنے برائیوں اور نیکیوں کی فہرست پڑھ کر اس کو اس کے اعمال کی جزا و سزا

کی مقدار سے واقف کیا جائے گا اور جو چیز اس کو نقصان پہنچانے والی ہے اس سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ معتزلہ حساب لینے کے منکر ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو جھٹلاتے ہیں: "إِنَّا إِنشَأْنَا رِیَآءَهُمْ ثُمَّ إِنَّا عَلَيْنَا حِسَابُهُمْ" (بیشک ہماری ہی طین ان کی واپسی ہوگی اور ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب ہے)۔

اہل سنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ کی ایک میزان عدل بھی ہے جس میں قیامت کے دن لوگوں کی نیکیاں اور برائیاں وزن کی جائیں گی، میزان کے دو پلڑے اور ایک زبان اٹھائی جیسے پتھر ذکر تو لیتے ہیں، ہوگی۔

فرقہ معتزلہ فرقہ مرجیہ و خوارج نے اس میزان عدل سے بھی انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں میزان کے معنی اعمال کو تولنا نہیں ہے بلکہ عدل و انصاف کے ہیں۔ حالانکہ اللہ کی کتاب اور سنت میں ان کی تکذیب موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَنُفِخَ الْمَوَازِیْنُ أَلِیْسَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا دَکْلًا بِنَا حَاسِبِیْنَ ہ

ہم اسے دینگے اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا ہے:

فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهُ فَهُوَ فِی عِشَیَّةٍ رَّا ضِیَیَّةً دَامًا مِّنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهُ فَأَمَّا هُوَ فَحَادِیثَةٌ

جس کے وزن بھاری ہوں گے وہ پسندیدہ عیش میں ہے گا اور جس کے وزن ہلکے ہوں گے وہ ہادیہ (طبیخ جنم) کی گود میں جائینگے

بلکہ بھاری ہونا عدل کی صفت نہیں ہے۔ تراذو اللہ تعالیٰ کے اپنے ہاتھ میں ہوگی کیونکہ بندوں کا حساب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ نوہ بن سحمان کلابی نے روایت کی ہے کہ انھوں نے حضور کو ارشاد فرماتے سنا کہ روز قیامت تراذو رحمن

کے ہاتھ میں ہوگی وہی کچھ کو اونچا کرے گا اور کچھ نیست۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ تراذو جبریل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگی۔ حضرت حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ حضرت جبریل صاحب میزان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبریل سے فرمائے گا اے جبریل ان کا توازن

کر، ان کے اعمال (تولو) جب وہ گولیں گے تو بعض کے پلڑے بھاری ہوں گے اور بعض کے ہلکے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تراذو رکھی جائے گی ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے تراذو کے پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں اس کے تمام اعمال کو، اعمال کا پلڑا، اگر ہلکا ہوگا تو اسے

دوزخ کی طرف لے جائیں گے اس وقت آواز دینے والا آواز دینگا کہ اسے لے جانے میں جلدی نہ کرو اس کی ایک چیز وزن ہونے سے رہ گئی ہے چنانچہ ایک چیز لائی جائے گی جس پر لا اذ الا انہ لکھا ہوگا اس کو آدمی کے اعمال کے پلڑے (نیکیوں کے پلڑے) میں رکھ دیا جائے گا تو اس کی وجہ سے تراذو ایلرا، جھک جائے گی اور اس کو جنت میں بھیجے گا حکم دے دیا جائے گا

ایک اور حدیث اعرشہ میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا قیامت کے دن ایک آدمی کو میزان کے پاس لایا جائے گا پھر

ننانوے طومار اذفر، لائے جائیں گے۔ ہر طومار کی لمبائی حدنگاہ کے برابر ہوگی ان سب میں اس کے گناہوں اور خطاؤں کا اندراج ہوگا چنانچہ اس کی ہڈیاں نیکیوں پر غالب آجائیں گی۔ اور اس کو دوزخ کی طرف بھیجنے کا حکم ہو جائے گا جب وہ پشت پھیرے گا تو

اچانک ایک بلند آواز سے پکارنے والا پکار کر کہے گا ابھی اس کا کچھ حصہ رہ گیا ہے چنانچہ کوئی چیز انچھوٹے کے سرے اچھوٹے

کے برابر لائی جائے گی حضور نے انکو ٹھکے کا لفافہ حصہ پکڑ کر بتایا جس پر لا الہ الا اللہ دان محمد رسول اللہ (کلمہ شہادت) تحریر ہوگا۔ اس کو اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا تو نیکیاں برائیوں سے بھاری ہو جائیں گی اور اس کو جنت کی طرف بھیج دینے کا حکم ہو جائے گا۔ ایک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ حضور والا نے انکو ٹھکا پکڑ کر بتایا پھر اتنا کاغذ اس کے لئے نکالا جائے گا جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت تحریر ہوگی بعض اقوال میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ذرات اور رائی کے دانوں کے برابر اعمال کی صورت ہوگی نیکیاں اچھی صورت میں ہونگی جن کو پلڑے میں ڈالا جائے گا اور اللہ کی رحمت کے ساتھ میزان بھاری ہو جائے گی برائیاں بری اور بھونڈی صورتوں میں ہوں گی ان کو تاریک پلڑے میں ڈالا جائے گا اور اللہ کے حکم کے ساتھ میزان ہلکی ہو جائے گی۔ میزان کے بھاری ہو جانے کے معنی پلڑے کا ادبنا ہو جانا ہے اور ہلکے ہونے کے معنی نیچا ہو جانا ہے جو دنیاوی تول کے برخلاف ہے۔ ایمان اور شہادت کا کلمہ پلڑا بھاری ہونے کا باعث ہوگا اور پلڑے کے ہلکے ہونے کا باعث اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے۔ جو پلڑا بھاری ہوتا ہے وہ اپنے مالک کو بہشت میں لے جاتا ہے اور ہلکا پلڑا مالک کو دوزخ میں پہنچاتا ہے اس دوزخ کا نام ہادیہ ہے ہادیہ دوزخ کا سب سے پگھلا درجہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نَا مَا مِنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَمَا فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ اَوْ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَاَمَّا هَادِيَةٌ وَاَمَّا اُوْرْلُكْ مَا هِيَتْ نَارُ حَامِيَةٍ

جس کے وزن بھاری ہونگے وہ پسندیدہ زندگی یعنی بہشت بریں میں ہوگا اور جس کے وزن ہلکے ہوں گے اس کا ٹھکانہ ماں ہادیہ ہوگی۔

اہل حساب کے اقسام اعمال کے وزن کے جانے کے اعتبار سے تین طرح کے لوگ ہوں گے (۱) وہ لوگ جن کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہوں گی۔ ان کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا (۲) وہ لوگ جنکی بدیاں اور برائیاں نیکیوں پر

غالب آئیں گی ان کو دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا (۳) وہ لوگ جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی یہ لوگ اعران نامے ہونگے

پھر جب اللہ چاہے گا انکو جنت میں داخل فرمائے گا۔ دَعَى الْأَعْرَابَ بِرَجَالٍ لَّحِ كَا هِيَ مَطْلَب بے مقرب بندے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ (ستر، ہزار ہندے) بے حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔

اہل ایمان میں سے بعض لوگوں کو مقوڑ اس حساب لیکر جنت میں داخلہ کا حکم دے دیا جائے گا بعض لوگوں کا پوری طرح

حساب لیا جائے گا پھر ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔ وہ چاہے گا تو جنت میں بھیج دیکھا جائے گا تو دوزخ میں جانے کا حکم دیکھا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَاَمَّا مَنْ اَوْفَىٰ كِتَابًا بِلِيْمَيْنِ فَلْيَمِيزْهُ فَنُفُوتٌ

جس کے داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا اس کا حساب

مُحَاسَبٌ حِسَابًا تَسْوِيًّا

آسانی سے ہو جائے گا۔

مزید ارشاد فرمایا ہے :-

وَكُلُّ اِنْسَانٍ اَلَنَّا مَنَّا لَهَا شُرَكَاءُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ

ہر انسان کا اعمال نامہ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے گا

لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَشْهُورًا اِقْرَأْ كِتَابَكَ

وہ اُسے کھلا ہوا دیکھ لے گا۔ اور اسے حکم دیا جائے گا اسے

كُنْ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا

پڑھ آج تیری ذات خود ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

لے جمع رکھا تھا دم بدم قصر جہنم کی طرف :- میرے مولانے مرے پلے کو ادبنا کر دیا (شمس بریلوی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا سوائے مشرکوں کے حساب لے گا۔ مشرک کا حساب نہیں لیا جائے گا اور اس کو بلا حساب ہی دوزخ میں بھیج دینے کا حکم ہوگا۔

جنت اور دوزخ

جنت اور دوزخ کا وجود
اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ دونوں پیدا ہو چکے ہیں، یہ دو گھر ہیں، ایک کو اہل طاعت و اہل ایمان کے ثواب و راحت کے لئے اللہ نے بنا دیا ہے۔ اور دوسرا گنہگاروں اور نافرمانوں کے سزا اور عذاب کے لئے۔ یہ دونوں گہرازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے۔ کبھی فنا نہیں ہوں گے۔ یہ جنت وہی ہے جس میں

حضرت آدم، حضرت حواؑ اور ابلیس لعین نے اٹھیں ہاں نکلوا یا اور خود بھی نکالا گیا۔ معتزلہ اسکے منکر ہیں۔ یہ لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اپنی جان کی قسم یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ جو مومن موعود شتر برس تک اللہ کی اطاعت کرتا رہا مرنے پر ایک گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے اس کو یہ لوگ دوزخی قرار دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ کے ارشاد میں ان لوگوں کے باطل عقیدے کی تکذیب موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ
جنت کی وسعت (چوڑائی) آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اور فرمایا: اَتَقْتُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (اس دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے)۔ ہر ذی ہنم جانتا ہے کہ جو چیز تیار ہو چکی ہے وہ یقیناً پیدا ہو چکی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ جنت و دوزخ پیدا ہو چکے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت درودہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے اندر گیا تو میں نے وہاں ایک نہر بہتی ہوئی دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے، بہتے پانی کی طرف ہاتھ مار کر دیکھا تو وہ خالص مشک تھا۔ میں نے کہا جبریل یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ وہی کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

بہشت کی صورت
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بہشت کس چیز سے بنائی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس کی اینٹیں سونے اور چاندی کی ہیں اور خالص مشک اس کا گارا ہے، اس کے محکمہ بڑے یا قوت اور مردارید کے ہیں زعفران اور ورس کی طرح اس کی زمین خوشبودار ہے۔

بہشت میں داخل ہونے والا اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس کو کبھی موت نہیں آئے گی، آرام سے رہے گا، دکھ نہیں ہوگا، اہل بہشت کے کپڑے کبھی نہیں پھینکے، ان کی جوانی پر کبھی زوال نہیں آئے گا۔ (اُن کا شباب تبدیل نہ پیری نہیں ہوگا)۔

یہ حدیث شریف اس بات کی دلیل ہے کہ جنت اور دوزخ پیدا ہو چکے ہیں اور جنت کی راحت دوائی اور غیر فانی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَمْ لَهُمْ دَارُ الْآخِرَةِ فَلَوْلَا دَارُ الْآخِرَةِ لَخَسِرَ الْأَوَّلُ وَلَا يَخْسِرُونَ وَلَا يَمْنُونَ

وہ نعمتیں نہ کبھی ختم ہونگی اور نہ (استعمال پر) روک ٹوک ہوگی۔ جنت کی نعمتوں میں بڑی آنکھوں والی حوریں بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت کے اندر ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کیا ہے وہ فنا نہ ہوں گی۔

حوران بہشتی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَبِيضَاتٌ طَارِفَاتٌ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

ان میں نظر بند رکھنے والی حوریں ہیں بن کو اس سے پہلے

انسان قبضہ نہ کیا تھا

مزید ارشاد فرمایا ہے: حور مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ وہ خیموں میں حوریں محفوظ ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آیت کا مثال اللہ کو

الْمَلَكُوتِ کے بارے میں بتائیے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ان کی صفائی ایسی ہوگی جیسے سیب میں موتی۔ اس ارشاد کے بعد

آپ نے فرمایا حوریں کہیں گی ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ ہم کبھی نہیں مریں گی اور ہم خوش رہنے والی ہیں کبھی غصے نہیں

ہوں گی۔ حضور نے فرمایا حوریں سچے گھر میں ہوں گی، سچی ہی بات کہیں گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ صادق ہیں،

حق بات کے سوا فرماتے ہی نہیں، آپ نے فرمایا کہ حوریں ہمیشہ رہیں گی، کبھی نہیں مریں گی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کبھی کوئی عورت اپنے

آخرت کی بیوی

شہر کو آتا دیتی ہے تو حور عین میں سے وہ حور جو آخرت میں اس مرد کی بیوی ہوگی اس عورت سے

کہتی ہے خدا تجھے ہلاک کرے، اس کو دکھ نہ دے یہ تو تیرے پاس تمہارا ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر میرے پاس آجائے گا۔ اس

حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جنت اور دوزخ فنا نہیں ہوں گے اور نہ وہ چیزیں فنا ہوں گی جو جنت اور دوزخ میں ہیں، جو اس

میں داخل ہوں گے ان کو پھر وہاں سے نہیں نکالا جائے گا نہ اللہ تعالیٰ اہل جنت پر موت کو مسلط کرے گا نہ جنت کی

راحت کو زوال ہوگا۔ جنتی ہمیشہ ہمیشہ بڑھتی ہوئی راحتوں میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنت و دوزخ کی درمیانی

دیوار پر موت کو زنج کر دیا جائے گا اور ایک منادی پکار کر کہے گا: اے اہل جنت! اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے تمہیں کبھی

موت نہیں آئے گی۔ اور اے دوزخ کے مکینو! تم بھی ہمیشہ زندہ رہو گے اور مرو گے نہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے حدیث صحیح میں اسی طرح منقول ہے۔

باب ۸

حضور کی رسالت اور آپ کی فضیلت اُمتِ رسول

بدعت، صفاتِ الہی، گمراہ فرمتے

سید الانبیاء
نبی آخرین

تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم، اللہ کے رسول، تمام رسولوں کے سردار اور آخری نبی تھے، اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں اور تمام جنات کے لئے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ ۚ (ہم نے آپ کو تمام آدمیوں کے لئے بھیجا ہے)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۚ (ہم نے آپ کو جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

حضرت ابوامامہ کی روایت کردہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا اللہ نے مجھے دوسرے انبیاء پر چار باتوں میں برتری عطا فرمائی ہے۔ مجھے تمام لوگوں کے لئے بھیجا گیا (آخری حدیث تک) اور یہ کہ آپ کو وہ تمام معجزات دیئے گئے ہیں جو آپ کے سوا کسی کو نہیں دیئے گئے بعض اہل علم نے ان معجزات کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے، ان تمام معجزات میں سے ایک معجزہ قرآن شریف ہے۔

حضرت ابن ابی شیبہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام نبیوں پر چار باتوں میں فضیلت دی ہے یہ کہ مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا (آخری حدیث تک) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ معجزات دیئے گئے جو آپ کے سوا کسی پیغمبر کو نہیں دیئے گئے بعض علماء نے ان معجزات کی تعداد ایک ہزار شمار کی ہے، ان تمام معجزات میں سے ایک معجزہ قرآن حکیم ہے۔ قرآن کریم کی ترتیب عبارت ایسے نزائے طریقے سے ہے جو کلام عرب کے تمام اسالیب بیان اور ان کے نظم و ترتیب سے جدا ہے، اس کی ترتیب و ترکیب اس کی فصاحت، بلاغت، ہر فصیح و بلیغ کی فصاحت و بلاغت سے بلند تر ہے، اہل عرب اس کی ایک سورۃ کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

فَاتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُقْتَسِرَاتٍ۔ (قرآن جیسی دس سوڑیں از خود بنا کر لے آؤ راکر لا سکتے ہو، لیکن لوگ نہ لا سکتے)۔ پھر فرمایا کہ ایک ہی سورۃ بنا لاؤ۔ فَاتُوا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهِ (قرآن کے مانند) ایک سورۃ ہی بنا لاؤ۔

چنانچہ ایک سورۃ بھی لانے میں عاجز رہے (پورا قرآن لانا تو بڑی بات تھی) باوجودیکہ تمام عالم سے ان کی نصاحت و بلاغت بڑھ چڑھ کر تھی فصاحت عرب گونا گونے (اپنی زبانیں کھٹا بیٹھے) اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام لوگوں پر ظاہر ہو گئی اور قرآن پاک آپ کا اسی طرح ایک معجزہ قرار پایا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ حضرت موسیٰ ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے کہ ہر طرف ساحروں کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، جادو گردوں کا طوطی بول رہا تھا۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام سے جب ان ساحروں کا مقابلہ ہوا اور انھوں نے اپنے جادو کے کمالات دکھائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے اُردہ ہاں کر ان رستیوں کے سانپوں کو نکل گیا، جادو گر مغلوب ہو گئے، وہ ذلیل ہو کر ٹپٹے اور بے اختیار ہو کر سب سے میں گر بیٹھے۔
 جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے اور مادرِ زانو بنانا اور کورھ میں گرفتار لوگوں کو تندرست کر دیتے تھے کیونکہ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہی ایسے زمانے میں ہوئی تھی جو بڑے بڑے ماہرِ فنِ طب کا دور تھا لوگ ان کے سامنے ایسے لاعلاج
 بیماروں کو پیش کرتے تھے جو حاذقِ طبیوں کے علاج سے شفا یاب نہیں ہو سکے تھے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کر)
 آخر کار تمام طبیب ان کے فرمانبردار ہو گئے اور ایمان لے آئے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فنِ طب اور مہارتِ فن میں ان سب
 آگے بڑھ گئے تھے اور صاحبِ معجزہ ثابت ہوئے، چنانچہ قرآن پاک کی فصاحت اور اس کا اعجاز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا
 معجزہ ہے بالکل اسی طرح جیسے حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت عیسیٰ کا مردوں کو زندہ کرنا معجزہ مقامِ ۷۷۷۷۷

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے !

حضور کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا، تھوڑا کھانا بکثرت لوگوں کے لئے کافی ہو جانا، زہریلی
 بجری کے اعضا کا یہ کہنا کہ ہم کو تناول نہ فرما میں ہم زہریلے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 معجزے ہیں۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا، اونٹ کا کلام کرنا، کھجور کے تنے کا رونا، آپ کی جانبِ درخت
 کا آنا بھی آپ کے معجزات ہیں، اہی قبیل کے اور بہت سے معجزے آپ کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے
 عصا کی مانند یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سرِ رضوں کو اچھا کر دینا، اندھوں کو بینائی واپس کر دینا، کورھویوں کو حیدام سے
 صحتیاب کر دینا، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جیسے معجزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے عطا نہیں ہوئے تھے۔
 کہ حضور کی اُمت ان کی تکذیب کر کے ہلاکت میں نہ پڑے جس طرح پہلی اُمتیں تکذیب کر کے ہلاک ہو گئیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد
 ہے۔ وَمَا مَنَعْنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن سَمِعْنَا كُذَّبَ بِهَا إِلَّا ذُلُّونَ ه۔
 مصلحت نے روکا کہ اگر یہ بھی تکذیب کر نیگے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ اگر سابقہ نبیوں کی طرح اگر آپ بھی ایسے ہی معجزے پیش فرماتے تو لوگ کہتے کہ آپ کوئی
 نئی بات تو نہیں لائے، آپ نے خود ہی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ باتیں سناوائی ہیں اس لئے آپ بھی اُنکے متبعین
 میں سے ہیں، جب تک آپ کوئی چیز نہ لائیں جو انبیاء سابقین نے لائے ہوں اس وقت تک ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے
 اس لئے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو وہ معجزہ عطا نہیں فرمایا جو دوسرے نبی کو عطا فرمایا گیا تھا چنانچہ ہر نبی کو ایک مخصوص معجزہ
 عطا کیا گیا۔

اُمت محمدیہ کی افضلیت
 اہل سنت اس بات کے معتقد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت تمام اُمتوں سے بہتر ہے اور ان میں
 اس زمانے کے لوگ تمام لوگوں سے بہتر اور افضل ہیں جنہوں نے حضور کو دیکھا، آپ کی تصدیق کی، آپ
 کی بیعت کی اور آپ کی پیروی کی، جہاد کیا، اپنا مال اور اپنی جانیں قربان کیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان لوگوں
 میں حدیثِ مدنیہ والے افضل ہیں جنہوں نے (ایک رخت کے نیچے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی، یہ اصحاب
 ایک ہزار چار سو ہیں، ان میں افضل اہل بدر ہیں جن کی تعداد دین سو تیرہ (۳۱۳) ہے جو اصحابِ طاووت کی تعداد کے برابر ہیں اور

ان ۱۳ میں افضل وہ دارالخبرہ والے اصحاب ہیں جن کی تعداد بشمول حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیس ہو جاتی ہے اور ان (چالیس) میں افضل وہ دس اصحاب ہیں جن کے جنتی ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی۔ وہ دس اصحاب یہ ہیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ✓ ۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ✓ ۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ✓ ۴۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ✓ ۵۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ✓ ۶۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ✓ ۷۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ✓ ۸۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ ✓ ۹۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ✓ ۱۰۔ حضرت ابو بکر

ان میں پہلے چار حضرات خلفائے راشدین سب سے افضل تھے اور ان چاروں میں حضرت ابوبکرؓ کو پھر عمرؓ کو پھر حضرت عثمانؓ کو پھر حضرت علیؓ کو فضیلت حاصل ہے۔ ان چاروں حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (بطور مجموعی) بیس سال تک خلافت کے فرائض انجام دیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دو سال سے کچھ اور، حضرت عمرؓ نے دس سال، حضرت عثمانؓ نے بارہ سال اور حضرت علیؓ نے چھ سال خلیفہ رہے۔ خلفائے راشدین کے بعد امیر معاویہؓ کو نو سال تک خلافت کا کو الی بنا دیا گیا، اس سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہؓ کو شام کا امیر بنایا تھا اس عہدہ پر آپ بیس سال تک فائز رہے۔

﴿ خلافت راشدہ ﴾

خلفائے راشدین نے خلافت بزرگوار جبر کے ذریعہ حاصل نہیں کی تھی نہ اپنے فضل سے چھپتی تھی بلکہ معاصرین پر ان کو فضیلت حاصل تھی اور صحابہ کرامؓ کے اتفاق و انتخاب اور رضا مندی سے ان کو خلافت ملی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت کے منصب پر مہاجرین و انصار کے اتفاق آراء سے فائز ہوئے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انصار سے چند مقررین نے اپنی تقریروں میں کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہو لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس کے جواب میں) فرمایا اے گروہ انصار کیا تم واقف نہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کرنے کا حکم دیا تھا؟ انصار نے بیک زبان ہو کر کہا ہاں یہ سچ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بتاؤ ابوبکرؓ سے بہتر آگے بڑھنے کو کس کا جی چاہتا ہے (کون ہے جو ابوبکرؓ سے آگے بڑھے؟) انصار نے کہا معاذ اللہ کہ ہم ابوبکرؓ سے آگے بڑھیں۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ (حضرت ابوبکرؓ کو جس مقام پر رسول اللہ نے کھڑا کیا تھا وہاں سے ان کو ہٹا دے۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم یہ نہیں چاہتے، ہم اللہ سے معافی چاہتے ہیں اس کے بعد انصار و مہاجرین متفق ہو گئے اور سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی بیعت کرنے والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک صحیح روایت میں ہے کہ بیعت مکمل ہو جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ تین روز تک لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے رہے! لوگو! میں تمہاری بیعت واپس کرتا ہوں کیا تم میں سے کوئی۔

میری بیعت کو ناپسند کرتا ہے اور اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے آگے کھڑے ہو کر فرماتے تھے: "نہ ہم آپ سے بیعت واپس لیتے ہیں نہ کبھی ہم بیعت لینے کی خواہش کریں گے اس لئے کہ آپ کو رسول اللہ نے آگے کیا ہے اب آپ کو پیچھے کون کر سکتا ہے۔"

معتبر اصحاب اور راویوں نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت کے حق میں سب صحابہؓ سے سخت تھے۔ ایک روایت ہے کہ جنگ جمل کے بعد عبداللہ بن ابی بکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپؓ اس امر (خلافت) کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد کیا تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس بارے میں بہت غور و خوض کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ نماز اسلام کا بازو ہے پس ہم نے اپنی دنیا کے لئے اس چیز کو پسند کیا جو رسول اللہ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمائی تھی اس لئے ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا رہبر بنالیا اور یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صلاحت کے دوران اپنی جگہ انھیں امام بنایا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہر نماز کے وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر نماز کی اطلاع دیتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دیں۔

اپنی حیات (مبارکہ) میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گفتگو فرمایا کرتے تھے جس سے صحابہ کرام کو یوں معلوم ہوتا تھا گویا آنحضرت کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ابن ابی بکر نے اپنی اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ہم حضور کے بعد کس کو اپنا خلیفہ بنائیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اگر تم ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے تو ان کو... انت دار دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا طالب پاؤ گے اور اگر عمرؓ کو امیر بناؤ گے تو ان کو طاقتور اور ایسا امانت دار پاؤ گے جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کریگا اور اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ گے تو ان کو ہدایت یافتہ ہادی پاؤ گے، چنانچہ انہی ارشادات کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔ ہمارے امام حضرت ابوعبید اللہ احمد بن حنبلؒ نے یہ ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت شاذ الہی سے ثابت ہے اور یہی مذہب حضرت حسن بصریؒ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کا ہے اس کی بنا وہ روایت ہے جو حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کی ہے، حضور نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے اللہ عزوجل سے عرض کیا کہ میرے بعد علی ابن ابی طالب کو خلیفہ بنا دے اس پر فرشتوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، آپ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں فرمایا کہ وہ شخص جو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے میرے بعد بہت کم عرصہ زندہ رہے گا، مجاہدؒ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضورؐ اس دنیا سے کس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک آپ نے مجھ سے عہد نہیں لے لیا کہ حضور کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق امیر ہونگے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمانؓ اور پھر میں (علیؓ ابن ابی طالب)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اس بنا پر قائم ہوئی کہ ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر فرمایا اس کے بعد تمام صحابہ کرام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور امیر المومنین کا خطاب دے دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا ہے حالانکہ آپ ان کی درشت مزاجی سے واقف ہیں کل آپ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں جواب دوں گا کہ تیرے بندوں میں سے سب سے بہتر کو میں نے لوگوں کا امیر بنایا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے اتفاق رائے سے خلیفہ مقرر ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو خلافت کے استحقاق سے محروم کر کے چھ اصحاب کی ایک مجلس شوریٰ مقرر کر دی تھی کہ وہ خلیفہ کا انتخاب کریں۔ وہ اصحاب یہ ہیں۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے آپ کو خلافت کی امید داری سے الگ کر لیا صرف چار حضرات باقی رہ گئے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں اللہ کے رسول اور مسلمانوں کے لئے تم میں سے کسی ایک کو منتخب کر لوں گا پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا، علی تم پر اللہ کے عہد میثاق، وفاداری اور اللہ کے رسول کے ذمہ کی پاسداری لازم ہے، جس وقت میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا اس وقت تم کو اللہ اور اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا ہوگی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت پر چلنا پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات میں اس کام کو پورا کرنے کی طاقت نہیں پائی جو مذکورہ اصحاب میں تھی اس لئے آپ نے اس (دعوت) کو قبول نہیں فرمایا، آپ کے انکار پر حضرت عبدالرحمنؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر وہی (شرطیں) دہرائیں (وہی باتیں کہیں جو حضرت علی سے کہی تھیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کو قبول کر لیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چھوڑ کر بیعت کر لی اس کے بعد حضرت علیؓ نے بھی حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی، پھر دوسرے روز بیعت عام لی گئی۔ اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اتفاق آراء سے خلیفہ مقرر ہو گئے۔ اور شہادت کے وقت تک امام برحق تھے کوئی ایسی بات آپ سے سرزد نہیں ہوئی جو طعن کا موجب یا آپ کے فسق کا سبب ہو یا اس سے آپ کے قتل (شہادت) کا جواز پیدا ہو سکے۔ رافضیوں کا قول اس کے خلاف ہے اللہ ان کو ہلاک کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی جماعت کے اتفاق اور صحابہ کرام کے جماع سے ہوئی۔ ابو عبداللہ بن

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

لئے نے محمد بن حنفیہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ محمد بن حنفیہؓ نے فرمایا، جس زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے میں علیؓ کے ساتھ تھا، ایک شخص نے آکر کہا کہ عنقریب امیر المومنین (حضرت عثمان) کو شہید کر دیا جائے گا، حضرت علیؓ یہ سن کر فوراً کھڑے ہو گئے، میں نے اس وقت آپ کی حفاظت کی غرض سے آپ کی گھر بکڑی، آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو، پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے مگر اس وقت تک امیر المومنین شہید ہو چکے تھے۔ حضرت علیؓ وہاں سے افس آکر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا لوگوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور آپ کے گھر میں داخل

وہ امیر معاویہ کی مدت خلافت میں آتی ہے (یہ خلافت ۳ سال چند ماہ باقی رہی) ۲۰ سال تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پورے ہو گئے تھے (خلافت راشدہ کی مدت ۳۰ سال ہے) - ۷۷۷

آئہات المومنین اور اہل بیت رسول ﷺ

ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازدواج مطہرات کے ساتھ حین ظن رکھتے ہیں اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ سب آئہات المومنین (مسلمانوں کی مائیں) ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کے ذریعہ جس کی ہم روزانہ تلاوت کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے (ہمت تراشوں کے قول سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پائی کا اظہار فرمایا ہے) ۷۷۷

اسی طرح حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ (الشان سے اور ان کے شہر اور ان کی اولاد سے راضی ہو) بھی سارے جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ جس طرح آپ کے والد ماجد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت واجب ہے اسی طرح آپ کی محبت اور دوستی رکھنا بھی واجب ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس چیز سے اس کو سچ پہنچتا ہے اس سے مجھے بھی سچ پہنچتا ہے۔ ۷۷۷

تمام صحابہ کرام وہ قرآن دلتے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب میں فرمایا ہے اور ان کی تعریف عظمت صحابہ کرام کی ہے، یہی ہما جسرین و انصار ہیں۔ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی، ان کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے: ۷۷۷

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اتَّقَىٰ مِنَ قَبْلِ الْفَيْحِ وَ
شَاتِلِ الْأَعْيَافِ أَغْطَمَ دَرَجَتًا مِنَ الَّذِينَ
أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِهِ وَتَاسَلَوْا وَكَلَّا وَعَدَ
اللَّهُ الْحَسَنَىٰ
جن لوگوں نے فحج (رکھ) سے پہلے راہ خدا میں مال صرف کیا اور جہاد کیا وہ
(دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ وہ کئی مرتبے میں ان لوگوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو
نے فحج مکہ کے بعد راہ خدا میں مال صرف کیا اور جہاد کیا مگر اللہ
نے ہر فرقے سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ۷۷۷

ایک اور آیت میں فرمایا ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيُخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ
لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا
تم میں سے وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان سے اللہ نے
وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین پر اسی طرح خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس سے
پہلے کے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے اس دین کو مضبوط کر دے گا جو اللہ نے
ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور خوف کے بعد ملے میں ان کو امن عطا کرے گا۔ ۷۷۷

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

فَالَّذِينَ آمَنُوا أَشِدُّ أَوْ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكْعًا يَنْبَغُونَ فَضْلًا مِمَّنْ
رسول اللہ کے صحاب وہ کافروں پر (دینی امور میں) بہت سخت اور
آپس میں نرمی کا سلوک کرنے والے ہیں، تم ان کو رُکوع اور سجدہ

رہنے والے دیکھو گے وہ اس سے اس کے فضل کے (ہر وقت) خواہاں
ہیں اور اس کی رضا کے خواستگار ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر
سجدوں کے نشان ہیں۔

اللَّهُ وَرَضَوْنَا سِيَمَاهُمْ فِي دُجُوهِم مِّنْ أَيْسَرِ
السَّجْدِ ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْحِيدِ وَمَقْلَهُمْ فِي الْإِنجِيلِ
كَزُرِعٍ أَخْرَجَ شَطَاكَ فَانْزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ
سُوْقِهِ يُعْجِبُ الرَّاغِبِينَ بِهَيْمِ الْكَفَّارَةِ

یہ ایسے ہیں جن کی صفت تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی
حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں اپنے والد (محمد باقر) کا قول نقل کیا ہے کہ اَلَّذِينَ مَعَهُ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جو تنگی اور سختی میں خار میں اور ابر کے دن (جھونپڑی میں رسول اللہ سے ساتھ رہے اور

اَشِدَّاءُ عَلٰی الْكُفَّارِ حضرت عمر بن الخطاب ہیں اور رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ حضرت عثمان ابن عفان ہیں اور دُكْعَاءُ سَجْدًا

حضرت علی ابن ابی طالب ہیں وَتَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا رسول اللہ کے دونوں گہرے دوست حضرت طلحہ اور

حضرت زبیر ہیں اور سِيَمَاهُمْ مِّنْ أَيْسَرِ السَّجْدِ سے مراد حضرت سعد، حضرت سعید، عبدالرحمان بن عوف اور

ابو عبیدہ بن الجراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ رسول حضرات ایسے ہیں جن کی صفت تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ہے

اَخْرَجَ شَطَاً مِّنْ شَطَاً رکھتی کی سب سے پہلی نکلنے والی کونیل یا کوا سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور فَاَنْزَرَهُ

سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اللہ نے اپنے رسول کو قوت عطا فرمائی اور فَاَسْتَغْلَظَ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کے ذریعے اس سوئی یعنی رسول اللہ کی مِوائی (یعنی طاقت) بڑھی فَاَسْتَوَىٰ عَلٰی سُوْقِهِ پھر حضرت عثمان رضی اللہ

کے ذریعے وہ کھیتی اپنی دُندنی پر کھڑی ہو گئی اور يُعْجِبُ الرَّاغِبِينَ یعنی حضرت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی وجہ سے وہ

اچھی معلوم ہونے لگی اور لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ سے مراد رسول اللہ اور آپ کے اصحاب ہیں (مطلب یہ ہے کہ آیات مذکورہ کے ہر

نکیرے کا مصداق اُن دس صحابہ میں سے کوئی نہ کوئی ہے جو عشر مبشرہ کہے جاتے ہیں)

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جن باتوں میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہے اُن سے زبان کو روکا جائے (اس

میں بحث و گفتگو کی جائے صحابہ کی بد گوئی سے زبان کو بند رکھا جائے، ان کے فضائل و محاسن کو بیان کرنا اور ان کے (باہمی) اختلافی

معاملے کو خدا کے سپرد کرنا واجب ہے جس طرح بھی ان کا وقوع ہوا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ، حضرت

زبیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امیر معاویہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے (اس

اختلاف پر بحث نہ کرے اور زبان کو بند رکھے) ہر صحابی کی بزرگی اور فضیلت کا اعتراف کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا

اور وہ لوگ جو اُن کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

اغْفِرْ لَنَا ذِلَّةَنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ

پہلے گزر چکے ہیں۔ ان کی بابت ہمارے دلوں میں کوئی برائی پیدا

وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

منہ ہوا، اے ہمارے رب تو ہی شفقت اور رحم کرنے والا ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا ہے

یہ اُمت وہ ہے جو گزر چکی، اس گروہ نے جو کچھ کیا اس کا جواب

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَكَفَّ مَا

کُنْتُمْ وَلَا تَسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا
اُنْہی کے ذمے ہے جو کچھ تم کو دئے اس کے تم ذمہ دار ہو گئے،
ان لوگوں کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو تم زبان روکو (یعنی کسی کو بُرا نہ کہو) حدیث شریف
کے دوسرے الفاظ اس طرح ہیں، میرے صحابہ کے باہمی نزاعات سے اپنے کو بچائے رکھو (کسی کو بُرا نہ کہو) اگر تم میں سے کوئی شخص
بھی احمد بہادر کے برابر سونا راہ خدا میں صرف کرے گا جب بھی صحابہ کے ایک مُد بلکہ آدھے مُد کا بھی ثواب نہیں ملے گا۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص گنا خوش
نفس ہے جس نے مجھے دیکھا اور وہ شخص جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ
کو گالی نہ دو جو ان کو گالی دے گا اس پر خدا کی لعنت۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا "اللہ نے مجھے جن لیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو جن
لیا، ان کو میرے لئے انصار اور میرا رشتہ دار بنایا، آخر زمانہ میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو صحابہ کے مرتبے کو گھٹانے کا
خود اتم ان کے ساتھ کھانا، نہ نکاح کا سلسلہ کرنا، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا۔ ایسے لوگوں پر لعنت کرنا جائز ہے۔
حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درخت احمدیہ کے پیچھے جس نے مجھ سے بیعت کی
وہ کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اہل
بدر کی حالت کو دیکھ کر ہی فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں
تم ان میں سے جس کسی کا کبھی قول لے لو گے سیدھا راستہ پاؤ گے۔ حضرت بکرہ کی روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا "جس زمین پر
میرا کوئی صحابی فوت ہوگا اس کو اس زمین والوں کے لئے قیامت کے دن فیض بنایا جائے گا۔ حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے
کہ رسول اللہ کے اصحاب کے متعلق جو شخص ایک لفظ (بد) بھی کہے گا وہ گمراہ اور بد راہ ہوگا۔

اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ائمہ مسلمین اور ان کی پیروی کرنے والوں کا حکم سننا اور ماننا واجب
ہے اور ہر نیک و بد عادل و ظالم حاکم کی افتراء اور ان لوگوں کے پیچھے جو ایسے لوگوں کی طرف سے مامور ہوں
نماز پڑھنا چاہیے۔ اہل سنت کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کے قطعی جتنی یا دوزخی ہونے
کا حکم نہیں لگانا چاہیے خواہ وہ مطہ ہو یا عاصی، نیک راہ ہو یا کج رویہ حکم لگایا جائے صرف اس صورت میں جب کہ اس کی
بدعت و گمراہی سے مطہ ہو جائے (تب یہ حکم لگایا جا سکتا ہے)۔

اہل سنت کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامتیں برحق ہیں ان
کو تسلیم کرنا واجب ہے) اشیاء کی گرانی اور ارزانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کسی ستارے کی تاثیر کے سبب ہے اور نہ بادشاہوں
یا زمانے کے حاکموں کی (مخومت یا برکت) کی وجہ سے، فرقہ فساد پر اور عجوبی تاثیر کو اکابر کے قائل ہیں حضرت انس بن مالک سے روایت
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ گرانی اور ارزانی اللہ کے دولہ کے ہیں ایک کا نام طبع (ترجمت) اور دوسرے کا

اللہ تعالیٰ کو جب گرانی منظور ہوتی ہے تو وہ تاجروں کے دلوں میں لالچ ڈال دیتا ہے اور وہ اشیاء کو بیٹے ہیں اور جب وہ چاہتا ہے کہ ارزانی ہو تو سوداگروں کے دلوں میں خوف (الہی) پیدا کر دیتا ہے اور وہ چیزوں کو اپنے ہاتھوں سے باہر نکال دیتے ہیں ر جمع شدہ اجناس فروخت کر دیتے ہیں۔

سنت و جماعت کی پیروی

صاحب عقل و بینش مومن کے لئے بہتر ہے کہ وہ سنت و جماعت کی پیروی کرے بدعت سے اجتناب کرے اور دین میں زیادہ غلو نہ کرے نہ گہرائی میں جائے نہ تصنع سے کام لے تاکہ گمراہی سے بچے اور اس کے قدم کو لغزش نہ ہو جو ہلاکت کا باعث ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد ہے: "اتباع کرو اور بدعت سے بچو یہ پختیس کافی ہے" حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا: "تم پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لگانے سے بچو اور یہ بات مت کہو کہ یہ بات کیوں ہے؟ جب مجاہد کو حضرت معاذ کے اس قول کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ پہلے ہم بعض چیزوں کے احکام کے متعلق کہا کرتے تھے یہ کیا ہے؟ مگر اب ایسا نہیں کہیں گے، لہذا ایماندار شخص پر لازم ہے کہ سنت کا اتباع اور جماعت کی پیروی کرے۔ سنت اس طریقے کو کہتے ہیں جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا اور اس پر گامزن ہے اور جماعت اسے کہتے ہیں جس پر چاروں خلفائے کرام کی خلافت کے زمانے میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق کیا۔

اہل بدعت سے اجتناب

دانشمند مومن پر یہ بھی لازم ہے کہ اہل بدعت سے تعلق نہ رکھے اور نہ ان کی محبت و قربت اختیار کرے، نہ ان کو سلام کرے، ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ جس نے کسی اہل بدعت کو سلام کیا وہ گویا اس سے محبت رکھتا ہے (اس لئے کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ باہم سلام کی کثرت کرو تاکہ محبت بڑھے) یہ بھی لازم ہے کہ بدعتیوں کا ہم نشین نہ بنے نہ ان کے پاس جائے اور نہ ان کو عیدوں اور خوشی کے مواقع پر مبارک دے نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھے۔ جب ان کا ذکر آجائے تو ان کے لئے دعائے رحمت بھی نہ کرے بلکہ ان سے الگ رہے اور محض اللہ کے لئے ان سے عداوت رکھے۔ اہل بدعت کے مذہب کے باطل ہونے کا یقین رکھے اور اس پر عظیم اجر و ثواب کا یقین رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اہل بدعت کو محض اللہ کے لئے اپنا دشمن جانا اس کے دل کو اللہ تعالیٰ ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو شخص ان کو خدا کا دشمن جان کر ملامت کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو آمن و آمان سے رکھے گا۔ اور جو شخص ایسے لوگوں کو ذلیل کرے اس کو بہشت میں سو درجے ملیں گے اور جو بدعتی سے کشادہ روی اور خندہ پیشانی سے ملا اس نے اس دین کی توہین کی جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تھا۔

ابو مغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تک بدعتی بدعت کو ترک نہ کرے اللہ اس کے نیک عمل کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ حضرت فیض بن عیاضؒ روایت کرتے ہیں کہ اہل بدعت کے ساتھ دوستی رکھنے والے کے نیک اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے دل سے نور ایمان نکال دیتا ہے اور جو شخص اہل بدعت سے دشمنی رکھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے خواہ اس کے نیک اعمال تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ جب تم کسی بدعتی کو راستے میں دیکھو تو دوسرا راستہ اختیار کر لو۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ کہتے تھے کہ میں نے خود حضرت سفیان بن عیینہؒ کو یہ کہتے سنا کہ جو شخص کسی بدعتی کے جنازے کے ساتھ جائے تو وہ جب تک واپس نہیں لوٹ آتا اللہ کا غضب اس پر نازل ہوتا رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی پر لعنت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے جس نے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا کسی بدعتی کو رہنما دی اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نے اس کے صرت یعنی فرض کو قبول فرماتا ہے اور نہ اس کے بدل یعنی نفل کو، حضرت ابو ایوبؓ بسمت نبیؐ نے فرمایا کہ اگر تم کسی سے رسول اللہ کی حدیث بیان کرو اور وہ کہے اس کو رہنے دو قرآن میں جو کچھ ہے وہ بیان کرو تو سمجھ لو کہ وہ گمراہ ہے۔

اہل بدعت کی بکثرت نشانیاں ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں، ایک علامت تو یہ ہے کہ وہ محدثین کو برا کہتے ہیں اور ان کو حشو یا جماعت کا نام دیتے ہیں، اہل حدیث کو فرقہ حشو یا فرار دینا زندقہ کی علامت ہے کی نشانیاں اس سے ان کا مقصد ابطال حدیث ہے۔ فرقہ قدریہ کی علامت یہ ہے کہ وہ محدثین (اہل الآثار) کو مجرہ (جبر) کہتے ہیں۔ اہل سنت کو مشتبہ قرار دینا فرقہ جہمیہ کی علامت ہے، اہل الآثار (اہل حدیث) کو نابستی کہنا رافضی کی علامت ہے یہ تمام باتیں اہل سنت کے ساتھ ان کے تعصب اور ان کے غیظ و غضب کے باعث ہیں، حالانکہ ان کا تو صرف ایک نام اہل حدیث ہی بدعتی ان کو جو لقب دیتے ہیں وہ ان کو چمٹ نہیں جاتے جس طرح مکہ کے کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر، شاعر، مجنون، مفتون اور کاہن کہتے رہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ملائکہ، انس و جن اور تمام مخلوق کے نزدیک آپ ان تمام عیبوں سے پاک تھے اور کوئی لقب موزوں نہ تھا آپ کا لقب رسول اور نبی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”دیکھو انھوں نے تمھارے لئے کیسی مثالیں گمراہ رکھی ہیں پس یہ گمراہ ہیں، راستہ نہیں پاسکتے“۔

اہل سنت و جماعت کے عقیدے اور ضائع کی معرفت کے سلسلے میں بقدر طاقت ہم نے اختصار کے ساتھ جو کچھ جمع کر دیا ہے یہ ہمارے بیان کا تتمہ تھا، اس کے بعد (اس سلسلہ میں) ہم دو فصلیں اور بیان کرتے ہیں جن سے نادانق (غافل) رہنا کسی صاحب خرد اور ذی فہم اور ایماندار شخص کے لئے جائز نہیں جب کہ وہ دلیل و برہان کے راستے پر چلنا چاہتا ہے۔ اول فصل میں ان صفات انسانی، انسانی اخلاق اور عیوب کا بیان ہے جن کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر صحیح نہیں اور دوسری فصل میں ان گمراہ فرقوں کا بیان ہے جو ہدایت کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور جن کی حجت قیامت اور محاسبہ کے دن باطل ہوگی۔

وہ صفات جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات کے

ساتھ ناراوا اور ناجائز ہے

مندرجہ ذیل صفات سے اللہ تعالیٰ کو متصف قرار دینا جائز نہیں ہے۔

جہالت، شک، تردد، غلبہ ظن، سہو و بیان، اونچہ، نیند، مرض، غفلت، عجز، موت، بہر این، گونگا پن، نابینائی، شہوت، نفرت، خواہش، غصہ (ظاہری، غضب باطنی)، غم، افسوس، ملال، پشیمانی، تاسف، دکھ، لذت، نفع، نقصان، آرزو، مقصد اور کذب۔

اللہ تعالیٰ کا نام ایمان رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ فرقہ سالمیہ اس کے جواز کا قائل ہے، انھوں نے مندرجہ ذیل آیت سے استدلال کیا ہے: ”مَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ“ جس نے ایمان کے ساتھ گھر کیا یعنی اس کے عمل ضائع